Adruna-e-Bible

Interiority of the Bible

Allama Abdullah Athim

اندرونِ بائبل

تالیف

شیخ الاسلام حضرت علامہ عبد اللہ آتھم

1889

NOOR-E-HAYAT.COM

Andruna-e-Bible

Interiority of the Bible

Allama Abdullah Athim Masih

اندرونہ بائبل مروجہ قدیمہ

یعنی

خلاصہ و شرح امور اخص و فہم

من تالیف

علامہ عبداللہ آتھم مسیحی

۱۸۸۱ء

Allama Abdullah Athim Masih

1830-1896

دیباچہ

دفعہ ۱۔

بائبل ایک مجموعہ ہے تالیفات (تالیف کی جمع تالیفات، مختلف کتابوں سے مضامین چن کرنئے پیرائے میں ترتیب دینا) مدعیان (دعویٰ دار) الہام (خدا کی طرف سے دل میں آئی ہوئی بات) کا جو مختلف زمانوں میں ظاہر ہوئے اور ناقل (نقل کرنے والا) مضامین ایک دوسرے کے مطلق نہیں گو اصول اُن کی کُل واحد ہی ہیں اور مضامین اکثر مترادف۔

دفعہ ۲۔

جب سے یہ اجزا بائبل کے بعرض تالیف آئے کچھ ان میں الحاق (ملنا) یا ان سے اخراج (نکاس) نہیں ہوا۔ بجُز ایسے الحاق کے کہ وہ جو بھی ساتھ دعویٰ الہام کے ہوا ہو اور ایسے اخراج کے کہ جو محض متعلق بتاکر اور تعلیمات کے ہو اور نہ خود تعلیمات کے حروف و الفاظ اور فقرات کی کمی و بیشی یا پس وپیشی جب تک مضامین کی اصلیت میں کچھ خلل نہ ڈالے قابلِ لحاظ عقلاً نہیں ہو سکتی۔ یہ خلل بائبل میں کبھی نظر نہیں آیا۔ مخالف اصلیت بائبل نے کبھی نہیں دکھلایا کہ فلانی تعلیم اصل میں نہ تھی جو الحاق ہو گئی ہے یا فلاں تھے جو خارج ہو گئی اور جب تک مخالف ایسا نہ کر سکے اُس کو قابلِ حفاظت الٰہی کا اس کتاب کے بارے میں ہونا چاہیے۔ کیونکہ لفظوں کی ہمیشہ کتاب وست بدست (ہاتھوں ہاتھ) جنگ میں رہی ہے۔

دفعہ ۳۔

اصلیت بائبل حق خالص ہے یا غیر خالص اس کے واسطے یہ خود ہی موجود ہے آج تک اس کے مخالفوں نے اس کو غیر خالص ثابت نہیں کیا گو زور اپنا بار بار سارا لگا دیکھا ہے۔ یہ مخالفوں سے کبھی نہیں بھاگی اور مخالف ہمیشہ اس سے بھاگتے رہے ہیں اور جب چاہیں پھر آزمالیں۔ اگر خود اس کے اور نہ اس کے عاجز پیروؤں (شاگردوں) کو جنہیں بہت سے لائق مقابلہ ہر ایک مخالف کے نہیں۔ سب سے بڑی بات اس کتاب میں یہ ہے کہ رحم الٰہی نے تقاضاے عدل الٰہی دربارہ (نسبت، بابت) گنہگاران، کیونکہ پورا کیا کہ ان کے لئے راہِ نجات عقبیٰ (آخرت، عاقبت) کھولے کیونکہ اسی میں ادراکِ (عقل، فہم) انسانی عاجز اور عقل اس کی حیران تھی اور اسی کے لیے ضرورت الہام تھی۔ جس قدر کہ تھے اور یہ مشکل اس کتاب میں کاملاً (مکمل) حل ہو گئی ہے۔

دفعہ ۴۔

شرح راقم مبنی بر ترجمات و شرحات (تراجم اور تفاسیر) علماء اصل کلام کی ہے۔ مترجموں کو اس لیے بے اعتبار نہیں ٹھہرایا گیا کہ معلم اصل کلام کے بھی ان سے زیادہ اعتبار کے لائق نہیں ٹھہر سکتے تھے اور محققیں پہلے شارحوں (شرح لکھنے والے) کہ ہماری بصیرت کی روک کچھ نہیں بلکہ مددہیں۔ جس قدر بھی مددہو سکتی ہے۔ قاعدہ شرح اس کتاب میں بھی عامہ لیا گیاہے یعنی یہی کہ تصنیف کے معنی اول اس کے مصنف ہی سے پوچھے جائیں اور اگر وہ ساکت (خاموش) ہو تو سہاوک اور حتی الوسیع بے عیب معنی کئی جائیں۔ لم یزلی (الزام یزلی) شرح کا دعویٰ تو وہاں ہی صادق آتا ہے کہ جہاں علم کل امر مشروح (کھول کر بیان کیا گیا) کا ہم کو حاصل ہو، مگر غلبہ میں محفوظتری (حفاظت) کی راہ لینی بہتر معقولات (معقول کی جمع، علوم حکمت و فلسفہ و منطق) سے ہے۔

دفعہ ۵۔

قلّ و دلّ (خاتمہ) پر نظر مولف بہت رہی ہے، تاکہ طوالت ملالت (لمبی اُداسی) نہ ٹھہرائے۔ لہٰذا یہ شرح مدّوار ہے اور نہ متن وار اور صرف خلاصہ کی ہے اور نہ کُل کی اور اخص (نہایت اعلیٰ) واہم باتوں کی ہے اور نہ عام کی۔ خاص کر نبوتوں کی شرح پر لحاظِ خاص کیا گیاہے اور جو باتیں درخود صاف ہیں شرح کی شکل میں نہیں ڈالی گئیں۔

اس تالیف میں باب تین میں اوّل بر تورات موسیٰ دوئم بر انبیاء درمیانی۔ سوئم بر انجیل۔ باقی تقطیع (ٹکڑے ٹکڑے کرنا، علم وعروض کی اصطلاح میں شعر کے اجزاء کو بحر کے اوزان پر وزن کرنا) بر فصلات و دفعات وغیرہ ہے جیسا موقع نظر آیا۔ حاشیے اور ضمیمے بھی جز کتاب متصور (خیال کیا گیا، سوچا ہوا) ہیں۔ دعویٰ طبع آزمائی (ذہانت کا امتحان) نہیں بلکہ محبت آزمائی ہے۔ فریب دھی مدِ نظر نہیں گو فریب خوروگی کہیں ہو۔

اللہ اکبر

الکتاب

باب اوّل

در خلاصہ و شرح تورات موسویٰ

تمہید

یہ کتاب سب سے اّول ہدایت نامہ تحریری دعویٰ الہام برائے انسان دنیا میں پیش ہوتا ہے جو حوالجات غیروں اور محک (وہ پتھر جس پر سونا چاندی پر کھا جاتا ہے) اصطلاحی سے اوّل ٹھہرتا ہے۔ تقریری الہام اس پیشتر بھی یقین ہوتا ہے کہ تھا اور نقاط کے بڑھانے سے دعویٰ دس گنا جتنا چاہو بڑھالو مگر حوالجات اور محک اصطلاحی کے مقابل اس سے ساری کتب دنیا کی پیچھے ہی رہ جاتی ہیں۔

مرکوز اس کتاب کی صرف تصویر ایک معاملہ روحانی بنانا ہے۔ جس کا صاحب تصویر انجیل میں دکھایا گیا ہے۔ اسی لئے بقا کا جز جو متعلق روح کے ہے اس کتاب کے عنصروں میں کُھلا نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ تصویر میں صرف عکس ہی ہوتا ہے اور نہ جان بھی۔ بولی اس کی فریم (ڈھانچا) سی ہے کہ اشاروں میں کلام بہت کرتی ہے مگر بدیں تفاوت (فاصلہ) کہ ہنر فریم جب کہ محض نجات دنیا کچھ ہے تو اس میں منجی عقبیٰ کی تصویر بہت کچھ الا بجز تصویر مسیح۔

مضامین اس کے منقسم بر چار قسم ہیں چنانچہ

فصل اوّل

در خلاصہ و شرح شرعِ اخلاق

دفعہ ۱۔

شریعت اخلاقی کا خلاصہ یہ ہے کہ اے انسان تو اپنی ساری طاقتوں سے اپنے خالق کو ایسا پیار کر کہ جو جڑ ہے۔ تیرے اپنے پیار کی اور نہ یہ کہ تیرہ اپنا پیار اُس کی جڑ ہے اور یہ پیار خالق کا ساتھ ادب واجب کے ہو جو ادب کہ دانائی کُل کی جڑ ہے۔ اور بہ تتبع (تقلید، پیروی) پیار خالق کے صورت خالق کو بھی پیار کر جو انسان میں بھر گئی ہے۔ اول خالق کے پیاروں کو بعد ان کے اپنے جور (بیوی) اور بچوں اور اقربا (قریب کے رشتہ دار) کو، پھر دنیاوی دوستوں کو، پھر ہم طنوں کو اور پھر عوام کو حتیٰ کہ اپنے دشمنوں کو بھی۔ سب کا حق ادا کر اور اپنے حق کا انتقام نہ لے۔ خلاصہً پیار ساری شریعت اخلاقی کا خلاصہ اور پاک خالف کی ایک بلند کا سایہ۔

دفعہ ۲۔

اب جو شخص تکالیف شرعی کے لائق ہے اور خود فریبی نہیں کرتا خود بخود دیکھ سکتا ہے کہ علت غائی (نتیجہ، حاصل) اس شریعت کی کیا ہے۔ یعنی جب کہ اس شریعت کو کسی بشر نے پورا کیا اور نہ کوئی آیندہ پورا کرتا نظر آتا اخلاق سے لے کر کتاب میں بھرنا اس کا سوائے دو وجہ کے نہیں ہو سکتا یعنی یا تو یہ کہ قصورات اس شریعت میں جو انسان نے کئے ہیں یاد دلا کر ان کے بد نتیجہ سے متنبہ (تنبیہ کیا ہوا / خبر دار) کیا جائے دیا بہ وسیلہ قصورات کے احتیاج منجی سے اُسے آگاہ کیا جائے۔ کلام بائبل کو راہ نجات دکھانے کا دعویٰ ہے لہذا احتیاج میں ماتحیاج (وہ چیز جس کی ضرورت ہو) ہی یہ دیکھائی یہاں آسکتی ہے اور بہ جُز اس کے نتیجہ باطل ہے کیونکہ امر کر کو تب ہی ہم سمجھ سکتے ہیں جب وہ کچھ نہ کرتے ہوں اور نہ ہی کرتے ہوں تب ہی کہ جب وہ کچھ کرتے ہوں لہذا یہاں موت زندگی کی قدر کراتی ہے جو قدر اس کی کرنا چاہتا ہو۔

فصل دوئم

در خلاصہ وشرح شرع رسمیاتی

دفعہ ۳۔

رسم ضرور ہے کہ درخود کچھ معنی رکھتی ہو ورنہ بے معنی ہے چنانچہ:

رسمِ اوّل

سبت پرستی ہے کہ جو خالق پاک نے اپنے نمونہ کام و آرام نقشہ موجودہ دینامیں واجب الاطاعت فرمائی تھی۔ اخلاق میں اس شریعت کو ڈھونڈو ہم پرستی ہے اور پیروی اس نمونہ خالق میں کوئی صورت تہذیب مخلوق کی نظر نہیں آتی۔ عبادت الٰہی ہر دم یکساں فرض ہے تو ا:۷ کو وہ کیونکر قبول فرما سکتا ہے۔ بسبب قدامت کے یہ رسم عادی تو ہر گروہ میں ضرور ہو رہی ہے مگر اخلاق میں اس کا سراغ مطلق نہیں ملتا۔ اصلی مراد اس رسم کی یہ ہے کہ جیسے نمونہ خالق سے یہ رسم لی گئی ہے اُسے خالق کے یاد دلانے والی یہ رسم ہے اور جیسے کام ہم سے پورا ہو نہیں سکتا اور آرام ہم چاہتے ہیں تو یہ رسم کام و آرام ہمارے پورا کرنے کے واسطے توجہ اسی خالق پر دلاتی ہے کہ وہی تمہارا منجی بھی ہے جو خالق ہے۔ اب کون ہے یہ خالق و منجی اس کا جواب امثال کے باب ۸ اور انجیل یوحنا کے باب ۱۔ اور دانیال کے باب ۹۔ میں دیکھو کہ مسیح اقنومِ ثانی الوہیت (پروردگاری / خداوندی) ہے کہ نہیں وجہ کیا ہے کہ خالق و منجی ایک ہی ایک ہفتہ کار خلقت و نجات کی واسطے لیتے ہیں اگر یگانگت (اِتحاد / قرابت) فاعل ہر دو کی نہیں دِیکھاتی۔ باپ کو کسی نے نہیں دیکھا بہ جُز کھانے بیٹے کے اور باپ سے کوئی نہیں مل سکتا بہ جُز ملانے بیٹے کے قول ہے یوحنا اور دانیال کا جو ہر دو محبوب الٰہی کہلاتے ہیں اور اسی لیے کہ یہ رسم صرف یاد دہانی خالق منجی کی ہے کُلسیوں کے خط کے باب ۲ میں لکھا کہ کوئی تمکو سبتوں کی بابت نہ گبھرائے کیونکہ یہ سایہ ہیں اور وجود ان کا مسیح ہے۔

سبت کو جو بجائے تُکملہ (جو اصل مضمون کو مکمل کردے) فرایض الٰہی کے الوح (لوح کی جمع / پتھر کی تختیاں) شریعت اخلاقی میں رکھا گیا تھا اسکا مطلب بھی صورت تکمیل دکھانے کا تھا کہ کیونکر اور کس میں یہ شریعت پوری ہو سکتی ہے ورنہ بدن اس ایک حکم کے باقی یہ شریعت بہ جُز فتوائے قتل سنانے کے اور کیا تھی جو کسی سے پوری نہیں ہوتی۔ خلاصہ یہ رسم یہ سکھاتی ہے کہ اے انسان تو اپنے سارے کاموں اور آرام کے واسطے اپنے خالق منجی[1] کی پناہ لے اور اب کہ مسیح اور منتظر ظہور وجود مسیح کے نہیں لہٰذا پابند اس کے سایہ کے بھی نہیں رہ سکتے مگر فسح کی لیلے (برہ) کی یادگار قائم رکھنے کا حکم ہے اور اکٹھا ہونے کا دوسرا فرض اس میں شامل ہو گیا ہے لہٰذا یادگار و قیامتِ مسیح اکٹھے ہو کر مسیح کیا کرتے ہیں کا تو اس

[1] جب ہم یہ کہتے ہیں کہ بموجب کلام بائبل کی خلقت و نجات کار اقنوم ثانی کا

سے مراد بتانے خصوصیت ہے اقنوم ثانی کی ہے اور یہ ہی کہ ماہیت (حقیقت /کفیت / اصل جوہر) واحد میں کسی مظہر کا کام دوسرے مظاہر سے خارجی ہی ہو سکتا ہے۔

جو اصحاب کثرت فی الوحدت در وجود جوہر فرد کے انکاری ہیں۔

اوّل۔ یہ تو دکھائے کہ کوئی جوہر فرد بدون متعدد (گنے ہوئے / چند / چُنے گئے) مظہرات کے وجود بھی رکھ سکتا ہے یا ایک مظہر سے ایک قسم کے ظہور ممکن ہیں۔ ہماری نظر میں کوئی وجود بدون متعدد مظہرات اپنے کے قائم نہیں رہ سکتا اور نہ ایک مظہر سے ایک اقسام کے ظہور ممکن ہیں پس وحدت محض نفی مطلق کا نام ہے۔

دوئم۔ اگر کہو کہ بحث تعداد صفات پر نہیں بلکہ کثرت الوحدت ذات پر ہے تو اولاً تو ہم پوچھتے ہیں کہ ذات کو کسی دوسرے مظہر پر فوق (بالا / بلند / اُونچائی / سبقت) کونسا ہے جب کہ وہ بھی مانند دیگر مظاہر کے ایک ہی ظہور اپنا دکھاتی ہے یعنی جامعیت (ہمہ گیری / کاملیّت / جس میں سب کچھ آ گیا ہو) مظہرات یعنی در خود (اپنی مرضی سے، بذات خود) کا ثانیاً ہم پوچھتے ہیں کہ کہاں لکھا ہے یا ہم کب کہتے ہیں کہ کسی خاص واحد مظہر میں یہ کثرت فی الوحدت ہے۔ کلام بائبل سے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ کُل عین الٰہی میں یہ کثرت نے الوحدت ہے اور جو ہم سے پوچھے کہ کیوں کر تو وہ کوئی عین بلا کثرت فی الوحدت کے خود ہی دکھائے اور تب پوچھے۔

سوئم۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم مسئلہِ تثلیث فی التوحید میں تثلیث، مظہراتی نہیں کہتے بلکہ درجات مظہراتی کے مانتے ہیں سو اگر کثرت فی الوحدت مظہراتی جائز ابد امر ہے تو کثرت فی الواحدت درجات مظہراتی کے کیوں کر ناممکن ہو سکتی۔ ڈھکوسلہ (فریب / دھوکہ / بیہودہ / بہانہ / مہمل بات) لگانے کے۔ جو اصحاب یوں فرمادیا کرتے ہیں کہ مظہرات شے کے نہ عین میں داخل ہیں اور نہ ہی غیر میں یہ بھی ایک ڈھکوسلہ ہے اس لیے کہ ممکن نہیں کہ عین اور غیر ہر دو نہ ہوں یا ہر دو ہوں اور غیر ہونا ان کا تب ہی مانا جا سکتا ہی کہ جب بغیر ان کے وجود شے ممکن ہو جو ہر گز نہیں۔

رسم دوئم

قربانیاں ہیں کہ جن میں بہ وسیلہ ذبیحہ جانور ان بے عیب (پاک) و غزا (مذہبی جنگ / جہاد / غزوات) ہے، لطیف و خوشبو ہے ملیح (نمکین / سلونا / خوبصورت / سانولا) کی قبولیت عبادات و معافی تقصیرات (کوتاہی / کمی / غلطی / خطا / قصور) شکرانہ انعامات ہوا کرتی تھی۔ عبادات کبھی بدون (اس کے علاوہ) قصاص (بدلہ / انتقام) تقصیرات کے کامل نہیں متصور (تصور کرنے والا / دل میں نقشہ جما لینے والا) ہوئیں اور تقصیرات فعلی و ترک فعل اختیاری و لازمی سب قصاص قربانی کا چاہتے تھے شکرانہ بھی بدون پاک نے بہ وسیلہ قربانی کے قبول نہیں ہوتا تھا۔

تراکیب ان قربانیوں کی با یں کثرت رکھی گئی تھی کہ مردان خدا کا سارا دھیان بہ مشغولہ(شغل) زندگی انہیں میں لگا رہے قبوحات(بُرائی / خرابی / نقص) بدنی برائے نشانات قبائح(غلطیاں) روحی قائم ہو کر قربانی کے طالب تھے اور نہ جاننے پر کشش واجب کیوں نہ جانا کے ہو کر قربانی مطلوب(طلب کیا گیا / مانگا گیا) ہوتی تھی۔ اب کوئی بتادے کہ خون جانوران سے خطایات انسانی کیوں کر دھوئے جاسکتے ہیں یا غزااور خوشبو ظاہری باطنی مردگی اور بدبو کا کیا چارہ کر سکتے ہیں۔ بہ جُز آنکہ یہ معاملہ سارا ہی نشان مسیح قربان شدنی(ہونے والی بات / اِتفاقی بات) اور غزاو ملاحت(سانولا پن) روحانی کا نہ ہو۔ فسح کا لیلا(برّہ) بہ جُز نشان مسیح اور کیا تھا جو شام کیا تھا۔ جو شام کے وقت دروازہ کے باہر مارا جاتا تھا اور اس کی ہڈی توڑنے کا حکم نہ تھا اور جس کو وہی کھا سکتا تھا جو اپنے وحید(یگانہ / یکتا / لاثانی) کو ہلاکت سے بچانے کی چاہ کر روانگی بہ ملک آزادگی کے لیے برپا ہوا خمیر سے بچ کر فطیری روٹی(وہ روٹی جس میں خمیر نہ ہو) کڑوی بھاجی(پکاہوا کھانا یا ترکاری / ساگ پات) سے کھائے۔ کیا مسیح ہی وہ نہیں جو شام کے وقت باہر دروازہ سے مارا گیا اور جس کی ہڈی برخلاف آہنی(لوہے کی بنی ہوئی) آئین(قانون) رومیوں کے نہ توڑے گئے اور بہ جُز اس کے کفارہ کے وحید روح کا بچاؤ اور کیا ہے۔ کون اس کے واسطے تقاضا عدل پورا کر سکتا ہے اور بدون تیاری و ترک خمیر غرور اعمال و علم تلخی بد اعمالی اپنے کے کون اس میں پیوند ہونے کے بغیر آزادگی کو دیکھ سکتا ہے اور کس لیے یادگار قیامت مسیح تا قیامت قائم ہوئی اگر وہ فسح کا لیلا نہ تھا۔

غذاِ روحانی بھی مسیح ہی تھا اور وسیلہِ خوشبو بھی وہی کہ جس بدون مردنی(موت کے آثار / علامتِ مرگ جو خون خشک ہونے سے چہرے پر پائی جاری ہیں) چھارہی تھی اور بدبو عملی خدا کے سامنے نفرتی ہو رہی ہے۔

ضوابط آدائے ان قربانیوں کہ یہ تھے کہ اول تو پیتل کی قربان گاہ خیمہ کی چار دیواری کے اندر تھا جس پر لہو اور گوشت قربانی کا جلا دیا جاتا تھا دوسرا سونے کا قربان گاہ خود خیمہ کے اندر تھا جس پر پیتل کی قربان گا سے سُلگتا کوئلہ لے کر بخور(وہ چیزیں جن کے جلانے سے خوشبو نکلتی ہے / عود / لُوبان) جلایا جاتا تھا اور متصل(اتصال رکھنے والا / قریب / نزدیک) اس کے نذر کی روٹیوں کی میز سونے سے جڑھی ہوئی تھی۔ اب یہ قربان گاہیں بیرونی حقارت و اندرونی امارت(دولت مندی / حکومت) مسیح پر اشارہ کرتی تھی اور تحمل بار بر خود دیکھا کر خود بہ خود سہنے والا اس کو جتاتی تھیں۔

ازاں جا کہ یہ معاملہ قربانی کا جو ظاہری نشانوں میں رکھا گیا تھا صرف برائے چندہ تھا لہٰذا جیسا کچھ وہ قید زمانہ میں رکھا گیا تھا ویسی ہی قید مکان بھی اس کے واسطے تھی اور صرف اشد ضرورت میں مٹی ان گھڑ پتھروں یا پیشتر گھڑے(شکل دیئے ہوئے / ڈھالے ہوئے) ہوے پتھروں سے باہر خیمہ یا خانہ خدا سے بھی قربان گاہ بنالیا جاتا تھا کہ مکان پرستی کی بدعت(دین میں کوئی نئی بات یا کوئی نئی رسم نکالنا) نہ قائم ہو جائے۔ ان گھڑ یا پیشتر سے گھڑے ہوئے پتھروں کی شرط اس لیے تھی کہ دنیاوی زور شور کا دخل تعمیر کلیسا الٰہی میں نہ ہونے پائے قربان گاہیں موصوف (تعریف کیا گیا / ممدوح وہ جس کی تعریف کی جائے) ہر دو مربع تھیں کہ ہر طرف سے پورے رہیں۔ تین ایک پورے کا عدد ہے اور تین تیا نو وہ عدد ہے کہ حاصل ضرب ان کا تو بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا صفر خالی جا کر سات میں تکرار تاکید تثلیث کا ہے اور باقی صفر ارامیہ جس سے سبت بنا ہے۔ دو تکرار توحید کا ہے جس کے باعث وہ کفایت گواہی کا عدد بھڑاتا(بڑھتا) ہے۔ اس طرح ۱، ۲، ۳، ۴، ۷، ۱۰۔ اسرار یہ عدد ہیں جس کے باعث مربع کامل کا عدد عام قرار دیا گیا ہے۔ سوائے ان کے اور بھی عدد کلام میں ہیں مگر وہ عام نہیں بہ جُز ۱۲ کے جو چاروں طرف کامل تثلیث دِکھاتا ہے۔

چڑھانے والے قربانیوں کے سردار کاہن تھے جو قربانی کی مانند بے عیب چنے جاتے تھے اور اسی کام کے واسطے مخصوص کئے جاتے تھے اور ماتحت ان کے دوسرے کاہن ہم خدمت ہوتے تھے اور اسی لیے کہ یہ سبق عارضی تھے ہمیشہ تغیر و تبدیل اُن میں ہو تا رہتا تھا۔ مسیح کے نشان بردار سردار کاہن تھے اوراس کے شاگردوں کے نشان بردار دوسرے کاہن۔یوں خود ہی قربان گا اور خود ہی چڑھانے والا قربانی کا آپ ہی آپ خداوند تھا۔

قربانیاں حسبِ حاجت ہر وقت بھی ہوتی تھیں اور ہر ماہ نئے چاند کے دن بھی مگر عیدوں میں سب سے زیادہ مقدم یہ تھیں بہ جُز عید سبت کے جو بعد کام کے آرام کا نشان تھا۔ دوسری عیدِ فسح بہ نشان حقیقی لیلے فسح(فسح کا برّہ) کے تھی کہ جس کا ذکر مختصر ہو چکا ہے۔ تیسری عید پہلا پولا فصل کا نذر کرنے کی تھی کہ جس میں مسیح قیامت کا پہلا پھل ہو کر خدا کے حضور گذرا۔ چوتھی عید پنتی کوست کی تھی کہ جس دن موسیٰ کو شریعت ملی تھی اور خداوند مسیح نے اسے نیا کیا روح الٰہی بھیج کر۔ پانچویں عید نرسنگے کی تھی جو ساتویں مہینے ہوتے تھی جی اُٹھنے کا نرسنگا پھونکنے کا نشان ہو کر۔ چھٹی عید کفارہ تھی جو ساتوں مہینے میں ہوتی تھی آتی تھی یعنی تعلیم کفارہ بہ وسیلہ نرسنگے جی اُٹھنے کے جو دس یوم بعد عید نرسنگے سے آتی تھی ۔ ساتویں عید خیمہ کی تھی جو خداوند مسیح کی کلیسیا میں داخل ہو کر اس کے منور کرنے کا نشان تھا۔ یہ ساتوں عیدیں پوری ہوئی جیسا کہ کُلسیوں کے خط کے ۲ باب میں لکھاہے کہ عیدیں اور نئے چاند اور سبت ہاں سایہ میں اور وجود ان کا مسیح لہٰذا ان کی بابت تم کو کوئی نہ گھبرادے۔

خیمہ جماعت جس میں یہ قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں اپنے نام کے مطابق نشان کلیسیاء الٰہی کا اس کے واسطے اور اسی میں سب کچھ ہو جو اس کے واسطے بھلا تھا۔

صندوق عہد اس خیمہ میں نشان مسیح کا تھا جو اپنے اندر احکام اخلاقی کو سب سے تکمیل یافتہ رکھتا تھا اور ہمہ سوختنی (جلنے یا جلانے کے لائق) گنہگاران کو من سے شگفتہ و شاداب(سرسبز / خوبصورت) بنائے ہوئے تھا۔ ان سارے رازوں پر وقت ظہور مسیح تک مہر کی ہوئی تھی کہ جس نے گستاخانہ صندوق کو چھُوا فی الفور مارا گیا اور کروبیں(فرشتے) اپنے پروں سے اس صندوق کو نہ اوروں ہی سے چھپاتے تھے بلکہ خود بھی سرنگوں در تلاش رہتے تھے۔ موسیٰ نے ایک بار چہرہ اس صاحب نشان کا دیکھنا چاہاتو اس پر بڑی مہربانی یہ ہوئی کہ پیٹھ دیکھائی گئی کیونکہ وقت معین (مقررہ) سے پہلے کسی مخلوق کو اجازت دیکھنے اس چہرہ پاک ذات کی نہ تھی۔ جو دراصل چہرہ اور پیٹھ سے پاک مطلق ہے بسبب کُل نور بہ حد و کامل ہونے کے اور جس کا چہرہ اور پیٹھ صرف مجسم ہونے میں نظر آیا۔ پیٹھ سے مراد کچھ ہے جیسا کہ پیٹھ سے بہت سے کچھ نظر نہیں آتا صرف کچھ ہی اور اسی لیے بطونہ(بھید / حال / راز) تورات کچھ اور تھا ظاہری الفاظ کے سوا موسیٰ نے اسی سے کچھ آگاہ ہو کر استثنا کے باب ۳۱ میں یوں کہاہے کہ باطن تورات کا تعلق خدا سے ہے اور ظاہر متعلق ہمارے چاہیے کہ بے چوں چرا(بنا کسی سوال کے) اس کو مانا جائے اور باب ۱۸۔ استثنا میں یہ بھی فرمایا گیاہے کہ جب وہ نبی مانند درمیانی خاص بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہو تو اس کی سنو۔ نہیں تو ماخذ(وہ جگہ جہاں سے کوئی چیز نکالے / منبع / نکاس / اصل جگہ) ہو گا۔ یقیناً جو موسیٰ کہہ چکا تھا اس کے تکرار کے واسطے آنا اس کا عبث(بے فضول / بے کار / بے فائدہ) تھا اور برخلاف موسیٰ کے اگر کچھ کہے تو یہ تخالف(مخالف ہونا / دشمنی ہونا / لاگ / تنازعہ) کلام ہو کرنا نہ رواہے لہٰذا انکشاف(عیاں / ظاہر / نمودار) بطونہ تورات صریح(صاف / ظاہر آشکار) اس پر منحصر تھا اور اسی لیے کہ بنی اسرائیل نے مسیح کی شرح نہ قبول کی وہ ماخذ مدعودہ توراتی گرفتار ہیں کہ لعنتی یہودی

ان کا خطاب ہورہاہے اور وطن سے جلاوطن جمہوری سلطنت سے محروم اور جزاعظیم ان کی عبادات کا جو قربانیاں دریروشلیم ہوتی تھیں نامقبول مطلق ہیں۔

غرض کہ راز در صندوق وصندوق زیر پر ہائے کروبیاں اور کروبیاں اندر پردوں کے نشان حفاظت راز بنے ہوئے تھے جب تک کہ وقت ظہور نہ آیا۔

پردہ ہا چار دیواری وخیمہ وقدس الاقدس کے سو سو ہاتھ کے مربع تھے(۱۰×۱۰۔ ۲۰×۵۔) جو داہم دا ہی سو ہوکر کمال کا نشان ٹھہرے۔ کتان (باریک کپڑا) کے پردے ارغوانی وقرمزی ونیلگون (نیلا رنگ) رنگوں سے مزین(سجایا ہوا / آراستہ ہوا) تھے جو رنگِ دھنک (قوسِ قزع) کے ہیں امان وطوفان یاد دلانے کو۔

اس خیمہ کے دروازے سارے شرق(مشرق) رویہ تھے تاہم خیمہ کے اندر آفتاب دنیاوی کو دخل نہ تھا کیونکہ ان کا ایمان جانب آفتاب صداقت تھا۔ بانی اس خیمہ کے بزلی ایل وسلیمان وشلتائیل اولاد یہود سے ہوئے اس لیے کہ نسل یہود میں خداوند موعود (وعدہ کیا) تھا۔ محافظ ورشرقی (مشرقی) بھی لشکر یہوداکا تھا اس لیے کہ اسد(شیر / آسمانی بُرج کا نام) یہوداکے وہ خدمت گار تھے یہ خیمہ پہلے دوشی(خطاکار) بنا تھا پر ہیکل سلیمانی میں عجوبہ دنیا ہوگیا۔

پھر رویت حزقی ایل میں اور بھڑا اور مکاشفات یوحنا میں واحد ادراک(فہم / عقل) انسانی تک پہنچ گیا تاکہ ایما(اشارہ) ہو کہ کلیسیا الٰہی خیمہ دوشے سے خیمہ آسمانی بننے والی ہے۔

بہت سی چیزیں متعلق اس خیمہ کے لوازمی بھی تھیں جیسے بہ لُبان(خوشبودار چیز) اور حلقے (لوہے نما چیز) جو اٹھانے خیمہ کے واسطے ضرور تھے جو خیمہ کے ساتھ ہیکل میں بدلنے سے ناضرور ہوگئے اور یوں بہت سی چیزوں گھٹ بڑھ گئیں تاہم خداوند نے ناضروری چیزوں میں بھی غیر کو دخل نہیں دیا۔ تاکہ منصوبہ الٰہی کل میں کل اسی پاک کا رہے۔

یوں جیسے کنعان مرکز نشانی کلیسیاء آسمانی کا قرار پایا تھا اور بنی اسرائیل اعضا نشانی کلیسیاء ظاہری کے رکھے گئے تھی اور برکات ولعنات ودنیاوی نشانات برکتوں اور لعنتوں عقبیٰ (مشکل گھاٹی / اونچی اور لمبی پہاڑی جس کی چوٹی تک جانے کا راستہ ہو) کی ٹھہرائی گئی ایسا ہی حال قربانیوں اور قربان گاہوں اور کاہنوں ہیکل وغیرہ کا تھا تاکہ صاحب تصویر کے آنے تک تصویر میں سبق آمادہ گی پختہ ہو۔ بقیہ بنی اسرائیل نیز آخر میں مسیح ہوجائیں گے کیونکہ باقی کوئی نہ رہے گا جو مسیحی نہ ہوجائے گا اور سچا اسرائیلی نہ ٹھہرے گا۔

رسم سوئم

حفاظت نسب ناموں کی تھی کہ جس کہ واسطے سامان ذیل رکھے گئے تھے یعنی۔

- بنی اسرائیل کو منع تھا کہ غیر قوم کے مومن تک کو اپنی دختر (بیٹی) دیں اور علی العموم غیر قوم کی دختر لیں۔
- بسبب اس کے کہ بنی اسرائیل کے لوگ اکثر جنگ دائمی میں مارے جاتے اور بیوہ اور یتیم بہت سے چھوڑ جاتے تھے خدا تعالیٰ نے بجائے اس کے کہ غیر قوم کے وہ دست نگر (محتاج / حاجت مند) بنیں اُن کو در خود کثرت مناکحت (نکاح کرنا / عقد / ازدواج) اور غلامی کی اجازت دے دی تھی۔
- جو سات گروہ فلستیوں کے بنی اسرائیل کی نسل منقطع (قطع کرنا / ختم کرنا / اختتام کو پہنچنا) کرنے پر آمادہ رہتے تھے ان کے واسطے خدا کا حکم تھا بنی اسرائیل اُن کو زیر (نیچا دیکھانا / وجود مٹانا) کریں کہ یا وہ اطاعت قبول کریں ورنہ ویسے ہی منقطع کئے جائیں جیسے وہ بنی اسرائیل کو منقطع کرنی چاہتے تھے۔
- زانیہ (زناکار عورت) مارے جاتے تھے اور جہاں رفع شبہ بابت زنا زانیہ کے سامان دنیاوی سے نہ ہو سکتا تھا معجزہ کا پانی اس کی ران کو پاک یا ناپاک ثابت کر دیتا رہا ہے۔
- جو شخص بے اولاد جائے اس کے واسطے اس کا بھائی نسل قائم کرے حکم تھا اور جس کے فرزند نرینہ (نر / لڑکا) اس کے داماد کو منصب فرزندی دیا جائے تا کہ نسب قائم رہیں۔
- نسل بگاڑ دینے کے واسطے عبرت (نصیحت پکڑنا / خوف / اندیشہ) طوفان نوحی کے پیش نظر رکھے گئے تھے۔

کس لیے یہ سب سامان حفاظت نسب ناموں کے لیے تھے کیا اسی لیے نہیں کہ جیسے زمان و مکان ظہورِ مسیح منجی کا پہلے ہی مقرر ہو چکا تھا۔ اگر خاندان ظہور بے نشان رہے تو بھٹک سکتا ہے بالضرور اسی لیے یہ رسم قائم ہوئی تھی ورنہ اس میں فائدہ ہی کونسا تھا۔ مسیح کے سوا اور سب دوسرے اشخاص کے نسب نامے بجائے پوش (پہننے کی چیز یا کپڑا / مرکبات کے آخر میں استعمال ہوتا ہے جیسے سیاہ پوش) نسل موعود (وعدہ کرنا) کے رکھے گئے تھے اور اسی لیے کوئی ان میں سے کسی کمال کو نہ پہنچا اور چھلکوں کی طرح پر جھڑتے گئے اور جب مسیح ظاہر ہو چکا تو حفاظت نسبتوں کی منقطع ہو گئی اس لیے کہ اور کچھ ضرورت ان کی باقی نہ تھی۔

نسب نامہ خداوند مسیح اپنا مطلب آپ بھی بولتا رہا ہے مگر اشاروں میں جیسا کہ آدم دم کفارہ پر بھی ایما کرتا ہے اور اور بھی چند باتوں میں یہ نشان مسیح قائم ہوا تھا چنانچہ موقع پر دکھایا جائے گا۔

شیت بائبل جیسے مومنوں کا اپنے نام کے معنوں میں **بدلہ** بنتا ہے جہت (سمت / باعث / جانب / وجہ) ان کہ وہ مسیح بدلہ شدنی (ہونے والی بات / اتفاقی بات) کا مورث (وارث کرنے والا / وہ شخص جس سے ورثہ ملا ہو) و نشان ہے۔ انوس (آدمی / سیت کا بیٹا اور آدم کا پوتا) جامع کلیسیا حقیقی کا نشان در خود قائم کرتا ہے۔ **حنوک** صعود خداوندی کا نشان بنتا ہے۔ **نوح** منجی برگزیدوں کا نشان ہوتا ہے۔ طوفانوں دینا پر غالب آگر اور اسی بزرگ کے زمانہ میں یہ بھی جتایا گیا کہ خدا کے فرزندوں کا انسانوں میں شامل ہونا خداوند تعالیٰ کو کس قدر ناگوارہ ہے کہ طوفان

کے آنے کا یہی سبب تھا۔یعنی ان لوگوں کا جو نسل موعود فرزندِ اکبری کی مورث اعلیٰ قرار دئے گئے تھے اور اسی لیے فرزندان الٰہی کہلائے عام انسانوں میں ملنا ناگوار ہوا اس لیے کہ ہمیں نشان خاندان نسل مدعود کا مٹنا تھا۔

نسب نامہ موعود کے رشتہ دار ان کو یہ خطاب جو بخشے گئے تھے کہ فرزند الہی کہلائیں اور دوسرے لوگ بمقابلہ ان کے محض انسان یا کتے اور پاک اور برگزیدہ وغیرہ کہلائے یہ سارے فرزندی اور پاکی و برگزیدگی بوجہ علاقہ با فرزند حقیقی خدا تعالیٰ یعنی مسیح خداوند کے تھے ورنہ در خود یہ خطاب ایسے اوچھے (کم ظرف کمینہ / احسان جتانے والا) تھے کہ ان پاک اور برگزیدہ فرزندوں میں سے بہت سے جہنم میں ڈالے گئے اور ان انسانوں اور کتوں سے جنت کے وارث بنے۔

پھر سام ابن نوح میں امن کے ڈیرے ہر ملک میں کھڑے کرنے والے یعنی مسیح خداوند کا نشان دیا گیا ہے۔ پھر ابراہام و اسحاق و یعقوب کو جتا دیا گیا کہ ان کی نسل میں ساری دنیا کی گروہیں برکت پائیں گی۔ پھر یہوداہ میں شیلوہ (سلامتی) مرجع (رجوع کرنے کی جگہ / لوٹنے کی جگہ / جائے پناہ / ٹھکانا) خلایق (خلق کی جمع / مخلوقات) ہونے کی خبر دی گئی ہے اور داؤد میں ابدی سلطنت خداوندی کی۔

نسب سے خداوند کو کچھ فخر نہ تھا بلکہ نسب کو اسی سے دنیاوی بلند خطابوں کا فخر کس قدر ضروری تھا اور اسی غلطی کے رفع کرنے کے واسطے مشیت (مرضی / خواہش / ارادہ) خداوندی نے ایسا کیا کہ راحب اور روت کو خاص اس طرف میں شامل اپنی نسب کے کر لیا کہ جس سے زیادہ علاقہ جسمی خداوند کا تھا تاکہ گواہی کافی اس بات کی رہے کہ غیر قوم بخرہ (حصہ) غیریت (اجنبیت) برگزیدگی نسب کے اور کسی اور امر میں غیر نہ رکھی جائے گی اور پھر نسب نامہ بھی کامل رکھا کیونکہ نسب نامہ میں لحاظ صرف مردوں کے نام کا رکھا جاتا ہے۔

کثرت مناکحت (نکاح کرنا / عقد / ازدواج) میں اگر عورت بہت شوہر ایک ساتھ کرے تو عارضہ (مرض / دُکھ / بیماری) آتشک (ایک جنسی بیماری / گرمی) پیدا ہوتا لیکن اگر مرد ایسا کرے تو عارضہ جسمی کوئی اس میں لاحق نہیں ہوتا۔اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کثرت مناکحت بازنان (عورتیں) کے بارہ میں تو اجازت الہی ہو سکتی تھی مگر بامردان (مرد) کے بارے میں نہیں اور وہ بھی جب مفید فریقیں یہ امر اٹھہرے اور بنا ظلم نہ قائم کرے ایسا ہی جواز (اجازت / منظوری / جائز) غلامی میں بشرط مفید ہونے کے فریقیں (جماعت / گروہ) کے ایسی اجازت ہو سکتی تھی۔ اب کہ کثرت مناکحت بازناں اور غلامی توراتی میں یہ منشا (خواہش) تھی کہ حفاظت نسل موعود کی ہو اور کہ نسل موعود کے لوگ غیر قوموں کے محتاج نہ کئے جائیں۔ تاکہ ان کہ بداثر میں گرفتار نہ ہو جائیں بلکہ غیر قوموں کے لوگوں کو بھی اگر ممکن ہو خدا کے لوگوں کا اثر پاک ملے۔ تو کثرت مناکحت و غلامی توراتی میں جو ازایسے امور فرقانی (حق اور باطل میں فرق کرنے والا) سے بڑا فرق ہے۔ کیونکہ تورات ایسے جوازوں میں منصوبہ نیکی کو قائم فرماتی ہے۔ جب کہ فرقان خط نفسانی کو زور دیتا ہے۔ جب ظہور نسل موعود یعنی خداوند مسیح کا ہو چکا تو اسی محبت کو اصل الاصول شریعت کا ٹھہرا دیا۔ جو انصاف سے بھی بالا رتبہ پر چڑھ گیا کہ انتقام کی روح تک مٹا گیا ایسا ہی فرق جہاد توراتی اور فرقانی میں ہے جیسا کہ کثرت مناکحت و غلامی ان ہر دو میں ظاہر ہو یعنی جہاد توراتی خاص گروہوں فلستیوں تھا اور نہ ایمان پھیلانے کو بلکہ ان کی شر (بُرای / بدی / جھگڑا / فساد) سے امان (پناہ / حفاظت / آرام) پانے کو جب کہ جہاد فرقانی ساری دنیا سے ہے نہ امان پھیلانے کو بلکہ ایمان جبری (زبردستی) بڑھانے کو جو سچے ایمان سے علاقہ کچھ نہیں رکھتا کیونکہ بارضا فریق ثانی کے نہیں۔ انجیل میں کثرت مناکحت اور غلامی اور جہاد کے بارے میں لفظی حکم تو کوئی

نہیں مگر اصولی ہے۔ یعنی کہ جو اپنے لیے پسند نہیں کرتے دوسرے کے لیے بھی نہ کرو اور انتقام کی راہ کو چھوڑ کر خالق قدوس کا نمونہ رحم و کرم کا اختیار کرو۔

ماسوا اِن رسموں کے

جو بطور نمونہ اور بڑے بڑے دیکھ کر بیان ہوئے اور بھی چند رسمیں یہودیوں میں مقرر تھیں مثلاً نرالی پوشاک اور بالوں کی خاص تراش وغیرہ جن میں مطلب ان کے علیحدہ رکھنے کا غیر قوموں سے تھا۔ ختنہ جس میں ایما (اشارہ کرنا) برائی نفس کے رکھے گئے تھے اور جس کی بجائے انجیل میں جامہ نفسانیت کو بپتسمہ میں دھو ڈالنا رکھا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب معاملات روحانی باتوں کے عناصر رسمیات میں تصویر ہی صرف تھے بے روز یا انصاف طبقہ نور کو کھول دیتا ہے اور غرض بے جا اندھا کر دیتی ہے۔

فصلِ سوئم

در خلاصہ و شرح شرع قضائے

دفعہ ۵۔

شریعت قضاتی (فرمان الٰہی) موسوی میں صرف اتنا ہی نہ تھا کہ حق انسانی کے جبر و فریب غیر سے حفاظت کرے بلکہ رسمیات الٰہی کی حفاظت بھی حکومت کے داخل تھی۔ مثلاً بت پرست اور غیر قوم میں اختلاط (میل جول) جو زانی وزانیہ والدین کا نافرمان وغیرہ وغیرہ سخت سزا کے لائق ٹھہرتے تھے۔

ساؤل کو باکراہت (نفرت / بیزاری / گھِن) خدا نے نائب اپنا تو قبول فرمایا مگر شریعت اپنی سے اجازت تجاوز کی کسی کو نہ بخشی تاوقت یہ کہ شیلوہ نہ آئے۔ بادشاہاں اور بیگمات کو بہ جہت نیابت (قائم مقامی) خود والدین کا رتبہ بخشا مگر شیلو نے آنا ہے فرمادیا کہ یہ بادشاہت دنیاوی میری نہیں۔ یوں یہ ہر سہ شریعتیں پوری تُلی ہوئی تھی ایک احتیاج (حاجت / ضرورت / خواہش / چاہنا) دکھلانے کو اور دوسری مایحتاج (انسانی ضرورت کی چیزیں) کے دکھانے کو اور یہ تیسری وقت موعود تک نشانات مایحتاج کے قائم رکھنے کو شیلو کے ظہور پر عملی حفاظت نشانات کی فضول ہو گئی۔ لہٰذا شریعت رسمیاتی و مخصوص قضاتی کا عمل پھر باقی نہ رہا۔

فصل چہارم

در خلاصہ قصص

دفعہ ٦۔

پہلا قصہ

ظہور طبقہ موجودہ اس دنیا کا اس طرح لکھا ہے کہ:

پہلے دن:

خدا کی ریح نے یعنی (ہوا عظیم نے / دم نکلنا) اس دُھند کو جو کرُہ ارضی پر تاریکی پھیلا رہی تھی رقیق (نرم) کر دیا اور اجرامِ سماوی (آسمان / از غیبی) کی کرنیں چھننے لگیں (روح بجائے ریح (ہوا) پڑنے میں معجزات بلا ضرورت پڑانے پڑتے ہیں)

دوسرے دن:

اُسے ہوا کے زور سے ابخرے (بخارات) دُھند کے نیچے اوپر پھٹ گئے اور زمین آسمان میں فضا نمودار ہوئی جس کی فضا کا نام یہاں آسمان رکھا گیا ہے۔

تیسرے دن:

ایسا ہوا کے زور سے تراوتیں (تازگی / ٹھنڈک) سطح ارضی کی خشک ہو گئی اور پانی نشیبوں (گہرے گڑے) میں جا ٹکے اور نباتات کا بیج خدا نے زمین میں ڈال دیا۔

چوتھے دن:

اسے ہوا کے زور سے مطلع صاف (آسمان کا ابر و غبار سے صاف ہو جانا) ہو گیا اور اجرام سماوی (آسمانی) نمودار ہو کر اپنے اپنے کام کی عہدہ براری (پورا کرنے والا / لے جانے والا) کرنے لگے۔

پانچویں دن:

آبی اور فضائی جاندار متعلق نقشہ موجودہ پیدا کی گئی۔

چھٹے دن:

زمین کے حیوانات اور کل کا بادشاہ جوڑا آدم کا بنایا گیا۔

ساتویں دن:

خداوند نے ایزادی (زیادتی / کسی کام یا چیز کا کثیر مقدار میں ہونا / شدت ہونا) جدید کام سے آرام فرمایا کہ جو دن آج تک ختم نہیں ہوا یہ دیکھانے کو کہ یہ دن معمولی ۲۴ گھنٹے کے نہ تھے بلکہ زمانوں کہ نام دن رکھے گئے ہیں۔ اسی لیے سبت بھی دنوں اور سالوں اور ہفتہ ہائے سالوں کی رسم سبت میں قرار دی گئی تھی۔ کیونکہ عمر انسانی اصلی زمانوں کے لیے کافی نہ تھی اور اس رسم کا قائم فرمانا ضرور تھا۔

توارات کا یہ فقرہ کہ ابتدا میں الوہیم خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا (جس کے معنی یہ ہیں کہ کُل کا خالقِ واحد خدا ہے جو اپنی ذات میں بے حد ہے اور سب کو اس نے حد لگا دی ہے) اجمالی (مشترکہ / جس میں حصہ کشی نہ کی گئی ہو) نہیں بلکہ اصولی ہے اس لیے کہ اجمالی تو تب ہوتا کہ جب چھ دن کا کام اس کی تفصیل ہوتی حالانکہ کرہ ارضی اور اجرام سماوی کی خلقت ان چھ دنوں میں نظر نہیں آتی۔ پہلے اس موجودہ طبقہ نباتات و حیوانات سے اس دنیا پر کیا کچھ تھا اس کا ذکر اس میں کچھ نہیں لکھا۔

اس تواریخ چھ روزہ میں الوہیم خالق کی تثلیث فی التوحید کا تکرار ضرور نظر آتا ہے کہ جیسے لفظ ضرور و بالضرور یا سچ سچ میں تکرار و تاکید صداقت کا ہوتا ہے اور بھی اس تواریخ کا اشارہ ہے۔

قصہ دوئم

دوسرا قصہ آدم کو اپنی صورت پر الوہیم خدا کے بنانے کا ہے اور اس صورت کا سہ قرار کر کے ایک ہی موقع پر ذکر ہے یہ دیکھانے کو کہ یہاں کچھ عمیق (گہرا) راز ہے۔ سرداری اور پاکی میں بھی یہ صورت مشبہ ضرور بنائی گئی تھی مگر کوئی تیسرا اور ہی جز تشبیہ کا ہے۔ کیونکہ الوہیم سہ قرار کر کے

جو فرماتا ہے تو کچھ معما تثلیث کا یہاں پر ہے۔ اصل یہ ہے کہ جو ہر فرد روح انسانی میں بھی تین درجے صفاتیہ ہیں (دیکھو ضمیمہ اول کتاب ہذا کو) اور اسی تشبیہ پر یہ سہ قرار اشارہ ہے۔

قصہ سوئم

تیسرا قصہ آدم کی زندگی براہ نتھونوں کے درانےنے کا ہے جس کا ایمایہ ہے کہ آدم کو نیک وبد کے بولینے کے قابل بذات خود بنایا گیا ہے اور اس امر میں محتاج تعلیمِ غیر کا نہیں رکھا گیا۔ مراد یہ کہ انسان صفات اخلاقی کے ساتھ بنایا گیا تھا۔

قصہ چہارم

چوتھا قصہ حوا کی عجوبہ پیدائش پسلی آدم سے کا ہے۔ وجود حوا کے واسطے مٹی تھڑ (کم) نہیں گئی تھی اور نہ پہلے سے خدا تعالیٰ اس کا بنانا بھولا ہوا تھا تاہم اس نے آدم کو سُلا کر اور اس کی پسلی کاٹ کر اسی سے حوا بنائی جو ایک نہایت پیچ دار راہ بنانے کا ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ آدم کو مسیح خداوند کا نشان بہت سی باتوں میں خدا تعالیٰ نے قرار دیا تھا جس میں ایک بات یہ بھی تھی کہ جیسے مسیح خداوند کو صلیب پر سُلا کر پسلی چھیدے جانے پر تھی اور اس پسلی سے پانی برائے اصطباغ (بپتسمہ) اور لہو برائے عشا نکل کر کلیسیا عروس (دلہن) مسیح پیدا ہونے والی وہی نمونہ پہلے سے آدم میں بھی دکھایا جائے۔ آدم پہلے سے اپنے نام میں بھی خون کا نشان دیتا تھا جیسا کہ خداوند مسیح کا کفارہ خون کفارہ اکیلا ہے نجات کی بنیاد ہے اور پھر آدم بھی اپنی حوا ہی کی خاطر مارا گیا تھا اور پھر جی اُٹھا جیسے مسیح خداوند اپنی کلیسیا کی خاطر مارا گیا اور جی اٹھا اور پھر آدم کے عمل کی تاثیر بھی عامہ (سبھی کے لیے / ہر ایک کے لیے) ہے کُل نبی آدم کے واسطے جیسے خداوند مسیح کا عمل بھی تاثیر عامہ رکھتا ہے البتہ آدم کا عمل تاثیر بد رکھتا ہے اور تاثیر اس کی فانی ہے جب کہ مسیح کا عمل تاثیر نیک رکھتا ہے اور تاثیر اس کی باقی ہے۔ مگر عمومیت (سرسری طور پر) ہونے ان ہر دو کے عمل میں کچھ کلام نہیں جو جُز تشبیہ (مشابہت دینا / تمثیل / کسی چیز یا شخص کو دوسری چیز یا دوسرے شخص کی مانند ٹھہرانا) ہے۔

قصہ پنجم

پانچواں قصہ درختانِ حیات و ممات (حیات کا درخت) کا ہے۔ ممات (موت کی جمع) کے درخت میں شناخت نیکی کی بمقابلہ بدی کے تھی کیونکہ محتاج بالغیر بدون مقابلہ صاف ظلم کسی شے کا حاصل نہیں کر سکتا اور شناخت بدی کی پھل ممنوع کے کھانے سے نسبتی پیدا ہوئی تھی۔ درخت ممات کو خوشنما لکھا ہے اور درخت حیات کو اس صفت سے موصوف (تعریف کیا گیا) نہیں کیا۔ یوں یہ درخت ممات نشان شرع کا رکھا گیا تھا کہ

دیکھنے میں تو لبھانے والی ہے مگر انجام میں بسبب نہ تکمیل تعمیل ہونے کی موت کو لاتی ہے او درخت حیات نشان خداوند مسیح کا ہے جو ظاہری خوبی سے تو معرا (ننگا / برہنہ / خالی / سادہ) ہے مگر باطن میں روحانی ابدی خوش زندگی۔

یہی ہر دو نشان شرع اور مسیح کے وجود موسیٰ اور یشوع میں بھی بھرے گئے ہیں کہ موسیٰ شریعت مجسم ہو کر اپنی ساری شان شوکت شرعی کے ساتھ بنی اسرائیل کو وعدے کی زمین میں نہ لے جاسکا جب کہ یشوع بابرکت ہم نامی خداوند یسوع مسیح کے لے گیا۔

یہ موسیٰ ایک بڑا عجوبہ شخص تھا کہ حاجت منجی کے دیکھانے کو تو شرع مجسم بنا اور واسطے دیکھانے منجی کے درمیانی خدا اور انسان کا ٹھہرا تصویر پوری کرنے کو طفل کش (بچوں کا قتل کیا جانا) زمانہ میں پیدا ہوا۔ غیروں کے ہاتھوں میں پرورش پایا (مسیح کا والد تو تھا ہی نہیں والدہ کو بھی اسے ایک دفعہ کہا کہ اے عورت میرا تجھ سے اصلی علاقہ کیا ہے) گڈریئے کا پیشہ اختیار کیا (کیونکہ مسیح بھی روحانی گڈریا تھا) الوہیت مسیح دیکھانے کو بہ مقابلہ فرعون بہ منزلہ خدا بھیجا گیا اور ہارون اس کا نبی ہوا۔ اپنی قوم کے خطایوں (گنہگاروں) کو اشتعال (شعلہ اُٹھانا / آگ بھڑکانا / جوش / غصہ) کے سبب مارا گیا دفن ہوا اور جی اٹھ کر الیاس (ایک پیغمبر کا نام جو لوگوں کے عقیدے میں قیامت تک زندہ رہیں گے اور حضرت خضر کے برعکس خشکی پر بھولے بھٹکوں کی رہنمائی کرتے ہیں) کے ساتھ اپنے خداوند کو پہاڑ پر ملنے گیا۔ نئی شریعت اور کثرت معجزات میں نمودار ہوا غرض یہ موسیٰ دوسرا ملک صدق تواریخ مجسم در نشانات خداوند کا ہوا ہے (تواریخ کرشن با کرایسٹ کے توافقات کے لیے دیکھو ضمیمہ ۲ کتاب ہذا کو)

قصہ ششم

آدم کے ممنوع پھل کھانے اور موت روحانی میں گرفتار ہونے کا ہے پھل کھاتے ہی اندھا تو وہ آپ ہوا مگر اپنا ننگ چھپانے کے لیے خدائے ہمہ (سارا جملہ / تمام) بین (دیکھنے والا) سے چھپنے گیا اور بد تو آپ بنا اِس پر بھی الزام کو لوٹا کر بولا کہ تو نے ہی تو یہ عورت دی تھی۔ یعنی یہ تیری خطا ہے حالانکہ پہلے اِسے ہی اپنی جان و استخوان (ہڈی) گوشت و پوست (کھال / جلد / چھلکا /) مانتا تھا۔ خدائے رحیم نے جب دیکھا کہ اس کے بچے روحانی موت میں گرفتار ہو گئے تو اس قدر۔ پدرانہ تنبیہ (باپ کی طرح تربیت کرنا) تو ان کو کی کہ آیندہ امتحان جسمانی اُن کا سخت تر کر دیا اور علیحدگی جسم کو ڈراونا بنا دیا۔ باقی ان کی روح کے بچانے کے لیے ان کو برہ ازلی کی پوشاک میں ڈھک لیا کہ ننگ کی شرمساری ان کو نگل نہ جائے اور باغ عدن کو اجاڑ دیا کہ جس میں نہ تو تکلیف بدنی کچھ تھی اور نہ ڈراونا فراق جسمی (گو امتحان ہر موقع پر طالب اپنے خاتمہ کا ضرور رہتا ہے) اس پر بھی پورب کی سمت باغ سے ان کو نکالا کہ آفتابِ صداقت کی طرف جائے جو ان کو راہ نجات کا نور بخشے گا اور اس میں حصہ ڈھونڈیں۔

اسی موقع پر خداوند نے سانپ شیطان مجسم کو فرمایا کہ جس عورت کو تو نے کمزور دیکھ کر فریب دیا اور گناہ کی بنیاد ڈالی اس کی نسل تجھ پر غالب آئے گی تیرے ڈنگ کے سبب ایڑیوں میں میخیں (لوہے کی لمبی سُلاخیں) تو گڑھیں گی مگر ان ہی ایڑیوں کے نیچے تیرا وہ سر بھی ہو گا جو منصوبے مسدودی (بند کیا گیا / رد کیا گیا / رُکا ہوا) راہ نجات کی سوچتا رہتا ہے اور ایسی تگ و دود (کوشش / جدوجہد) کے تیرے پاؤں آیندہ کے لیے کاٹے گئے اور بجائے مرادیابی (مراد یا خواہش پووری ہونا) کے خاک ہمیشہ کے لیے تیرے نصیب ہوئے۔ مراد یہ کہ مسیح ابن مریم صیلب پر کفارہ

گناہان ادا کر کے راہ نجات کھول دے گا اور شیطانوں کو مغلوب کرے گا۔ جسم حیوانی میں پاؤں اور ہاتھ ایک ہی منزلت رکھتے ہیں لہذا ایڑی کا لفظ ہر دو پر حاوی ہے۔ نسل ہمیشہ منسوب بہ مرد رہی ہے اور بطن بہ عورت لہذا یہ پیشن گوئی سوائے مسیح ابن مریم کے اور کسی پر نہیں لگ سکتی (کرن کے قصہ کے واسطے دیکھو ضمیمہ ۲ کو) بیج گو عنصروں (عنصر کی جمع، ایسے ذرے جن کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا) ہی سے بنتا ہے مگر خصوصیت اپنی بطور تسلسل ساتھ لا کر۔ لہٰذا عورت کا بھی نسل میں گو حصہ ضرور ہے۔ مگر مرد کا اس میں جزو اعظم ہے اور نسل کا منسوب بہ عورت کرنا اسی لیے نا معقول ہے۔

اسی موقع پر الوہیم خدا نے فرمایا کہ دیکھو انسان نیک و بد کے پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ لہٰذا درختِ حیات سے وہ علیحدہ کیا جائے۔ یعنی اب کہ انسان نے نیک و بد پہچاننے میں بوسیلہ جسم خاطی (خطا کرنے والا) کے گناہ کر کے ضرورت اس امر کی پیدا کی کہ ہم میں سے ایک اسی صورت میں کفارہ ادا کرے اور انسان کو پھر لائق ہماری صحبت پاک کا کرے تو بہتر نہیں کہ یہ جسم خاطی ہمیشہ کو بنا رہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ حیات جسمانی سے جو بہ وسیلہ درخت حیات کے قائم رہ سکتی تھی اسے دور کیا جائے۔ چنانچہ دور کیا گیا اور بہ جانب مشرق یعنی بہ تلاش آفتاب صداقت اسے نکال دیا۔ محتاج بالغیر کا سب کچھ محتاج ہی ہوتا۔ لہٰذا علم بدی کا بھی اس کا کسبی (فعلی / جو کام کیا جائے / کاریگر / دستکار) ہی ہو سکتا ہے لہٰذا ایسے علم کے ساتھ وہ صحبت پاک الوہیم (خداوند) کے لائق ہرگز نہیں بن سکتا اسی لیے اس جملہ میں کہ ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ کوئی مخلوق داخل نہیں ہو سکتا تھا اور انسان کو مشابہ بخود فرماتے ہیں الوہیم اشارہ کرتا ہے کہ اس کے واسطے ہم کو کفارہ کرنا پڑا۔

انسان کو جو فرمایا گیا کہ خاک تو ہے اور خاک میں مل جائے گا باعتبار خبر خاکی یعنی جسم اس کے فرمایا گیا ہے اور نہ باعتبار روح اس کے جو نہ خاک سے بنے اور نہ خاک میں مل سکتی ہے (دیکھو ضمیمہ ا فصل ا) اور جُز میں کلام تشبیہی ایک صحیح مجاز (حقیقت کے برعکس / وہ جس کی اصلیت نہ ہو / کسی کلمہ ک غیر حقیقی معنی اصلی معنوں کی مناسبت کے ساتھ جیسے مٹی کے اصلی معنی خاک اور مجازی معنی موت / بااختیار / اختیار دیا گیا ہو) ہے۔

اس کے بعد آدم کی اولاد ہوئی جو بنی آدم کہلاتے ہیں اور ان کا امتحان ویسا ہی سخت رہا کہ جیسا آدم کا بعد اس کے گہنگار ہونے کے کیا گیا تھا یعنی آرام جسمی ان کا گھٹ گیا اور انتقال جس میں ڈروانا ہو گیا اور یوں آدم کے گناہ نے سب کو پکڑ لیا۔ مگر نہ جہنمی بنانے کے لیے بلکہ صرف سختی امتحان بڑھانے کے لیے کیونکہ اگر جہنم اس میں ہو سکتا تو مسیح کا کفارہ ضرور اس سختی کو بھی دور فرما دیتا۔ یہ ایک غرور باطل ہے کہ شیدی (حبشی) اور سر کیشیائے (باغی) ایک ہی آدم کی اولاد نہیں ہو سکتے جب کہ حرارت بالوں کو ضعیف اور مرغولہ (خم دار) کر دیتی ہے بشرطیکہ بال دراز اور ضعیف ہونے کے قابل بھی در خود ہوں جیسے انسان کے ہیں اور ملک حار (حرارت رکھنے والا) میں نتھنے دم لینے کے لیے کافی نہیں اور بہت دم لینے کے سبب سے نتھنے فراخ (کشادہ) اور ہونٹ لٹکویں (لٹکنے والے) ہو جاتے ہیں۔ ذرات رطوبت حرارت کے ساتھ مل کر مساموں (جسم کے وہ سوراخ جن میں سے پسینہ نکلتا ہے) کو پھنا (فنا) کر دیتے ہیں کہ جن میں کرنیں جذب ہو کر رنگ سیاہ نمودار ہو جاتا ہے۔ برہنگی پاؤں کے پاؤں کے پتلا کر ڈالتی ہے صعوبت (سختی، مشکل) و حرارت در تلاش رزق فلکی (آسمانی) جلد کو کرخت و مضاعف (سخت دوگنا، دونا) اور عقل کو کند (تنگ) اور پیشانی کو مثلث و سلامی (تین کونوں والی ڈھال) بہت سا بنا دیتی ہے یوں جتنے دنوں میں سیر کشیائے شیدی بن سکتا ہے شیدی سر کشیائے بھی بن سکتا ہے کیونکہ یہ وہ تدریج (درجہ بدرجہ) نہیں جو بعض نادان حکمانے ٹھہرائی کہ بلور (صاف، ایک چمک دار معدنی جوہر کا نام) سے صدف

(سِیپ، سمندری گھونگا) اور صدف سے مچھلیاں اور مچھلیوں سے پرند اور پرندوں سے چرند اور چرندوں سے انسان بن گئے کہ جس کا نہ تو کہیں شروع نظر آتا ہے اور نہ وسط (آخر) بلکہ بندر جو نزدیک تر ہے شکلِ انسانی سے دور تر ہے عقل کتے اور ہاتھی سے۔ ہندوعرب میں آسودہ گھروں کی شیدی غلام مایل بشکل ملک ہو جاتے ہیں اور انگلش سیلر (چیزیں فروخت کرنے والے) جس قدر برہنہ تن (ننگا پن / بنالباس کے) رہتے ہیں سفید سے مسی (سیاہی) رنگ بنتے ہیں۔

فصل ہفتم

طوفان نوح کا ہے کہ جس میں اونچی سے اونچی ملجا (پناہ ملنے کی جگہ) انسانی پر (۱۵) ہاتھ پانی چڑھ گیا اور وہی جاندار بچا کہ جو ملجائے انسانی سے دور یا داخل کشتی نوح یا آبی تھا یعنی آب (پانی) میں بھی زندگی کر سکتا تھا۔ باعث اس طوفان کا وہی تھا جو پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی جب خدا نے دیکھا کہ مورثان (میراث رکھنے والے) اعلیٰ فرزند اکبری کی غیر نسل میں خلط ملط (مخلوط النسل ہونا، ایک نسل کا دوسری نسل سے تعلق قائم کر لینا) کرنے لگے اور نشان خاندان نسل موعود کا مٹانے لگے تو خدا نے یہ طوفان بھیجا اور صرف نوح نسل خالص کو بچالیا۔ اسی طوفان نے سطح عدن کی شکل بھی بگاڑ دی سوتوں انہار (نہر کی جمع) کو زلزلوں سے خراب اور مبدل (تبدیل شدہ) کر کے اس طوفان نے معصوموں کو ہلاک کر کے غیر معصوم کو کچھ نہیں کر دیا۔ کیونکہ موت جسمی کسی کو غیر معصوم نہیں بناتی مگر غیر معصوموں کا خاتمہ خوفناک ضرور کر دیا۔

بعد اس طوفان کے خداوند نے لہو کو بدلہ کے لیے مقدس اپنے واسطے فرما کر گوشت حیوانات کی اجازت بھی انسانوں کو فرما دے اور امن کے ڈیروں کی اولاد سام میں خوشخبری سُنادی اور قوس قزّح جو اشارہ بطرف آفتاب صداقت کے ہر طوفان میں کرتی ہے نشان امن ٹھرادیا۔

ارواح (روح کی جمع) حیوانات کی بابت کلام تو ساکت (خاموش) ہے مگر عدل سے وہ بھی محروم نہیں ہو سکتے اور نہ معصوم کی موت اسے غیر معصوم کر سکتی ہے۔ ذبیحہ جانوران حظ نفسانی (جسمانی خوشی) کے واسطے روا نہیں ہوا بلکہ جلال الٰہی کے لیے جو کسی کی خرابی میں خوش نہیں بلکہ صرف خوبی میں کیونکہ وہ خود خوب اور مقدس ہے تعلیم جنم بار بار کی نامعقولی (غیر مناسب) یہاں سے ظاہر ہے کہ نہ تو اس میں بدلہ گناہ اصغر تک کا پورا ہوتا ہے اور نہ ندامت گناہ بسبب لاعلمی فعل کی سزا اس کی ٹھہر سکتی ہے۔ جانوروں کے بھی روح کا ہونا ہم تسلیم کرتے ہیں اور دکھ ان کو ہونا بجز نفع یا سزا ان کی کے ہم برخلاف عدل و تقدس (پاکیزگی) کے مانتے ہیں۔ لیکن کس طرح کا جنت یا جہنم اُن کے لیے ہے اور کس چیز میں وہ دکھ یا سکھ مانتے ہیں ہم کو اس خبر نہیں۔

سام کے امنی (امن والے) ڈیروں میں جو یافت کی نسل کا دخل لکھا ہے اس کی ایما یہ تو نکلتی ہے کہ یافت سے اول یا بکثرت بطرف (کی طرف) مسیح رجوع لائیں گے مگر یہ نہیں کہ سامیوں پر یافت سے راج کرے گے جیسا کہ بعضوں نے غلط سمجھا ہے کیونکہ سام کو یہ کچھ لعنت نہیں ہوئی تھی کہ اس کے ڈیرے امن کے کھڑے ہونگے بلکہ یہ تو برکت ہی تھی کہ وہ امن دنیا کے گروہوں کا ہوگا۔ حام کو بھی جو غلامان غلام ہونے کا حکم ہوا

تھا۔ ان کے مسیحی ہونے تک یہ سزا یا سختی امتحان کی قرار پائی تھی اور نہ از دست آزاد گان خداوندی بلکہ از دست خود غلامان گناہ کی جو پاک محبت کی راہ کو ترک کئے ہوئے ہیں اور خداوند کی بے بہا محبت کی قدر نہیں کرتے۔

قصہ ہشتم

آٹھواں قصہ بابلی زبانوں کا ہے کہ جس کے وسیلے روک نمرود جبار کی زمین پر پھیلنے انسانوں کی دور فرمائی گئی۔ تفریق رایوں (لوگوں) کی کہ یہ بابلی نہیں معلوم ہوتی اس لیے کہ نمرود جیسے جبار کی مخالفت رائے کی کر کے کامیابی مشکل نظر آتی ہے اور زبانوں کے تبدل ہونے میں مشکلات ملالجی (جائے پناہ) کی بھی آسان تر ہو جاتی ہیں جیسے ایام (دن / دِنوں) کی طوالت میں مشکلات جیالجی (نسل کا علم) کی آسانی ہو گئی۔

قصہ نہم

نواں قصہ ابراہام کی فتح پر مخالفانِ خانداں لوط اس کے عزیز کا ہے جو چار بادشاہ چار سُو دنیا کے پیشوا ہو کر آئے تھے اور سدوم اور عمورہ کے لوگوں کے ساتھ لوط کے خاندان کو پکڑ کر لے گئے تھے۔

یہ فتح ابراہیم نے بہ مدد ملکِ صدق کے پائی تھی جو غیر قوموں میں مسیح خداوند کا مظہر تھا کہ جس نے ابرہیم کو عشارِ بانی کے ساتھ متبرک کیا تھا پولوس مقدس عبرانیوں کے خط میں ظاہر کرتا ہے کہ یہ بزرگ اپنے نام کے معنی کے موافق صداقت کا بادشاہ تھا اور سلامتی اس کے تخت کا نام ہے اور نہ اس کے ایام کا شروع ظاہر ہے اور نہ آخر اور وہ خدا تعالیٰ کا سردار کاہن تھا جسکی صف میں بقول داود ہمارے خداوند نے کہانت چلائی۔ یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ غیر قوم بھی مسیح سے کبھی محروم نہیں ہوے گو پورا مظہر اس کے واسطے پیدا کرنے دلایل قاطع کے بنی اسرائیل ہی میں رکھا گیا تھا چنانچہ میکاہ نبی نے بھی جب کل فرائض انسانی جمع کیے یوں فرمایا کہ اے انسان جو کچھ خدا تجھ سے چاہتا ہے وہ تجھے سیکھا دیا گیا ہے۔ (یعنی تیری خلقت میں رکھ دیا گیا) یعنی یہی کہ توصداقت کے کام کرے اور رحم سے لو نگاوے اور فروتنی سے اپنے خالق کے حضور چلے۔ اب کیا صداقت میں کُل شریعت اخلاقی نہیں آ جاتی اور رحم سوا اس کے اور بھی کوئی ہے جس نے تقاضا عدل الہٰی پورا کیا گو کماحقہ کوئی اس کو نہ جانتا ہو اور فروتنی میں پورا اقرار اپنی نالو ئقی اعمال کا نہیں بھرا۔ پھر کوئی انسان کیونکر کہ سکتا ہے کہ وہ مسیحی اصول لے کر پیدا نہیں ہوا، یا پیدائش میں کوئی دوسرا مذہب اسے دیا گیا ہے۔ کلام الہٰی افزونی فضل کے واسطے بخشی گئی ہے کیونکہ خلقت کی طاقت گو کافی ہو مگر بدون مدد کلام کے یہ خشک روٹی اور بالکل پانی ہی ہے اور نعمات دلکشا نہیں ہاں جو کلام کو دیدہ دانستہ بااختیار خود درد کرتا ہے وہ رحم و فضل کو رد کرتا ہے۔

پس باقی حصہ اسکا عدل ہی ہے نہ فضل ورحم۔

قصہ دہم

دسواں قصہ سدوم و گوارکی بربادی کا ہے جنہوں نے اپنے محسن ابرہیم سے کچھ نہ سیکھا اور اپنے جیتے ہی نمونہ جہنم دیکھ لیا۔ لوط کمزور پر پھر رحم ہو اور اس کی جورو نمونہ نافرمانی کا بنائی گئی۔

قصہ گیارھواں

گیارھواں قصہ غلطی ابراہیم دربار مر مورث اعلی نسل موعود اسمائیل کے سمجھنے کا ہے کہ جس کو خداوند تعالیٰ نے اصلاح دے کر فرمایا کہ وہ مورث اسمائیل نہیں بلکہ اسحاق ہی ہوگا تاہم اسمائیل بھی کنیزک زادوں کی مانند خدمت اسحاق میں نہ چھوڑا جائے گا بلکہ وہ یعقوب کی مانند کی بارہ سرداروں کا باپ ہوگا اور اپنے بھائیوں میں مقابلہ کا بھائی ہوگا۔ اسماعیل کا ہاتھ برخلاف اس کے بھائیوں کے اور اس کے بھائیوں کا ہاتھ برخلاف اس کی ہونے کے یہ معنی نہیں کہ بنی اسماعیل بادیہ نشین قزاق ہی ہونگے بلکہ ان لفظوں میں مقابلہ برائے درجہ مساوات دیکھانے کو بھر گیا ہیں کیونکہ اسمائیل کو جنگلی گورخر سے بھی تشبیہ دی گئی ہے جو زیرران کسی کے نہیں آتا مرادان کل تشبیہات کی یہ ہے کہ وہ کنیزک زادہ ہو کر خدمت گزار اضحاق کا نہ رہے گا بلکہ مقابلہ کا بھائی برابر کا بنا رہے گا اور اسی کے مطابق اسماعیل سے بارہ سردار پیدا ہوئے اور اضحاق کی غلامی اسے کبھی نہیں کی کیونکہ یہ موروثیت کا معماہی دنیاوی معاملوں سے علیحدہ امر تھا کہ جو اخیر کو ساری بنی آدم کو برابر کا بھائی بنا دینے والا ہی کہ جس میں نہ ذات ہے، نہ رنگ، نہ عبد ہی اور نہ حر ہے۔ یہ بھی لکھا ہی کہ اسماعیل کا خدا ساتھ تھا۔

قصہ بارھواں

بارھواں قصہ اضحاق کے تین دن تک ظلِ موت کی وادی میں رہ کر جی نکلنے کا ہے تاکہ مسیح کی موت و قیامت کا وہ نشان بنے۔

قصہ تیرھواں

تیرھواں قصہ یعقوب کی روحانی کشتی با خداوند کا ہے کہ جس میں فضل مانگ کر وہ فتح وہ پا گیا اور اسی فتح کے سبب اسرائیل کہلایا اور بہ جہت اس کے مورث اعلی خداوند کا مقرر ہوا تھا اس کی ران پیٹھ کی یادگار قربانیوں ذبیحہ میں رکھی گئی تاکہ وہ مسیح قربان شدنی کا نشان بنا رہے۔

قصہ چودھواں

یہ قصہ یوسف منجی اپنوں اور غیروں کا ہے جو سکے ایذارسان ہوئے تھے تا کہ مسیح خداوند کانشان اپنے اندر دکھائے۔

قصہ پندرھواں

پندھوراں قصہ نبوت یعقوب کا ہی جو اس نے اپنے بیٹوں کے حق میں کی کہ جس کا جز کامیابی دنیاوی کا تو موسیٰ سے لیکر سلطنت یہودا اور بنی اسرائیل میں پوراہوااور خبر دینی مسیح کی ظہور پر کامل ہو گیا۔

افرائیم کو اس نے دنیاوی برکات اک حصہ زیادہ دیا تھا سوااسی کے مطابق افرائیمی بہت سے شاہ نبی اسرائیل ہوئے۔یہودا کو اس نے بنی اسرائیل کی طاقت آنے شیلوہ کے مقرر کیا تھااور اسی کے موافق فرقہ یہودا ہمیشہ زبر دست بنارہا۔یہود کو سارے بنی اسرائیل کا باپ بھی بجائے اسرائیل خدانے مقرر کیا تھا کیونکہ بعد یعقوب اسرائیل کی طرح اور کسی کا نام نہیں چھایا[۱۴] مگر یہودا کا چنانچہ یعقوب کی اولاد یاتو بنی اسرائیل ہی کہلائے یا یہودی ہی اور کسی بیٹے کا نام کل پر نہیں پڑا۔(تواریخ ایام کی کتاب اول باب ۵)یعقوب نے کہا کہ عصائے حکومت یہوداسے نہ اٹھ جائے گااور نہ شریعت کا چلانے والا اس کے زیر قدوم سے باہر ہو گا جب تک شیلوہ نہ آئے جس کے پاس رجوعت گروہوں دنیا کی ہو گی۔اب جب مسیح ظاہر ہوا توہیر ودیس یہودیوں میں بادشاہت کرتا تھا جو باپ کی طرف سے غیر قوم اور صرف ماں کی طرف سے یہودی تھا مگر نسل عورت کا وہ زور تھا کہ اس کی مجال نہ تھی کہ غیر از یہودی اپنے آپکو کہلائے اور پھر باوجود اس کے یہ ہیر ودیس ایک نہایت شریر مخالف خدا تھا مگر کیا طاقت کہ شریعت یہودی یعنی تورات کے بر خلاف دوسرا قانون جاتی کر سکے اس لیے کہ نبوت یہ فرماتی ہے کہ جو ہی اس وقت تک بادشاہ رہے نام یہودا کا اپنے سر پر رکھے گا اور حکم رانی میں زیر قدمی سے یہوداسے باہر نکلنے نہ پائے گا۔پھر جب مسیح ظاہر ہوا تو یہودیوں نے خود ہی اور اقرار کر دیا کہ اب ہمارا اپنا کوئی بادشاہ نہیں اور بجاے اپنے حکم کے رومیوں سے مسیح کو صلیب دلایا اور مسیح کے تیسرے دن جی اُٹھنے پر رجوعت گروہوں کی اس کی طرح شروع ہو گئی چنانچہ ہر روزوہ رد بہ ترقی (دن بہ دن کامیابی / ترقی) ہے۔پس اور مسیح کا انتظار نبوت ہذا کو بہتوں کی مطابقت کرنے والی کرتا ہے لہذا خوبی نبوت کی بجائے خرابی بناتا ہے لہذا ایسا ترصد دوسرے مسیح کا خالی از شر نہیں ہو سکتا۔

قصہ سولھواں

سولہواں قصہ کے طفل کش زمانہ میں پیدا ہونے کا ہے اور اسے سانپوں کے بلوں میں پرورش پانے جو اپنی رعیت (قوم) کے بچوں کو آپ ہی نگلتی تھی اور کفر کا زہر اوگلتی۔موسیٰ سسکتا بچا اور پہنچ گیا۔یوسف کے قدردان فرعون دنیا سے اُٹھ گئے اور ایک حاسد فرعون تخت نشین ہوا جس کو

اولاد بنی اسرائیل کی ترقی کا رشک (حسد) پڑا اور وہ یہ بہانہ کثرت وخوف سازش یا مخالفان بنی اسرائیل کے نرینہ بچوں کو مارنے لگا مشیت (خواہش / مرضی / ارادہ / تقدیر) الہٰی نے موسیٰ کو نجات بنی اسرائیل کے لیے ہاتھ اس ظالم سے بچالیا جب یہ موسیٰ اپنے قاتلان (قاتل کی جمع) سے چُھپ کر ملک مدیان میں اپنی خیر مسترد سردار کاہن کی بکریاں چراتا پھرتا تھا تو خداوند اسی آگیں نظر جو اپنے بوٹوں کو خوش گرم اور منور کررہے تھے اور دشمنوں کو بھسم کرنے سے ڈراتے تھے یہ ظہور پہلی تسلی موسیٰ کے لیے تھا۔ پھر خداوند نے عصائے موسیٰ کو سانپ بنا کر اس کے قبضہ میں کر دیا تاکہ وہ جانے کہ شیطان سانپ ایک ادنا مخلوق ہے اور جس کے وہ قابو میں کیا جائے اس کو ڈرنا کیا ہے پھر خداوند نے تغیر جسمانی اس کے ہاتھوں میں کر دکھایا کہ وہ تغیرات (تبدیلی) جسمانی کو بھی حکم یا اذان الہٰی کے متعلق سمجھے۔ پھر خدا نے اپنا نام اس کو یہ ہوا بتایا جس کے معنی میں ٓہوں سو ہوں میں ٓیعنی بے نظیر مطلق تاکہ وہ اس کے ثانی دوسرے کو نہ جانے۔ ان چار ہتیاروں سے چار سمت دنیا میں اُسے محفوظ کر کے بہ منزلہ خود بہ مقابلہ فرعون خداوند نے بھیج دیا اور ہارون کو اس کا نبی مقرر رکھا۔

اب جن معجزوں سے خداوند نے فرعون کو زیر (نیست / برباد / ختم کر دینا / مٹا دینا) کو کیا وہ یہ ہیں یعنی۔

پہلا۔ معجزہ موسیٰ کے سانپ بنانے کا ہے تاکہ سانپ پرستوں کو قابل اسابلکا کرے کہ سانپ اپنی ساری سرون وانائی کے ساتھ صرف ایک عاجز مخلوق ہے۔

دوسرا۔ نیل کے چشموں کے لہو بنانے کا ہے اسلیے کہ نیل کو پاک اور لہو کو ناپاک اور مصری سمجھتے تھے پرستش نیل کے ساتھ ناپاکی کی مقابلہ خدا کے بدلے جائے۔

تیسرا۔ نیل سے میں مینڈک پیدا کرنے کا جن کو مصری نفرتی ناپاک جانور جانتے تھے۔

چوٓتھا۔ جوؤں کا ہے جن کو مصری نحوست وادبار مانتے تھے اور اسکا دفعیہ دیوی دیوتوں کی بیٹیوں سے کرتے تھے۔

پآنچواں۔ مچھروں کا بشرح جوؤں کے ہے جس میں سوزش کس قدر بھڑکی ہے

چھٓٹا۔ تباہی مویشی کا ہے جو گاؤں پر تو سونے کے آسرے پر پڑا تھا۔

سآتواں۔ اسے بھبوت سے جسے مصری خاک شفا مانتے تھے جلتے پھوڑے پیدا کرنے کا ہے۔

آٓٹھواں۔ اولوں سے مصریوں کا غرور رزق گھٹانے کا ہے۔

نواں۔ ٹڈی لانے ہے کہ جو اولوں سے بچا سو ٹڈی نے چاٹا۔

دسواں۔ تاریکی سورج دیوتا کا ہے جو بمقابلہ آفتاب صداقت کے پست کیا گیا۔

گیارھواں۔ مصر کے پہلوٹھوں کو ہلاک کرنے کا ہے بہ حمایت پہلوٹھے خدا کے جو مصر سے نکال کر بیت اللحم افراطہ میں پہنچانا تھا۔

بارھواں۔ اخیر فرعون اور فرعونیوں کے بحر احمر میں غرق کرنے کا ہے اور فتح الٰہی کا ڈنکا بجانے کا۔

یوں یہ بارہ معجزے کامل تثلیث کا چو طرف ڈنکہ بجانے کو حساب کیے گئے تھے اور موافق حال اپنے وقت کے تھے کہ جس میں ناپاک خیالات مصریوں کو اصلاح ہو کر غیر چھوڑیں اور خدا کو ملیں۔ موسیٰ کے تین اولین معجزوں کی کس قدر نقل ساحراں مصر نے بھی کی اور خدا نے انہیں ایسا کرنے کی اجازت دی اس لیے کہ ایسی نقل میں ساحر بطلان اپنے ہی دیوتاوں کا کرتے تھے مگر جب خر مغر ہو کر اس باریکی کو وہ نہ سمجھے اور اپنی ننگ میں فخر کرنے لگے تو آیندہ ان کو روک دیا گیا اور مغلوب فرمایا گیا۔ جو لوگ سحر کے قائل نہیں ہوتے ان کو ارواح شیاطین یعنی ناپاک فرشتوں کی ہستی کا بھی انکار ضرور ہے اور اس امر کا بھی کہ ان کو اجتماع و انتشار (فساد برپا کرنا) عناصر نادیدنی کی بھی طاقت کچھ ہو اور یہ سب کچھ وہ اس لیے صرف کرتے ہیں کہ ان کے تجربہ کے ایسے امور خلاف ہیں اور محض ممکنات (ممکن ہونا) کو وہ گواہی کسی تجربہ پر نا آئینگے۔

ہم ایسے پاگلوں کو لائق کلام بھی نہیں سمجھتے جو اپنے تجربہ کو علم کل بنائیں حالانکہ صریح وہ اپنے کل میں محدود بھی ہوں۔

عجوبہ کو ہم معجزہ نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ معجزہ وہی ہو سکتا ہے جو تصدیق کسی امر ممکن کے کرے تاہم واقع ہونا عجائبات کا کسی صورت سے بر خلاف امکان نہیں گو ممتحن ایمان بھی وہ ہوں۔

قصہ سترھواں

سترھواں قصہ بلعام نبی مردود کار کو جس نے اطاعت الٰہی پاک دل سے ان کی اور باوجود اس کے کہ اُس نے یعقوب کا نورانی ستارہ صبح صادق کا یعنی مسیح دیکھا تاہم دل دینا دونوں سے لگا کر باعث خرابی بنی اسرائیل کا زنا کی ٹھوکر ان کے سامنے رکھ کر ہوا۔

قصہ اٹھارہواں

اٹھارہواں قصہ پیتل کے سانپ کا ہے جو زہری سانپوں کے ڈسنے کا منجی ٹھہرا جو مسیح کی مانند وذات معصوم سے مرکب تھااور دوسروں کے واسطے سانپ بناکر لکڑی پر لٹکایا گیا تاکہ جو اس پ نظر کرے ہلاک نہ ہونے پائے خواہ کیسی ہی زہری سانپ نے اسے کاٹاہو۔ یہ نشان مسیح کا بہت صاف ہے جو انسانیت والوہیت سے مرکب ہو کر باوجود اپنی پاکی کے دوسروں کی ناپاکی کے واسطے بانئ گناہ کی شکل میں لٹکایا گیا تاکہ جو اس پر نظر کرے ڈنگ سانپ شیطان سے بچ کر جو گناہ ہے نجات ابدی پائے۔

خلاصہ:

یہ ہے شکل تورات کی کہ جیسے ایک شفاف طبقہ پانی پر کوئی نوری پرند تھرکتاہو اور جو اہر جو اس کے وجود میں ٹکے ہوں انکا عکس (سایہ) اس پانی میں نظر آتاہو اور جو شخص اس پرند کو نظر نہ کرکے پانی میں ان جوہرات کے نکالنے کے لیے ہاتھ مارے پانی کو بھی گند ہلا دے اور کچھ نہ پائے اور جو اس آسمانی پرند پر نظر کرے اصلیت کو حاصل کرے۔اس کی شریعتیں اور قصص امر و نہی نظائر ومضامین سب مل کر ایک ہو تصویر کے متفرق اجزا ہیں لیکن جنے کی تلاش تصویر میں کرنے ایک صریح بطلان ہے۔یہی سبب ہے کہ بقا حقیقی نیک وبد کا لفظ تک تورات میں کہی نہیں ملتا اس لیے کہ تصویر میں صاحب تصویر کا پورا کوئی جز ملنا محال وبے موقع ہے۔صاحب تصویر میں صاحب تصویر اس کا انجیل میں ملتاہے اور جب تک اسے ظہور نہ فرمایا تھا تصویر اسکی اسکے قائم مقام تھی اور اب بھی بہ منزلہ تصویر عزیز کے ہے۔

ہم سمندر کے کنارہ پر جاکر ہر قسم کے گواہرات کے چننے کا حوصلہ نہیں کرسکتے اور نہ چُن لینے کا ان کے دعویٰ قابل التفات (کسی بات سے اتفاق رکھنا/ راضی ہونا) ہے مگر کافی نمونہ خروار کا ہم پیش کرتے ہیں سوا گر انے بے ایمان تو ہمارے ایمان کو ہنوز تمسخر (مذاق اُڑانا) کرے ہم تیری اس بے ایمانی پر عش کرتے ہیں کہ بل بے تیری بے ایمانی جو آفتاب کا انکار بدعوے بینائی وزندگی کرسکتی ہے۔

باب دوم

در خلاصہ وشرح کتب انبیا درمیانے

یعنی من یسوعہ الےٰ ملاخی

فصل اول

در خلاصہ وشرح کتاب یسوع بن نون

دفعہ ۷۔

اس کتاب میں دخل بنی اسرائیل بملک موعود کنعان کا ذکر ہے کہ جس کا وعدہ موسیٰ شریعت مجسم نے کیا تھا یسوع بابرکت ہم نامی خداوند یسوع مسیح کے پورا کرے تاکہ ظاہر ہو کہ فتح شریعت سے نہیں بلکہ ایمان یسوع سے ہی ہے۔

یسوع نے اثر اپنی قدرت معجزہ کا یردن اور سورج پر تتبع موسیٰ و مسیح کے دیکھا کر یہ ظاہر کیا کہ وہ ہر دو کا ملانے والا ہی ہے اور علیحدہ کرنے والا نہیں ۔موسیٰ نے بحر احمر میں راستہ بنایا تھا تو یسوع نے بحر یردن میں بنایا مسیح نے صلیب جنگ روحانی کے وقت سورج پر اثر اپنا دیکھانا تھا تو یسوع نے جنگ جسمانی میں سورج کو ٹھہرایا۔

(ان انقلابات سورج ک ی بابت دیکھو ضمیمہ 2 کتاب ہذا کو)

فصل دوئم

در خلاصہ وشرح تواریخ من بعد یسوع الیٰ یستر

دفعہ ۸۔

ان کتابوں میں ذکر بار بار شرارت بنی اسرائیل اور ان کے عاجز آنے پر ترجم خداوندی کا ہے۔ خاص مطلب ان کتب کا نمونہ ترحم و تحمل دکھانے خداوندی کا ہے اور حفاظت منصوبہ نجات و تواریخ اپنی کلیسیا کا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ بنی اسرائیل شرارت میں ہم سے بڑھ کر تھے مگر یہ کہ نائب (خلیفہ / ساتھی / دوست) کو اخیر تک امید نجات باقی ہے گو وہ شرارتوں میں ڈوبا ہوا کیوں نہ ہو۔

ان کتابوں میں یہ بھی ظاہر فرمایا گیا ہے کہ وقتاً فوقتاً خداوند تعالیٰ نیکیوں اور بدوں کو اپنا ہتھیار بنا کر خاص خاص امور کے واسطے برگزیدہ کر لیتا ہے اور اس میں اپنے نیک نیتی سے اور بد اپنی شرارت سے مشیت (مرضی / خواہش) کو پورا کو دیتا ہے۔ خداوند کسی سے بدی نہیں کراتا مگر بدی سے نہ روکنے میں بھی قدوسی اپنے ظاہر فرماتا ہے۔

اس تواریخ کے ایام میں نامی گرامی بادشاہ ساؤل و داؤد و سلیمان ہوئے ہیں اور بزرگ بنی سموئیل وداؤدوالیاس و یشیعا و دانیال و یرمیاو خر قائیل وذکریا ہوے۔

ساؤل کو جو پہلا بادشاہ بنی اسرائیل کا ہوا خدا نے باکراہت منظور فرمایا تھا اس لیے کہ شریعت قضائی موسوی انسانی سلطنت کے لائق نہیں۔

ساؤل جب اپنے اخیر دنوں میں خداوند کے منہ لگنے سے دور ہو گیا تو ایک جادوگرنی سے نتیجہ جنگ پیش آمدہ کا پوچھنے گیا اور خداوند نے رویت سموئیل کو اجازت دے بہ وسیلہ اس شیطان عورت کے انجام ساؤل موت بتائے کہ جس رویت سے جادوگرنی بھی حیران ہوئی اس لیے کہ وہ غیر مترصد تھے اور ساؤل بھی مطابق کہنے رویت کے مارا گیا (سموئیل نے کہا کہ کل تو میرے ساتھ عالم ارواح میں ہو گا یہاں کل بمعنی زمانہ عنقریب کی ہیں)

بعد ساؤل کے داؤد بادشاہ ہو جس نے اس وعدے کو پورا دیکھا جو خداوند نے ابراہام و موسیٰ سے کیا تھا یعنی بنی اسرائیل ملک کنعان کے وارث ہو گئے۔ داؤد باوجود اپنی سخت اور مکروہ کمزوریوں کہ خداوند کو پیار کرتا تھا اور اسی لیے فضل کا وارث ہوا۔

بعد داؤد سلیمان اِس پر داؤد تخت نشین ہوا جس کو جوہر عقل انسانی باین (یعنی) خدا نے کامل بخشا تھا باپن مراد کہ خدا کے لوگوں کا اچھا حاکم بنے اور ہیکل کی تعمیر کرے۔ حکومت بھی اس نے اچھی کی اور تعمیر ہیکل بھی خاطر خواہ خداوند کی پوری کی مگر اس کی عقل نے اس کے نفس امارہ پر غلبہ کچھ نہ کیا بلکہ نزدیک تھا کہ وہ دوزخ میں ڈالا جائے مگر امید قوی ہے کہ فضل سے تائب ہو کر بھیجا گیا۔

زیادہ عقل کے معنی یہ نہیں کہ شے معلوم میں کچھ زیادہ دیکھ سکے بلکہ صرف یہ کہ زیادہ معلومات کے قابل ہو پس عقل سلیمانی قابل زیادہ معلومات کے تو تھی۔ مگر علم اس کا موافق اپنے ہی زمانہ تھا۔ مسیح انسان کی عقل کو بھی عقل سلیمانی نہیں پہنچتی تھی۔ اس لیے کہ مسیح پاک انسان تھا اور پاک کی تھوڑی عقل بھی ناپاک کی بہت سی بہت ہے۔ اسی لیے خداوند نے اپنے بارہ میں فرمایا کہ دیکھو یہاں سلیمان سے بھی ایک بڑا ہے۔ عقل سلیمان شکل ابو سالم اور طاقت سمسون نے صرف یہ ثابت کیا کہ بدون فضل، ہیچ و ناکارہ سے بھی بدتر ہیں، ہیچ ہے۔

ہم مسیح کے خون بدن اور روح بن۔ ہیچ یہ اور ہیچ وہ سب ہیچ مطلق ہیچ و ہیچ بعد سلیمان حکومت بنی یہود اور بنی اسرائیل کے پھٹ کر دو ہو گئے اور ہر دو شرارت میں پڑنے لگے حتیٰ کہ ہر دو مٹا دیئے گئے اور خدا نے اپنے قہر میں سلیمانی ہیکل کو ہاتھ بنوخدنذر شاہ بابل سے مسمار کرا دیا جو فخر یہودیوں کا تھا اور ستر برس کی قید کے بعد ایک بے نشان سا ہیکل پھر انہیں بنانے کی اجازت ملی جو بہ حمایت و وہمت نحمیا و عذرا جیسے بزرگوں کے تیار ہو گئے سلیمانی ہیکل کا بڑا انجنیر تو سلیمان ہی تھا مگر کہتے ہیں کہ ماتحت ہیں کہ ماتحت سلیمان ہیران نامی ٹایر شہر کا ایک راج کاریگر تھا جو پہلا فریمسن کہلایا جس کے معنی آزاد و معمار کے ہیں۔ کلامِ الٰہی میں اس کچھ ذکر نہیں اور نجات عقبیٰ سے اگر اس ہنر کا کچھ علاقہ ہوتا توفیض عمیم اس کے کوئی محروم بھی نہ کیا جاتا۔ اندرون والا فرانس کے فریمن پابندی اس امر کی اوٹھانے پر بھی راضی تھے کہ قایلی خدا کی کوئی شرط شاگردی اس ہنر کی نہ رہی مگر انگلینڈ کے لوگوں نے نہ مانا تاہم اس سے بھی دنیا ہی مطلق ہونا اس کا ظاہر ہے۔ پھر کچھ چھپا نہیں جو کہا نہ جائے گا مگر عجلت چاہیے کہ گناہ نہ کرا دے۔

آستر کا قصہ صرف حفاظت مشینی کلیسیا کی ظاہر کرنے کو لکھا گیا ہے۔ ہامان نسل عمالیقیوں کا اخیر شخص تھا جو کلیسیاہ سلف کو نگلنا چاہتا تھا اور جن عمالیقیوں کی بابت خداوند نے فرمایا تھا کہ میں اُن سے ہمیشہ لڑوں گا اور جیسا وہ کلیسیا کو شیطان کو مجسم ہو کر منقطع کرنے آیا تھا بہ وسیلہ آستر خود ہی منقطع ہو گیا۔

فصل سوئم

دو شرح و خلاصہ ایوب

دفعہ ۹۔

اس کتاب میں خاص دو باتیں تعلیم کی ہیں یعنی۔

اوّل۔ یہ کہ بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے مقبولوں کا بھی سخت امتحان بہ معرفت دوست و دشمن ہونے دیتا ہے جیسا ایوب کا امتحان ہوا۔ مگر اخیر اُن کو پار نکال لاتا ہے۔

دوئم۔ غیر قوم بھی مانند ایوب کی روح نبوت پاسکتے ہیں کہ جس نے بعد وفات اپنی کے دیدار منجی کی نبوت کی۔ یہ نبوت تشابہات (تشبیہہ دینا) کچھ نہیں جیسا کہ بعضوں نے غلط سمجھا ہے بلکہ صاف نبوت ہے۔

فصل چہارم

در خلاصہ و شرح زبور

دفعہ ۱۰۔

دوسری زبور میں مسیح کی ازلی اور ابدی سلطنت کی نبوت ہے جو خدا باپ کی آج میں پیدا ہوا جو بسبب ازلی و ابدلی ہونے کی ماضی و مستقبل کچھ نہیں رکھتا بلکہ سب کچھ اس کا حکم حال اور آج میں داخل ہے۔

سولھویں زبور میں مسیح کی قبر سے بے لاگ جی اٹھنے کی خبر ہے اس زبور میں جو بجائے واحد مقدس کے جمع بڑھادینی **شوشہ** بہ شکل ہمزہ سے (ء) اصل میں بن گئی ہے پطرس حوار ای اسے غلط کہتا اور سوائے مسیح کی قبر سے بے **لاگ** اور کوئی دوسرا کبھی نہیں اٹھا تو یہاں سے بھی اس کا سہو (غلطی / خطا / بھول چوک سے) کاتب ظاہر ہے۔

بائیسویں زبور میں معاملہ وقت صلیب کی نبوت ہے کہ کیونکر خداوند **ایلی ایلی لما شبقتنیٰ** کہہ کر چلا گیا اور سر یر توکل علی اللہ کا اس کو طعنہ دے گے اور اس کپڑوں پر قرعہ اندازی کرے گے۔ داؤد اس موقع پر **سہاوک** اپنے محبوب کی رہائی کی دعا کر رہاہے۔ اور بنظر کفارہ ثنا اور تمجید کی طرف لوگوں کو ابھارتا ہے۔

چالیسویں زبور میں خداوند مسیح خداباپ سے مخاطب ہو کر کہتاہے، کہ حیوانوں کالہو تیری نظر میں کافی نہ ہو اس لیے یہ میں خود ہی بہ موجب نبوتوں کے تیری رضاپوری کرنے آتاہوں کہ اپنالہو دوں۔

پنتالیسواں اور ایک سو دسویں زبوروں میں مسیح کی ازلی (ازل / ابتدا / آغاز) فرزندیت اور ابدی ہمتائی ساتھ باپ خداکا ذکر ہے چنانچہ (۴۵) زبور میں لکھاہے کہ اے خدا تیرے خدانے بھائیوں میں تجھے سب سے زیادہ مسیح سے معطر (خوشبودار) کیا اور (۱۱۰) زبور میں ہے کہ خداوندنے میرے خداوند سے کہاکہ تو میرے دہنے بیٹھ جب تک میں تیرے دشنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی کروں۔ (۴۵) زبور میں لفظ اے کا پیش از لفظ خدا ناحق اصل میں ساقط کیا گیاہے جیسا کہ متن اسی زبور کا الوہیت مسیح کی بدون اس لفظ اے کی بھی صاف دکھا رہاہے اور پولوس حواری اس غلطی کی اصلاح عبرانیوں کے خط میں بخوبی کررہاہے۔ (۱۱۰) زبور میں اصل کے الفاظ یوں ہیں کہ یہوداخدانے ایدونائی خدا سے کہا۔ جوہر دونام مخصوص خدابرحق کے ہیں اور کبھی کسی مخلوق پر نہیں لگے اور یہاں باپ اور بیٹے کی تمیز دکھانے کو استعمال دوکئے گئے ہیں کتاب یرمیاہ میں مسیح کو یہواہ صادق بھی کہا گیاہے تاکہ الوہیت (خداوندی) مسیح میں کچھ شبہ باقی نہ رہ جائے۔

ایک سو اٹھارویں زبور میں مسیح کا کلیسا کے کونے کے سرے کا پتھر کہاہے کہ جس بدون (کے علاوہ) عمارت کھڑی نہیں رہ سکتی۔ اسی زبور میں بے ایمان معماروں کو ملامت بھی ہوئی ہے جو مسیح کو رد کرتے تھے۔

دفعہ ۱۱۔

ماسوا امور متذکرہ بالا کے زبوروں میں عشق و ثنا الٰہی کے راگ ہیں۔ موت اس کی اصطلاح میں دوزخ ہے۔ گناہ مادری مراد خواص فطرتی سے ہے اور دشمن مولف دشمنانِ خدا متصور ہیں جس کے واسطے (زبور (۱۴۰) کی آیت ۲۱۔)

فصل پنجم

در شرح و خلاصہ کتب سلیمانی

دفعہ ۱۲۔

یہ امثال کی کتاب دراصل پوری نہیں بلکہ صرف چند فقرات پس ماندہ ہے اصل مجموعہ کے ہیں اور امثال در خود بھی واحد مضمون نہیں بلکہ متفرق مضامین کا مجموعہ ہے اس لیے اس کتاب میں سلسلہ وار بہت کچھ نہیں ملتا اور جو ملتا ہے بطور متفرق بجائے خود بہت اچھا ہے۔ اس کتاب میں بڑی بات یہ ہے کہ عاقل بے بدل دنیا نے عقل اولی بانئ دنیا اور معلم ساوہ لوحان کو دیکھا اور اس پر گواہی دی اور اتنی ہی بات کے واسطے پس ماندہ فقرات مولف نے الہام میں حفاظت حاصل کی ہے تاکہ سب سے بڑی عاقل دنیا کے بھی گواہی مسیح کے بارہ میں دیتی رہی۔

دفعہ ۱۳۔

کتاب وعظ بھی بشرح امثال پس ماندہ اجزا ہیں اور صرف اس نتیجہ کے واسطے جو سلیمان نے نکالا کہ خدا سے ڈر اور اُس کے حکموں کو مان کیونکہ وہ اخیر نیکی کے جزا اور بدی کی سزا دینے والا ہے محفوظ فرمائی گئی ہے۔ اس کتاب میں خیالات انسانی کا اظہار شاعرانہ ہے جیسے امثال بھی شعروں کی کتاب ہے اور ایوب داؤد وغیرہ بھی شعر ہی میں کلام کرتے ہیں۔

دفعہ ۱۴۔

غزل الغزالات صرف وہ کتاب سلیمانی نظر آتی ہے جو در خود پوری ہے۔ معشوقہ (محبوبہ) اس میں کلیسیا ہے اور شوہر مسیح۔ تین سو شہزادیاں اور چار سو سہیلیاں عدد سات کا پورا کرنے کو بیان ہوئے ہیں جو نشان کمال کار کھا گیا ہے جیسے سات شمع دان وغیرہ مراد پورے سے ہے۔ جو سہیلیاں ہیں وہی چھوٹی بہن بھی ہے جس کی ہنوز چھاتیاں نہیں اُبھری یعنی غیر قوم کی کلیسیا جو ہنوز طفولیت (بچپن) کے عالم میں ہے اور پولوس حواری لکھتا ہے کہ واوث صغر سن غلام سے بھر نہیں ہوتا۔ لومڑی بچے خیالات فاسد ہیں جو روحانی تاکستان کو پنپنے نہیں دیتے اور کونپلوں (پھول پر کھلنے والی نئی کلی جو مکمل طور پر پھول کی شکل اختیار نہیں کی ہوتی) ہی کو چاٹ جاتے ہیں جن کے ڈر سے قدما اس کتاب کو کم سن جوانوں کو پڑھنے نہیں دیتے ہے۔ سلیمان اس رویت کو گا کر دعا کرتا ہے کہ اے دولہا جلد آجیسا کہ (مکاشفات کے ۲۲ باب) میں حکم ہے کہ جو سنے کہے اور آمین۔ ہارون

نے کہانت کا نشان کھڑا کیا تھا اور موسیٰ نے نبوت کا اور داؤد نے بادشاہت درِ جنگ کا تو اب سلیمان کا حصہ یہ تھا کہ بادشاہت درامن و معشیت مسیح کا نشان کھڑا کرے جن کے واسطے یہ خیالات نازک و پاک شاعری میں بھر گئے ہیں۔

فصل ششم

درخلاصہ وشرح کتاب الشعیا بن عاموس

دفعہ ۱۵۔

(باب ۲۔) اشعیا میں بشرح باب (۲۰) مکاشفات کے نمونہ صلح موعود بہرا گیا ہے جو بنمونہ قیامت ایک عرصہ دراز تک مخالفت حق کو مٹا دے گی۔

(باب ۷،۸) میں خبر ہے کہ سلطنت بنی اسرائیل کے باعث عناد بسلطنت یہوداہ کی سلطنت یہوداہ سے خود ہی پہلے مٹ جائے گی ایسا کہ مہر لال شہبازاس پر اشعیا نبی کے دودھ چھڑانے سے پہلے ہی جاتی رہے گی جبکہ سلطنت یہوداہ عمانوئیل کنواری کے فرزند یعنی مسیح خداوند کے مکھن اور شہد کھانے تک بنی رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا (علماء جس کا ترجمہ کنواری ہے عورت جوان کو تو کہتے ہیں مگر بیاہی گئی پر کبھی یہ لفظ استعمال نہیں ہوا)

(باب 9) میں اسے عمانوئیل (جس کہ معنی خدا ہمارے ساتھ ہے) کنواری زاکے اسماصفاتیہ یہ بتائے گئے ہیں یعنی:

1۔ **عجیب:** بسبب کنواری زاد مظہر الوہیت ہونے کے۔

2۔ **مشیر:** بسبب اقنوم (اقانیم / تثلیث) مشارک اقانیم الوہیت کے۔

3۔ **خدائے قادر:** بسبب حقیقی خدا ہونے کے۔

4۔ **اب ابدیت:** بسبب واحد بالاب ہونے کے۔

5۔ **شاہ سلامت:** بسبب سلطنت امنی کے۔

6۔ **وارث تخت داؤدی:** بسبب مظہر اور نسل داؤد ہونے کے۔

7۔ **شہنشاہ ابدیت:** بسبب ازلی و ابدی واحد خالق و مالک کے۔

(باب ۱۱۔ اور ۱۲) میں وہی نسل داؤد یعنی خداوند مسیح کل بنی آدم کی تسلی اور دافع اشیاء مضر و موذی (خطرناک / نقصان دہ) کا جتایا گیا ہے۔

(باب ۱۳۔ سے ۳۹۔) تک خرابی مخالف سلطنت کی خبریں ہیں جو کلیسیا الہٰی کے مخالف ہوئے چنانچہ سلطنت اسرائیل کی بوسیلہ سلطنت بابل کے خرابی کی نبوت ہے اور سلطنت بابل بوسیلہ سارس مدیانی کے خراب ہونے کی خبر ہے جو سارس بوقت نبوت پیدا ابھی نہ ہوا تھا۔

مصر کی خرابی میں مومن بستیاں ماموں فرمائے گئے ہیں سارس کی فوج کے دو دو گھوڑے اور اونٹ اور گدھے جو نبی رویت میں دیکھتا ہے دو سے مراد کافی کی ہے کیونکہ دو کی گواہی کافی کلام میں متصور ہے اور یہ جو لکھا ہے کہ وہ رات کو دن اور دن کو رات بناتے آتے ہیں مراد یہ کہ طبقہ کو اُلٹ پلٹ کرتے آتے ہیں۔

شاہ سنخرب جو حزقایا شاہ یہوداہ کو اپنے کفر سے دباتا چلا آتا تھا خداوند نے بہ جماعت اپنے لوگوں کے اس کے۔۔۔۔۔ 185 لشکری ایک رات کو مار دیئے اور جب وہ بھاگ کر اپنے بت کے آگے سرنگوں ہوا تو اسی کے فرزندوں نے اس کا سر کاٹ لیا۔

حزقایا جو مرنے پر تھا خدا نے اس کی پندرہ سال عمر بڑھا دی اور اسے یقین دلانے کو دس درجہ سورج کو جدھر سے چڑھتا آتا تھا ہٹا دیا تاکہ دس دیکھے اور ڈیوڑھ ایمان لائے۔ (دیکھو ضمیمہ ۲ کو)

(باب ۴۰ سے ۵۱) تک خداوند اپنے پیشرو (یعنی یحیٰ) کی خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ خدا اور اس کے روح نے مجھے بھیجا ہے کہ تم کو (رجوع نہ جدا کروں یعنی انا اقنوم ثانی کا مطابق مشورہ اقانیم ثلاثہ کے ہے۔

(باب ۵۲، ۵۳) میں خداوند مسیح کے کفارہ اور وجہ کفارہ اور قیامت مسیح کی نبوت ہے کہ کیونکر ہمارے گناہوں کے بدلے وہ مارا گیا اور اس کے مار کھانے سے ہم کو نجات ملتی ہے۔ اور گو موت اس کی عاجز شریروں کے ساتھ ٹھہرائی گئی مگر وہ گور نیک دولتمند میں رکھا گیا اور بندگی بجالا کر اسے رضا الہٰی کو حاصل کیا اور جی اٹھ کر القادر کی میراث (دولت / جائیداد) کا وارث بنا اور بہتوں کو جو اس کے رد کرنے والے نہ ہو سادق ٹھہرانے والا ٹھہرا۔

(باب ۵۴) سے اخیر کتاب تک خوف درجا کے نصائح ہیں اور شمولی گروہوں کے واحد کلیسیا میں خبر ایسا کہ دوئی دور ہو کر ایک گلہ اور ایک گڈریا ہو جائے گا۔

فصل ہفتم

درخلاصہ وشرح

کُتب یرمیا

دفعہ ۱۶۔

باب ا سے (۳۱) تک خبر ہے کہ بنی اسرائیل ویہودا (۷۰) برس کی قید بابل میں ضرور جائے گی اور ان میں سے تھوڑے ہی بہ وسیلہ یہوداصد یقونی نسل داؤود کے بچائے جائے گے جس کے ظہور پر شریعت بیرونی درونی ہو جائے گی یہ عُذر باطل ٹھہرے گا باپ دادوں کے گناہوں کی خطافی الحقیقت اولاد کو پکڑتی ہے بلکہ سچ یہی ظاہر ہو گا کہ جو روح گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔

خداوند کے ظہور پر نظر کر کے یہ نبی فرماتا ہے کہ رامامیں (جو بیت الحم افراطہ کے متصل ایک قریہ تھا اور اولاد بطنی راحیل سے آباد) راحیل کے نوحہ کی آواز ہے اس لیے کہ اس کے بچے مارے گئے (یہ ہیرود کا ظلم نبوت ہوا ہے جسے مسیح کے مارنے کے واسطے اسکی عمر کا اندزا کر کے قرب جوار بیت لحم کے بچے مروادیئے تھے باقی بشرح اشیعا خرابی سلطنتوں مخالف کلیسا کی نبوتیں ہیں لیکن ایک میں مجمل اور دوسرے میں مفصل کر کے۔

(باب ۳۲ سے ۳۴) تک بعد خرابی بوسیلہ بابل یروشالم کے پھر کر آباد ہونے کی خبر ہے۔ یہوداصد یقونی کے ظہور پر بنی اسرائیل ویہودا میں دوسرے تخت نشیں دنیاوی اور عہدہ کہانت کی حاجت نہ رہے گی یعنی یہ تصویر کا معاملہ سب بدل جائے گا جس کے لیے ہیکل کہانت بادشاہت اور قومیت بنی اسرائیل اور یہوداہ کی ضرورت تھی کیونکہ ابدی سردار کاہن اور شہنشاہ حقیقی مسیح ظہور فرمائے گا۔

(باب ۳۵) سے اخیر کتاب تک نصائح پدری میں نمونہ اطاعت پدری فرقہ رکابیہ کا دے کر جس نے اپنی اولاد کو شراب خواری سے منع کیا اور اس کی اولاد نے مانا تاکہ بنی اسرائیل بھی نشہ غفلت سے ہوش میں آئیں اور سوائے نصائح کے تکرار نبوتوں ماقبل الذکر کا ہے۔

دفعہ ۱۷۔

کتاب نوحہ میں بربادی یروشالم کا نوحہ ہے اور وہ وعدہ فضل خدا پھر کر۔

فصل ہشتم

در خلاصہ شرح حزقی ایل نبی

دفعہ ۱۸۔

(باب ا سے ۳۷) تک روایت تک رویت انقلاب سلطنتوں کے ہے واسطے ظہور سلطنت ابدی مسیح کے اور شکست حد قوم اور غیر قومیت کے۔ کبریا بہ شکل انسان تخت کبریائی پر بگولہ ہوا میں نظر آیا یعنی مسیح ابن اللہ ظہور انسانی میں بقالب آدم زاد حزقائیل کے یہ نبوت کرتا ہے۔ بگولہ نشان انقلابوں کا ہے۔ تخت کو چار چار پر کے جاندار جن کے چہرے انسان و شیر و عقاب و بچھڑوں کے تھے اٹھائے ہوئے ہیں یعنی سریع پرواز انسان بہ قوت شیر و سرعت عقاب اور ثابت قدمی بچھڑوں کے یہ اشارہ بطرف سلطنت بابل و فارس و یونان و روم کے ہے جو تقاضائے وقت کے مطابق ہوا کے زمانہ سے مشبیت اس تخت نشین کے پورے کرنے کو اٹھے تھے۔ تخت کے نیچے چار چکر اندر بیرونی چکروں کے تھے یعنی چار اناجیل اندر سے چار دفتر توراتی کو گھمارہی تھی جن کے واسطے یہ انقلاب جلدی کر رہی تھے۔ تورات کا پانچواں دفتر استثنا کا صرف خلاصہ چار اولین کا ہے اور انجیل میں سوائے چار اناجیل کے باقی سب شرح اور ثبوت انہیں چار کا ہے لہذا چار چار ہر دو کے لیے گئے ہیں باہر تورات کے اور اندر انجیل کے جو اصل تورات کے ہیں اور خلاصہ اس رویت کا یہ ہے کہ شریعت بیرونی اندرونی ہونے پر ہے جیسا کہ یرمیاہ نے بھی نبوت کی ہے اور یہ چار جاندار ہیں انقلاب کے واسطے جنگل شگافی راستہ کی کر رہے ہیں نہ بہ نیک نیتی مگر با اجازت مشیتی کے۔

بنی اسرائیل کو (۳۹۰) دن اور بنی یہوداکو (۴۰) دن کی تنبیہ کی جائے گی یعنی ہر دو کو ملا کر (۴۳۰) کا عدد یاد دلایا جاتا ہے جو قید مصر کی یاددہانی ہے۔ یہوداکو کم اور بنی اسرائیل کو زیادہ جیسا کہ اشعیا نے بھی دکھلایا کہ بنی اسرائیل کی سلطنت جلد جاتی رہے گی اور یہوداکی کچھ دیر پاکر۔

حزقائیل بھی یرمیا کی طرح پر تعلیم گناہ موروثی (ایسے گناہ جو نسل در نسل چلتے آرہے ہو) کی مخالفت کرتا ہے یعنی تشبیہ میں نہیں مگر فی الحقیقت ایسا ماننے میں کہ باپ دادا کے گناہ کا ان کی اولاد سے ماخذہ ہو سکتا ہے۔ امتحان کی سختی نرمی البتہ باپ دادوں کے اعمال پر منحصر کی گئی ہے اس پر نبی کی مخالفت کچھ نہیں۔

مکرر (دوبارہ) رویت اسے کبریا میں نبی بجائے بچھڑو کے مکرر (دوسری دفعہ) شکل انسان کو دیکھتا ہے یہ شاید بنوخدنذر شاہ بابل کے پھر کر ہوش میں آنے پر اشارہ ہے جو سات برس تک بحالت جنون حیوانوں میں گھاس کھاتا پھرا تھا دیا تبدیل موقع رویت نے اُسے ایسا دکھایا ہو۔

(باب ۳۸، ۳۹) میں یہ زمانہ آخیر غلبہ یاجوج وماجوج کی خبر ہے اور بعد غلبہ انکی تباہی کامل کی ظہور اس بلا کا بھی جانب شمال سے لکھا ہے جدھر سے آفت بابل وفارس کی نبوت اشعیا دیر میاہ نے کی تھی۔ طوفان شمالی تند تر بھی ہوتا ہے مگر مخرج ان آفات کا بھی موقع نبوت سے بہت سا بہ جانب شمال ہی ہے اور شمالی ملک وہ کہلاتے رہے ہیں۔ یہ گروہ ان یاجوج وماجوج کی ہے جو دیوار چین کے اس طرف کھنڈے ہوئے تھے (مکاشفات کے باب ۹، ۲۰) میں اس بلا کو چار سمتی اور چار ہورائی بھی کہا گیا ہے اس لیے کہ مخرج اس کا گو شمال سے ہو مگر پھیلاؤان کا چار سمت دنیا میں ہونے والا تھا۔ (پیدائش کے باب ۱۰) میں ماجوج وماسک وطوبائی وتیر اس اولادِ یافت کے نام میں جو بہت بطرف شمال ہی پھیلے تھے مسیح فرقے کے یہ لوگ نہیں ہوسکتے اس لیے کہ بنی مسیح سلطنت کے پھیلاؤ نیک کی تو نبوت ہی کرتا ہے تو مسیحی یہ کیونکر ہوسکتے ہیں۔ غرض کہ یہ لوگ ترک غیر مسیح ہیں اور نہ اروس مسیح۔ سات سال سات ماہ سات روز تک ان کا قتلان اور مقتولان ان کی ہڈیاں بٹورے (سمیٹے / اکٹھا کیا جانے) جانے کا حکم ہے یعنی کامل قتلان جو سات کے عدد میں ٹھہرایا گیا ہے۔ (مگر فتح کنعان بدست ترکان قتلان ترکان پر مقدم رکھی گئی ہے دیکھو (باب ۹ مکاشفات کو) قتال اتراک یا خلیفہ بغداد کی خبر بھی انہیں مقامات سے نکلی ہے اس لیے کہ اُن سے بخوبی نکل سکتی تھی (دیکھو ضمیمہ ۳)

(باب ۴۰) سے اخیر کتاب تک علت غائی انقلابوں متذکرہ بالا کا اظہار ہے مراد یہ کہ ہیکل الہٰی بڑھ جائے گا یعنی جائیگا یعنی کلیسا مسیح جسمیں اندرونی چکر تخت کبریا کے باہر آجائے گے اور سطح ہیکل جو رویت میں بڑھا کرنا پایا گیا ہے۔ بھر اجائے گا اور آخیر وفعیہ بلائے یاجوجی وباجوجی پر فتوائے عدل پاک کا وقت آجائے گا اور کلیسیا صورت نقشہ (مکاشفات کے باب ۲۲) کی پکڑلے گی۔

فصل نہم

در خلاصہ وشرح نبوت دانیال

دفعہ ۱۹۔

دانیال نشان بردار کسی خاص عہدہ مسیح کا نہ تھا بلکہ ایک معزز قیدی تھا اس لیے قدما کی فہرست انبیاء میں نہیں رکھا گیا تاہم وہ یوحنا کا ثانوی تھا اور ان ہر دو کو خدا نے محبوب اپنا فرمایا ہے اور حزقائیل نبی نے اسے صادق مرد کا خدا کا کہا ہے جیسا پطرس نے پولوس کے مقدس ہونے پر گواہی دی ہے اور نبوتیں دانیال کی ایسی پر زور صاف ہیں کہ ان سے بڑھ کر اور کسی نبی کی نبوت نظر نہیں آتی۔ موسیٰ اوراشعیا اور دانیال وذکریا اور یوحنا کی نبوتیں دریا کوزہ بھی ہیں۔ پار فری جیسا بے ایمان اشعیا اور دانیال کی نبوتوں کو بعد کا جعل کیوں نہ رکھے گا جبکہ اسکی بے ایمانی کو یہ کتابیں گنجایش ہی نہیں دیتی اور سب تاجنٹ کے ترجمہ اسکندری کو وہ کیوں دیکھے گا جب کہ سورج کو بری آنکھیں دیکھنے کو راضی ہی نہیں ہوتی۔ لگن کے چھبن تو ہر طرف ضرور ہوتی مگر واقع بھی کچھ شے ہے جو صادقوں کا ایمان ٹھہرتا ہے۔

باب ۲۔ اس کتاب میں دانیال بنو خذر نذر شاہ بابل کا جواب فراموش شدہ جتا کر یوں تعبیر کرتا ہے کہ تصویر خوابی کا سر سونے کا خود بنو خذ نذر ہے اور چھاتی میں دو باز بعد سلطنت ہی اور پیٹ میں دو رانیں داخل اسکندر برنجی سلطنت ایشیا و یورپ کی ہے اور ہر دو ساقوں میں دو پہر ویں انگلیوں سمیت آہنی سلطنت روم غربی و شرمی کی ہے کہ جس کی انگلیاں کچھ مٹی کی اور کچھ لوہے کی لکھی ہیں (خط ٹف کی ان یورپ کی شکل پانون زانو زدہ کی)۔ دس انگلیاں اس سلطنت کے شروع میں بالقوہ رہی میں مگر آخیر اسما ذیل میں بالفصل آئی ہیں یعنی ۱۔ فرانس ۲۔ وندال ۳۔ وی ویزیگاتھ ۴۔ استرو گاتھ ۵۔ بلرڈی ۶۔ ہارونیر ۷۔ سوی ۸۔ الد ۹۔ برگنڈی ۱۰۔ کپیڈی۔ دس سے مراد کامل سے بھی ہے جیسا کہ ایک موقع کہ تشریح کیا گیا ہے۔ رونا اور اٹلی بھی انہیں دس کے داخل دوسرے نام ہیں۔

باب 3۔ میں صدرق ویشاق وعبدہ نجوہ کے آتش کدہ سے بچالینے کا ذکر ہے جن کو ابن اللہ نے بچالیا۔

باب 4 میں بنو خدنذر کو بذریعہ خواب اور اسکی تعبیر کے اطلاع دی جات ہے کہ وہ سات برس تک دیونہ ہو کر ڈنگروں میں رہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

باب ۵ میں وست غیب بلشاذر نسل بنو خدنذر کو یہ جتاتا ہے کہ اس پر مادا و فارس کی سلطنت کو فوق بخشا گیا اس لیے کہ اس نے خدا کے حضور گستاخی بے جا کیل

باب ۶ میں فرشتہ خدواند کا دانیال کو دبرونکے چنگل سے چھڑاتا ہے۔

باب ۷ میں باب ۲ کی خبر کو قالب دوسرا دیا گیا ہے اور اس پر ضمیمہ چھڑایا گیا ہے۔ چنانچہ :

پہلا حیوان شیر عقاب کے پروں والا تو دہی طلائی سر سلطنت بابل کی ہے جو بطاقت شیر و سرعت عقاب اٹھے تھے۔

دوسرا حیوان بہالو تین پسلی منہہ میں لیے ہوئے فارس و مدیان و بابل کی مجموعی سلطنت ہے جو چاندی کی چھاتی اور بازوں میں پہلے بھری گئی تھی اور بے رحمی کے سبب بھالو سے تشبیہ دی گئی اور جو حکم لم یزلی کا دعویٰ رکھتے تھے۔

تیسرا حیوان چیتا چار پر والا وہی اسکندر یونانی ہے جس کے چار جنرل تھے اور جو سکندر کی سلطنت برنجی پیٹ میں دو رانوں سی مشبہ ہوئے تھے۔

چوتھا حیوان دس سینگا لوہے دانتا دہی روم کی سلطنت ہے کہ جس کی دس انگلیاں دس سنیگ ہو گئے اس لیے کہ انگلیاں اور سینگ استحکام کے نشان ہیں۔

اب ضمیمہ یہ چھڑایا گیا ہے کہ نبی رویت میں دیکھتا ہے کہ اس حیون کے مجملہ دس کے تین سینگ ٹوٹ گئے اور بجائے ان کی ایک چھوٹا سینگ اوگا جس میں انکھیں بھری تھیں اور ایک بڑا بول بولنے والا منہہ اسے دیا گیا تھا جو زمان و زمانیں و نصف زمان تک مقدسوں سے لڑا اور ان پر غالب آیا

جب تک کہ قدیم الایام نے ظہور نہ فرمایا۔ یہ چھوٹا سینگ عمدہ پوپی ہے جب وہ رونا و لمبر دی اور اٹلی کا بادشاہ بنا اور یہ تین ملک سلطنت روم سے بحکم فوکس قیصر کے اسے کاٹ کر دے گئے آنکھیں اس میں چترائی دینا کی ہیں جو قالبِ دین کا لے کر بادشاہ دنیا بنا اور وہ بھول گیا جو خداوند مسیح نے فرمایا کہ میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں اور بڑے بول اس کے دعویٰ لم یزی شرح بائبل دنیابت مسیح کے ہیں ساتھ باطل شرح اور نالیاقتی نیابت کے (دیکھو مکاشفات کا باب ۱۱ سے ۱۹ تک) ساعت نبوت بمقابلہ سال کے تو ایک زمانہ قلیل ہوتا ہے اور اگر بلا مقابلہ ہو تو سالانہ دنوں کا سال ہوتا ہے یعنی ۳۶۰ سال اور دن جو بغیر صبح شام کے ہو تو بمعنی سالکے آتا ہی اور سالہ صبح شام کے ۲۴ گھنٹہ والا دن ہے یوں ساڑھے تین زبان یا ساعت ۱۲۶۰ برس ہوتے ہیں اب ۶۱۰ میں فوکس قیصر نے یونفس یوپ کو یہ تین ملک اپنی سلطنت سے کاٹکر بخش دیئے تھے اور ۱۸۷۰ میں وکٹر عمانوائیل شاہ اٹلی نے یوپ کو ملکی حکمرانی سے بالکل خارج کر دیا اور جبر پوپ کا توڑ ڈالا جو حکماً اپنا کلمہ پڑھاتا اور مقدس کشی کرتا تھا یوں قدیم الایام اور درسی مظلوم روحوں کے واسطے ظاہر ہوا اور جبر ظالم کے دانت کھٹے ہو گئے پوپ اور اس کی کونسل میں نہ تو الہام کی کچھ مدد ہے اور نہ عقل وام سے کچھ بڑھ کر تاہم ہم لم یزلی شرح اور بخشنے اور نہ بخشنے گناہوں کا اس کا کفر آمیز دعویٰ چلا ہی جاتا ہے کیونکہ نفس حق سے غرض نہیں رکھتا۔

باب ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲ میں نشان وجال کلیسیا مسیح کی خبر ہے کہ جیسے کلیسیا سلف میں نشان ظاہر رہیں۔ دانیال بعادت ماعود خود اس خبر کے درمیان وہ تسلی بھری خبر باب ۹ کی سڑ جائے۔ دن اس نشاناتی وجال کی صبح شام اس کا پیمانہ مقصر نہیں بلکہ پورا سالانہ دنوں کا دن ہے۔

صاحب نشان اس دجال کا دراصل تو وہی پرانا خونی اژدھا ہے تاہم وہ منہ پھاڑتا ہے تو اس کے دو جباڑھرے پوپ اور بنی عرب کی تواریخ اپنے اندر مجسم دکھاتے ہیں چنانچہ یہ مراد آگے واضح ہو جائے گا۔ نشان ہذا اینٹوکس انفیی میں بھرا گیا ہے جس کہ ۱۲۶۰ دن تو کمال شرارت کی تھی جب اس نے مقدسا بنی اسرائیل کو تہ تیغ بد دریغ کیا اور ہیکل الہی میں سوروں کی قربانی چڑھائی مگر کل ملا کر ۳۰۰ دن شرارت اس کی تھی اور اس کے صاحب نشانوں میں بھی بہ پیمانہ کامل بھی صورت نظر آتی ہے۔

وہ جو بعضے اس بادشاہ تند چھرہ عمیق باتوں سے ماہر مندرجہ باب ۸۔ اور بادشاہ نشان دادہ در سلسلہ سلطنت یونان مندرجہ باب ۱۰، ۱۱، ۱۲ سے محض بنی عرب مراد لیتے ہیں دو غلطیاں کرتے ہیں یعنی ایک تو دانیال کے طریقہ تکرار نبوتوں کا لحاظ نہیں فرماتے و دوئم سلطنت یونانی ک سلسلہ میں سلطنت رومی کو بھی لپیٹ ڈالتے ہیں۔ نبی باب ۸ کی نبوت کو حسب عادت خود نبوت باب ۱۰ وغیرہ میں مفصل ہی بیان کرتا ہے اور نبوت باب ۸ و باب ۱۰ وغیرہ کی سلسلہ تواریخ سلطنت تواریخ یونانی کو مطلق نہیں چھوڑتے پس یہ ہر دو خبریں واحد اینٹوکس اپفنی کی ہیں جو نشان ہوا ہے پوپ و محمد کا۔ چنانچہ دیکھئے۔

۸ میں پتا اس نشاناتی دجالکایوں دیا گیا ہے کہ جب فارس و مدیاں کے بادشاہ کو یونان کا بادشاہ مارلے گا تو یونان کے بادشاہ کی جگھوں جار باد شاہتیں قائم ہو جائینگی اور ان چار کے اندر ایک چھوٹا سا سینگ پیدا ہو گا جس کی شرارت ور کل ۲۳۰۰ دن کے لیے ہو گی جس میں کلال شرارت کے دن ۱۲۴۰ ہو گے۔ باب ۱۰ سے بغائت ۱۲ میں پھر مفصل پتا اس نشاناتی دجالکایوں لکھا ہے کہ پہلے اس کے ظہور سے فارس میں چار بادشاہ ہونگے چنانچہ ۱۔ نکبیسؔ ۲۔ پسیدؔو سمرس ۳۔ ارتیز کسیسؔ ۴۔ دیرلیسؔ ہشتاسپ ہو پانچواں دیریس یا دارا دہی تھا جس کو الکسندر یا اسکندر نے مار لیا۔ اسکندر کے مرنے پر لکھا ہے کہ چار بادشاہتیں ہو جائے گی چنانچہ ۱۔ یونانؔ ۲۔ ملک ایشیاؔ ۳۔ ایشیا کوچک کو مملکت شمالی کر کے مصطلح کیا گیا ہے اور

مصر کو جنوبی اور انہیں دوسے آیندہ مطلب ہونے کا ہے اس لیے یونان وملک ایشیاکاذکر آگے ترک ہو گیا ہے۔ پھر لکھا ہے کہ شاہان شمال و جنوب میں نفاق عظیم رہے گا اور ایک شاہ جنوب شاہ شمال کو بدیں نیت وختر دیگا کہ اپنی آل کو تخت نشین شمال کا کردی مگر یہ مراد اسکی بر نہ آئے گی چنانچہ یہ دختر بیرنس نامی تھی جس کی خاطر پہلے تو تالمی شاہ شمال نے لیو دیس اپنی پہلی بیگم کو نکال دیا مگر پھر جلد ہی لیو دیس کو لے لیا اور بیرنس کو نکال دیا۔

لیودس نے قابو پا کر ٹالیے اپنے شوہر کو زہر دے کر مار دیا اور لیوکس اپنے فرزند کو بجائے اس کے تخت نشین کر دیا تسپیبیر ہرنس کے چچانے جو مصر کا تخت نشین ہوا تھا انتقام کو چڑھائی کی اور لیودس اور سلیوکس ہر دو کو قتل کیا اس جنگ میں شاہ جنوب ے حامی مقدس لوگ بھی ہو گئے تھے یعنی بنی اسرائیل جو خطاب مقدس گو اکثر ذلیل کرتے رہے ہیں اور خدا اور خلقت کے ساتھ بغاوت ان کا ہمیشہ پیشہ رہا ہے اور اسلیے نظر شاہان شمالیں گھنونی آیندہ کو بنی رہے بعد اس کے تخت نشین شمال نے غلبہ جنوب کو دیکھ کر شاہ جزائر کو دختر دی تا کہ اسکی حمایت اور مدد حاصل کرے مگر وہ دختر خیر خواہ اپنے شوہر کی بنے گی۔ یہ شاہ شمال نے چند جزائر اپنے داماد کے چھین لیے مگر اٹلی کے ایک مغرور جنرل نے پھر ان کو چھڑالیا۔ والدہ کلیو پیڑہ اخر نر اسی میں مر گیا اور اس کا فرزند بھی مر گیا اور اس کے پوتے کو اس شدنی غاصب نے کہ جسکی نشان دہی کے واسطے یہ ساری نبوت تواریخی دریا در کوزہ ڈالا گیا یعنی انٹوکس اپفنی نے محروم تخت سے کر کے بجائے اس کے تخت نشین ہو گیا۔ برائے نام تو یہ اپنے باپ دادا کا مذہب رکھتا تھا لیکن دراصل مکاری اور خود غرضی صرف اس کا مذہب تھا باین درجہ کہ اس کے بڑے اس قدر اس مذہب سے واقف بھی نہ تھے آدھے ہفتہ تک سنے اپنی کمال بدی کے ایام میں دائمی قربانی ہیکل کی مقوف کر دی اور مقدسوں کو تہ تیغ بید ریغ کی اور جاسان جیسے ناپاکوں کو سردار کاہن بنا کر سوروں کی نفرتی قربانی ہیکل الہی میں چڑھائی ساڑھے تین ساعت یا ۱۲۴۰ دن یا آدھے ہفتے سالی ایام سے مراد ناقص زمانہ بھی ہیں کیونکہ سات جب کمال کا عدد ہے تو نصف اسکا نقص کا نشان ہو تاہم بھی عدد ساڑھے تین سال یا ساعت یا ۱۲۴۰ دن یا بیالیس مہینے کا جب کہ نبوت پوپ میں بھی مکاشفات کی کتاب میں آتا ہے تو خصوصیت اسکی غور طلب ہو جاتی ہے۔

لکھا ہے کہ یہ شریر عورات کی قید میں بھی نہ آتا تھا کیونکہ جن دجالوں کا یہ نشان تھا وہ بھی بذریعہ طلاق و تجر کے ایسی قید بر خود روانہ رکھتی تھی۔ اس نشاناتی دجال میں تفریق ۲۳۰۰ دن کی اس طرح لکھی ہے یعنی ۱۲۴۰۔ و۔۳، ۴۵ باقی ۹۶۵ بلا تفصیل جس کا جملہ دنو ں کا چھ برس چار ماہ بیس ونکا ہوتا جو قریب ہفتہ کے ہو کر قریب الکمال کے معنی بناتا ہے اور کچھ اشارہ ان میں تفریق زمانوں اس ناپاک کا بھی ہے جس میں خاص خاص ناپاکیاں اسکے ظاہر ہو گی اور آخیر کیڑے پڑ کر وہ مر گیا۔

غرض یہ ہر دو نبوت یعنی باب ۸ اور ۱۰ الغیایت ۱۲ کی سلطنت یونانی میں نشان دیئے گئے ہیں اور مفصل کر کے انٹیوکس اپفنی پر انگشت دہرتے ہیں تو اس کو چھوڑ کو دوسرے کسی پر نہیں لگا سکتی ہاں پیمانہ زمانہ مقصر اور پورا کر کے پوپ اور محمد پر بھی یہ خبریں درست آتی ہیں اور شرح مکاشفات میں دکھلایا جائے گا کہ دین پوپی اور محمد ایک ہی اژدہا کے دو جباڑے ہیں لہذا انتوکس نشانی دجال آیندہ دجالوں مذکورہ کا صریح ہے۔

میں جو آخیر زمانہ میں ظہور اس نبوت کا لکھا ہی وہ آخیر کا نہیں بلکہ سلطنت یونانی کا ہے اور مکاشفات میں جو لکھا ہے کہ پھر زمانہ نہ ہو گا اس کی مراد بھی یہی ہے کہ دجالوں کی سلطنت کا زمانہ نہ ہو گا۔ یاجوجی ماجوجی بدعت صلح موعود کے بعد اٹھنے والی جو بعد ان دجالوں کے لکھی ہے وہ صلح موعود سے نیا زمانہ نہ شروع کرتی ہے اور وہ بدعت کسی قالب مسیح میں اٹھ کر فی الفور آتش آسمانی سے صاف ہو جانے والی ہے سلطنت بنی نہ پائے

گی۔ دانیال کو جو حکم ہے کہ آخر اس رویت کو وہ بعد وفات اپنی کے دیکھ لے گا اس کی مراد قیامت سے ہے جب نشان و صاحب نشان دجالوں کا زمانہ طے ہوے گا۔

موقع اس نبوت اخیر کا یوں لکھا ہے کہ دانیال تین ہفتے تک دعا و نماز میں تھا کہ خدا تعالی فارس کے بادشاہ کے دل میں ڈالے کہ وہ بنی اسرائیل کو قید سے رہا کر دے جو بنو خذرج شاہ بابل نے قید کئے تھے تا کہ وہ یروشالم کو پھر کر آباد کر لیں یہ تھی وہ لڑائی تین ہفتے کی جو میکائل کلیسیا سلف کے فرشتے اور فارس کے فرشتے کے درمیان تھی۔ مکائل اس جنگ میں غالب آیا یعنی بادشاہ فارس نے نبی اسرائیل کو رہا کر دیا مگر خدا نے فارس سے بد تر دجالوں کی دانیال کو خبر دی جو آنے والی تھی۔

میں وہی جبرائیل فرشتہ جو مریم کے پاس بھیجا گیا تاھ دانیال کے پاس بھی بھیجا گیا جو اسے جتاتا ہے کہ یروشالم کے پھر کر بنانے کا حکم نکلنے سے ستر ہفتے کے اندر مسیح منجی حقیقی آئے گا اور وبات اور نبوتوں کے موافق اوروں کے لیے مارا جائے گا۔

اور آخیر ہفتے ان ستر ہفتوں میں تعلیم و تکمیل کفارہ در نصفا نصف فرمائے گا اور پھر بھی اس پر ایمان نہ لائے گا وہ جی اٹھ کر اس سے انتقام لے گا۔

موقع اس نبوت کا یہ لکھا ہے کہ ستر سال خاتمہ نبوت یرمیا کے قریب جن میں قید نبی اسرائیل بدست بابل کا حکم تھا دانیال دعا کرنے گیا کہ رہائی بخشی جائے اور بسبب جدید گناہان بنی اسرائیل کے وہ قید مزید نہ ہو جائے خدا نے وہ دعا اس کی قبول فرمائی اور چونکہ دانیال خدا کی نظروں میں عزیز تھا یہ بھی فرما دیا کہ حقیقی رہائی یہ نہیں جو قید بائبل سے وہ حاصل کرے گے بلکہ اس کے لیے ستر ہفتے سالوں کے اور چاہیں سو بھی یروشالم کے پھر کر بنانے کا فرمان نکلنے سے جن میں سات ہفتے یروشالم کی تعمیر کو لگین گے اور باسٹھ ہفتے درمیانی وقفہ ظہور باقی نبوتوں کے ہیں اور آخر کا ہفتہ تکمیل و تعلیم و کفارہ مسیح کا ہے۔ جنہیں مسیح کا اپنا کچھ نہ تھا۔ یعنی وہ نیجطا دوسروں کے خطاؤں کے واسطے قدس القدس ہو کر مارا جائے گا۔ عذرا اور نحمیا کی کتابوں مین کفیت اس حکم کی پڑھ کر دیکھو جو تعمیر کرنے پر یروشلیم کی بابت یوں لکھی ہے کہ اس مقدسہ میں پہلے تو ساس نے اجازت دیدی تھی مگر وہ حکم بوجہ فساد باہمی بنی اسرائیل کے بے عمل رہ گیا تھا اور دوسرے ایک حکم سارس میں ظروف ہیکل الہی کے ملنے کی اجازت بھی ہو گئی تھی یہ حکم بھی گویا اجازت بھی ہو گئی تھی یہ حکم بھی گویا اجازتی تعمیر یروشلیم کا تھا مگر عمل اس کا بھی مر وہ ہی رہا بعد سارس کے بہمن دراز دست نے دو حکم نافذ کئے یعنی ایک تو سلطنت کے ساتویں سال میں اور دوسرا بیسویں سال میں انمین کا آخیر حکم پورا تعمیل پایا اور یہ حکم اس نبوت سے ۸۱ سال بعد نافذ ہوا تھا جس سے مسیح خداوند کے جی اُٹھے تک ستر ہفتے ہفتے یعنی ۴۹۰ برس پورے ہوتے ہیں بحساب قمری تین یوم کے مہینے کے جو طریقہ شمار بنی اسرائیل کا رہا ہے۔ سر ایزک نیوٹن حکیم ساتویں سال سلطنت بہمن سے حساب شمسی بھی پورا کر دیتا ہے شاید بدیں خیال کہ اہل فارس حساب شمسی ہی رکھتے تھے اور اصل حکم ساتویں ہی سال کا تھا کہ جس کی تاکید بیسویں سال میں ہوئی اور یہ ایک عجوبہ مشیتی ہے کہ شمسی اور قمری ہر دو حساب پورے ایک ہی نبوتیں ہو جائیں۔ مسیحی تعلیم و تکمیل کفارہ کی بابت جو آخیر ہفتہ نصفاً گیا گیا ہے نصف اس کا یحییٰ کی منادی کا ہے اور نصف باقی ظہور مسیح بمنصب مسیح کا ہے کہ جس میں اس نے ذلتیں اُٹھائیں اور کفارہ ادا کیا یحییٰ صرف مسیح کی منادی کرتا تھا لہذا اس کی تعلیم مسیح کی تعلیم متصور ہوئی ہے۔

بربادی یروشلیم کی خبر بعد اس آبادی کے تضمینی خبر ہے کہ جو مسیح کو نمانینگے ان سے وہ جی اُٹھ کر انہیں کی معرفت بدلہ لے گا جن کے وسیلہ انہوں نے مسیح کو صلیب دلوایا تھا اور اس لیے کہ یہ خبر تضمینی ہے ستر کے داخل نہیں اور مطابق اس خبر تضمینی کے بنی اسرائیل افات توراتی میں ماخوذ ہیں کہ ان کا نہ کوئی خاص ملک رہا اور نہ ملکیت اور لعنتی یہودی ان کے ضرب المثل ہو رہی ہے یروشلیم ان کا اجاڑہ گیا اور قربانیاں ان کی مردود ٹھی گئیں اور جیسے وہ وہ پہلے نیک کاموں کے لیے چنے گئے تھے اب ضرب المثلی لغت کے واسطے رہ گئے ہیں اس لیے کہ انہوں نے مسیح موعود کو نہ مانا۔

اگر آنا مسیح کا صرف بنی اسرائیل یا یہودی کے واسطے ہوتا تو ان کی شرارت بے پایاں کے واسطے ممکن تھا کہ مسیح کا وقت ظہور وقت معینہ پر ٹل جائے جاتا مگر وہ نجاتِ عامہ کے لیے لہذا ٹل نہیں سکتا تھا پس اب انتظار دوسرے مسیح کا دراصل انتظار دجال مسیح کا ہے کہ جیسے چور وبٹ مار پہلے خداوند سے آئے تھے جن کا ذکر گمالیل پانچویں باب اعمال میں کرتا ہے اور چند بعد خداوند کے آئے جس کا ذکر یوسفیس نے تواریخ بربادی یروشلیم از دست رومیان میں لکھا ہے۔

فصل دہم

در خلاصہ وشرح من ہلو شلیع تاملاخی

دفعہ ۲۰۔

ان صحیفوں میں ذکریا نبی کا صحیفہ سب سے بڑا اور مشکل ہے اسلیے ہم اسکو اول لیتے ہیں اور بعد اس کے علی الترتیب انشااللہ ذکر کرے گے مگر حسب ضرورت۔

دفعہ ۲۱۔

ذکریا خبر دیتا ہے کہ تعمیر یروشلیم میں غیر قوم بھی شامل ہوگے یہ اشارہ ہے اس امر پر کہ عنقریب دوئی دور ہونے والی ہی نفظی معنوں میں ہیرودنی بھی کچھ خبر ہیکل کا تعمیر کی تھا جو اصل کا غیر قوم آدمی ہی تھا۔

پھر لکھا ہے کہ شاخ تنہ داؤدی کی سات آنکھوں والا پتھر ہیکل ہوگا۔ یعنی مسیح دانا و بینا چٹان کلیسیا ہے۔

پھر لکھا ہے کہ غیرت دور ہو کر سب کوئی ہمسایہ بن جائے گا۔ یعنی مسیح میں قوم اور غیر قوم کوئی نہ رہے گا سب ایک ہو جائے گا۔ زور بابل شہزدہ یہوداور یہود شفقت سردار کاہن زیتون روغن بخش چراغ کلیسیا یا ہیکل ثانی کے قرار پائی ہیں نشانات مسیح قائم رکھنے کو جب تک کہ مسیح صاحب نشان انکا ظاہر ہو۔

پر لکھا ہے کہ طومار نعتھا سے بھرا ہوا دس ہاتھ چوڑا اور دس ہاتھ لبنا اور پھوا سے دو گنا نظر آیا اور ایک عورت جس کے منہہ پر سکہ دھرا تھا پیمانہ میں بند و کہائی دی اور دو عورتیں اور نظر آئیں جو اس پہلی سیریا اور بابل میں لے بڑے مراد یہ ہے کہ جو شرارت مخالفت تعمیر ہیکل کی کرتی تھی اور سیریا اور بابل نے بھیجی تھی بند فرمائی گئی اور دس بیس گنی ہو کر وہ لعنتیں جدھر سے آئے تھے اُنہی پر جا پڑی اور انہوں نے سیریا اور بابل کو خراب کر ڈالا۔

پھر چار گاڑیاں کولے گھوڑوں کی شمال کو گئی یعنی بابل میں ماتم ڈالنے کو پھنکنے رنگ لگنے کی جنوب کو گئی یعنی مصر میں بے فرگی پھیلانے کو لال رنگ کی سمت دنیا میں گئی یعنی تلوار چلانے کو اور سب سے بعد سفید گھوڑوں کی نمودار ہوئی یعنی مسیح فتح وامن دکھانے کو تبدیلی عہدہ کھانت کے ملک صدق کی صف میں خبر دی گئی ہے کہ جس کے آگے تاج نذر آندوں کے گذرینگے۔ یہ ابدی کاہن سچائی کا بادشاہ سلامتی کا تحت نشین مسیح خداوند ہے کہ جس نے پردہ راز صندوق عہد کو اپنی موت میں کھولدیا۔

یروشلیم میں منادی کی جاتی ہے کہ تیرا بادشاہ جوان گدھے کا سوار ہو کر آتا ہے یعنی مسیح جو جنگ کے گھوڑے پر نہیں بلکہ بربادی کے گدھے پر سوار ہو کر ظاہر ہوا جو گھوڑوں اور گدھوں کا یکساں مالک ہے۔

خداوند بقالب ذکریا آکر نبی اسرائیل سے پوچھتا ہے کہ پہلے میں نے تین چرواہے ایک مہینے کے واسطے تمہارے سبب نثار کئے اب میں پھر رحم کروں گا تو بھلا اب بتاو کہ میری بھلائی اور محبت کی چروالگی کا کیا صلہ دوگے۔ یعنی قید بابل کے وقت تمہاری شراکت کے سبب مینے تیس سال تک بادشاہ اور کاہن اور نبی موقوف کئے اور اب میں پھر رحم کرنے پر ہوں اس کا صلہ کیا دوگے۔ اس کے جواب میں ان کے روحوں نے عالم علم الہی میں بولا کہ تیس ٹکڑے چاندی کی دین گے (یہ وہی تیس روپیہ ہیں جن کے بدلے خداوند کو صلیب دینے کی لئی خریدا) خداوند نے سن کر فرمایا کیا خوب انکو کمہار کے آنے پر ڈال دو (جس نے کمہار کا آوا گور غریبوں کے واسطے خرایدا گیا تھا) اور ایسے ناشکری گلہ کو مکار بھیڑیوں کے حوالہ کر دے کہ ان کو تباہ کریں جب تک رحم کا وقت پھر کر نہ آئے کہ جب ان کا ضیعف داؤد خداوند کی مانند ہو جائے گا یعنی ناطاقت زور پالے گا اور زور آور بہت ہی زور آور ہو جائے گا جبکہ جنھوں نے مجھے چھیدا ہے مجھ پر نظر کرے گے اور ماتم کے ساتھ تائب ہو گے۔

پھر اسے رویت میں خداوند سے سوال ہو تا ہے کہ تیرے ہاتھوں میں زخم کیسے میں اس نے فرمایا کہ دوستوں کے گہر میں زخمی ہوا تھا یعنی صلیب کے میخوں کے زخم ہیں جو اپنوں نے کرائے۔ اس موقع پر خدا باپ لشکروں کا خدا بولا کہ اُٹھ اے تلوار میرے چرواہے اور چرواہے اور میرے مسادی پر چرواہوں کو ماراں اور بھڑیں تتر بتر ہوں مگر میں اپنے بچوں کو ہاتھ دے کر بچاؤں گا دو ثلث کٹ جائے اور ایک ثلث تایا جائے گا اور

تب حقیقی یروشلیم آباد ہوگا یعنی مسیح پر جب تلوار اٹھے گی شاگرد اِسے چھوڑ جائے گے اور تھوڑے ہی آتش امتحان سے تاے جا کر بچینگے اور ان سے تعمیر کلیسیا کی شروع ہوگی۔

دفعہ ۲۲۔

ہوشیع نبی بے دینوں بنی اسرائیل میں شادی کر کے محبت قرابت کے ساتھ غیرت خدا ان کے سامنے رکھتا اور چھنالہ تب پرستی سے ان کو روکتا ہے۔

دفعہ ۲۳۔

یوئیل نبی نازل ہونے روح قدوس کے بروز پینتکوسٹ خبر دیتاہے کہ جس روز آفتاب و مہتاب و ستارے بنی اسرائیل کے یعنی نمودار لوگ کلیسیا سلف کے مبدل ہو جائے گے چنانچہ ایساہی ہوا۔

دفعہ ۲۴۔

عبید یا فرقہ ایدامی کی نفرت بنی اسرائیل پر نفرین کرتاہے اور اس کی خرابی کی خبر دیتاہے اور صیحون میں مسیح کے داخل ہونے کی پیشن گوئی کرتا ہے۔

دفعہ ۲۵۔

یونس ننوا کے گنہگاروں میں جو غیر قوم تھے تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہ کر اور تیسرے دن اس سے زندہ نکل کر مسیح کے تین دن قبر میں رہ کر جی اٹھنے کی نبوت کرتا اور رحم خداوندی کی طرف رجوع لوا کر قہر الہی سے انہیں بچاتاہے۔

مکر شرارت پر ننوائی ناحوم کی نبوت کے مطابق برباد کئے گئے کیونکہ شرارت کی برداشت ہمیشہ کو نہ ہوگی۔

دفعہ ۲٦۔

میکاہ نبی یر شلیم کی بربادی بوجہ شرارت یہود اور مکرر آبادی برائے آمد مسیح کی خبر دیتا ہے بیت الحم افراط جائے تولد مسیح اعلان کرتا ہے اور انصاف ومحبت بارحم وفروتنی میں کل فرائض انسانی منقش نحلقت بتاتا۔

دفعہ ۲۷۔

حبقق در فنایابنی اسرائیل کی قید بابل اور پھر اس سے رہائی کی خبر دیتے ہیں۔

دفعہ ۲۸۔

حجی نبی یہود کو تعمیر ہیکل جیسے کیسی کی ترغیب یہ کہ کر دیتا ہے۔ کہ اس کو بمقابلہ تعمیر سلیمانی کی حقیر نہ جانو کیونکہ خواہش گروہوں کی اس میں داخل ہوگی یعنی مسیح کہ جس کے سبب شان اس کی پہلے سے بڑھ جائگی۔ ہیرودنے اس پچھلے ہیکل کوئی ایزادی اور مرمت ضرور کی تھی لیکن اس سے تیسرا ہیکل کوئی نہیں بنا بلکہ یہ صرف ایزادی اور رمت ہی متصور ہے اور نہ ایجادی۔

دفعہ ۲۹۔

ملاخی الیاس کو پیشترو مسیح بیان کرتا ہے جو نبوت یحیٰی بپتسمہ دینے والے میں پورے ہوئے جو الیاس کی مانند آزاد متس دلیر قانع جنگل باش اور پاک آدمی تھا الیاس بہی موسیٰ کے ساتھ مسیح ملنے آیا تھا مگر یہ پیشتروی صرف تشبیہ ہی الیاس میں ہے۔ اور نہ خود الیاس میں۔

خلاصہ

جو صورت باب اول کتاب ہذا کی تھی سو ہی حال باب دوسے کا ہے بڑا فرق یہ ہے کہ پہلے باب میں نشاناتی نبوتیں زیادہ تہہ اور اس میں لفظی زیادہ ہیں کیونکہ نشانوں کے لفظوں ہی میں تعبیر ہوتی ہے۔ اب آگے انجیل تکمیل نبوتوں سے بھری ہے مگر آنکھیں خدا سے ملی ہیں نفسانیت سے مطلق نہیں۔

باب چہارم

در خلاصہ وشرح انجیل عہد جدید

فصل اول

در خلاصہ وشرح اناجیل اربع بقدر احتیاج

تمہید۔ ا۔ متی ۲۔ مرقس ۳۔ لوقا اور یوحنا چار گواہ تکمیل نبوتوں عہد عتیق کے برحال وقال خداوند مسیح کے چنے گئے تھے اور ان کی گواہی نہ تو اس قدر متفق اللفظ ہے کہ ایک دوسرے کی نقل شمار ہو اور نہ اس قدر مختلف کہ ایک دوسرے کا بطلان کرے۔ گواہی دوست ہی دیا کرتے ہیں مگر نہ معلوم کہ اگر یہ جھوٹے تھے تو جھوٹھ بول کر انہوں نے کیا کمایا بجز خرابی دارین کے اور اگر دیوانے تھے تو ان کا جنون کیونکہ متفق ہوا اور کیونکر دنیاوی طاقتوں پر غالب آیا سب سے پیارا اکیلا یوحنا ہی ان میں تھا باقی عامی فرزندوں کی مانند تہا اور مرقس اور لوقا منزلہ پوتے شاگردوں ہی کے تھے لہذا منصوبہ گواہی بھی ان میں بڑے بھروسہ پر منحصر نہ تھا۔ گواہی ان کی ان کے عصر سے عام میلہ بنی ہوئی اور دوست و دشمن کو ان کے پرکھنے کی کامل فرصت رہی ہے۔ اور گواہی ان کی صاف ہے متحاج شرح کی نہیں اور اس میں تکمیل نبوتوں سلف کی جزا عظم رکھا گیا تاہم ہم چند مقامات کی شرح کرنے مناسب سوچتے ہیں کیونکہ وہ غور طلب ہیں اور کلید مابقی مضامین کے بنتے ہیں بعون حق۔

دفعہ ۳۰۔

متی اور لوقا کے نسب ناموں مسیح میں داؤد تک تو نام مورثان اعلیٰ میں اختلاف ہے باقی اتفاق۔ لوقا نے متی سے انجیل اپنی بعد میں لکھی ہے اور لوقا اپنے دیباجہ میں بر تحیر اصلیت ایما کرتا ہے اور یہ بھی کہتا کہ وہ باجائے قلم ہی اس انجیل کا لکھنے والا ہے دراصل درپردہ اس کا لکھانے والا کوئی اور ہے یعنی پولوس مقدس جسکا ہم خدمت کارکدا میں وہ ہمیشہ رہا ہے جیسے مرقس پطرس کا ہم خدمت تھا۔ (انجیل سے مریم کو کوئی بھا حقیقی ہونا ثابت نہیں ہوتا اور تورات میں ایسا لکھا کہ جس یہودی کے فرزند نرینہ نہ ہو اس کا داماد بجائے فرزندان قائم ہو سکتا ہے یہ ہی اصلیت لوقا کی نسب نامہ کی کہ وہ مریم کا نسب نامہ بنام یوسف شوہر اس کے لکھتا ہے جب کہ متی نے یوسف ہی کا نسب نامہ حسب رواج میں لکھا تھا۔ اگر یہی تمیز جو اوپر بیان ہوئی صحیح نہ ہوتی تو دو ایسے مخالف نامے نسب نامے مخالفوں ہمعصر کے اعتراض سے کیونکر بچ سکتے تھے) معترض ہمارے اس شرح کو قیاسی گو بتائے مگر اس شرح کو سنکر اعتراض بھی وہ نہیں کر سکتا تاوقت یہ کہ مریم کا حقیقی بھائی کس کو ثابت نہ کرے۔ ایک مریم عمران کی دختر موسیٰ اور

ہارون کی بہن بھی مریم والدہ مسیح سے ڈیڑھ ہزار برس پہلے تھے سوا گر کوئی قرآن کے دھوکھے خوری پر مریم والدہ مسیح کو دخرت عمران و ہمشرہ ہارون مان لے تو اس کو اختیار رہے مگر انجیل یا کسی کتاب ہمعصر انجیل سے مریم کا کوئی حقیقی بھائی ثابت کرنا اسے محال ہو گا۔

ازانجا کہ متی کا نسب نامہ صرف رواجی ہے اور اصلی نہیں متی اس لیے وجہ بی بعض اسماء چھوڑ جانے ک نہیں دیتا جو غالباً یہ تھی کہ بنی اسرائیل میں بعض گناہوں کے سبب نام منقطع کر دیا جاتا تھا اور یوں بغیر نام کے عدد بنا رہتا تھا اور اس لیے متی نسب نامہ کو آدم تک بھی نہیں پہنچایا جس کو لوقا خدا کا بیٹا بوجہ علاقہ بفرزند اکبری لکھتا ہے۔

دفعہ ۱۳۔

خداوند مسیح کبھی تو فرماتا ہے کہ کون تم میں سے مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے اور کبھی فرماتا کہ اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو میرے کاموں ہی پر ایمان لاؤ۔ ان دو فرمانوں میں خداوند یہ اصول قائم فرماتا ہے کہ پاکی تعلیم کے ساتھ تصدیق معجزہ کی حجت قاطع الہام کے لیے بن جاتی ہے کہ جس کا انکار روا نہیں ہو سکتا۔

اب پاکی تعلیم خداوندی کا حال تو یہ ہے کہ مخالف ہر قالب میں بار بار سارازور اپنا لگا چکا ہے۔ کہ کچھ بطلان اس کا کرے مگر خود ہی باطل ثابت ہوا اور آیندہ جب چاہے پھر آزما کر دیکھے اور ثبوت عامہ معجزات مسیح کے بارہ میں آرچ بشپ وہٹیلی صاحب سچ کہتا کہ جب کہ تعلیمات مسیح ادراک فلاسفی سے بھی بعض باہر میں مثلاً تعلیم تثلیث فی التوحید و منصوبہ کفارہ وجنت معرّاز لذات جسمانی وغیرہ اور پھر ہر طرح کی مخالفت جسمانی شیطانی اور دنیاوں میں یہ دین یکایک قائم ہوا ہے سوا گر معجزات مندرجہ انجیل سچ نہ تھے تو غرور پاکی یہودیان و عقل یونانیان و شجاعت رومیان پر غالب آنا اس کا خود ہی سب سے بڑا معجزہ ہے کیونکہ محمدی تلوار اس دین کے ہاتھ میں نہ تھی اور نہ شراب وکباب حور و قصور جنت کا لالچ اس میں کچھ تھا اور نہ خوشامد کسی دوسرے مذہب کی اس کے داخل آئی اور نہ عقل دنیاوی اس کی کچھ بنیاد ٹھری اور نہ تدریج اس کی تعلمیات کے منانی میں کارگر ہوئی جیسے صدیوں کی غلطیاں جمع ہوئی ہوتی ہیں پس قائم ہونا اس کا در خود ایک سب سے بڑا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔

مسیح کا قبر سے تیسرے دن جی اُٹھنا ایک اور بھی عجوبہ معجزہ ہے اس لیے کہ اس کا فاعل بھی خود کے کوئی دوسرا بروقت اس معجزے کے ظاہر نہیں ہوا۔ دلایل اس کے ثبوت کے ذیل میں ہیں یعنی۔

اوّل۔ فرض کریں کہ گواہ اس معجزے کے فریب دہندہ لوگ تھے تو سوال یہ لازم آتا کہ اس فریب دہی میں اُنہوں نے کیا حاصل کیاَ کیا فریب دہی وسیلہ عاقبت بخیری کا بھی ہو سکتا ہے اور کیا دنیا میں سوائے ہر طرح کی ذلت اور خانہ خرابی اور خوفناک موت کے کچھ اور بھی انہوں نے حاصل کیا۔ مخالف جب تک اس فریب دہی کا نفع دنیاوی یا دینی نہ بتا سکے فریب دہندہ ان کو نہیں کہہ سکتا۔

دوئم۔ فرض کرو کہ وہ فریب مجزوب تھے تو سوال یہ ہے کہ جنون بہتوں کے میں اتفاق کیونکر ممکن ہوااور اگر ہو کا انکو ہوا تو اصل اس دھوکھے کی کیا تھی کیونکہ بدون کچھ اسل کے دہوکہ محال ہے۔

سوئم۔ کیا کوئی فریب دہندہ خوردہ اپنے منصوبہ کو ایسا کچا بھی باندھتا ہے کہ اس میں مخالف کو شبہ کرنے کی گنجایش مل جائے اور پھر یہ کیا جو کاتبان اناجیل معانیہ قیامت مسیح پر حوالہ گواہی کسی مخالف کا نہیں دیتے اور حفاظت قبر مسیح کی مخالفان سے عین وقت قبر میں رکھنے مسیح سے نہیں بیان کرتے بلکہ دوسرے دن کی فجر سے۔

چہارم۔ اگر فرض کیا جائے کہ قیامت مسیح ایک معاملہ رائے کا تھا اور واقع کا نہ تھا سوال یہ ہے کہ بجائے رائے کے واقع کا میلہ یادگار کیونکر نہ گیا جو ہر اتوار کو اسی واقع کا میلہ سارے مسیحوں دنیامیں قائم و دائم چلا آتا ہے اور اگر یہی فرض واقع تھا تو اس پر اتفاق بلا اختلاف کیونکر شروع سے ہوا۔

پنجم۔ یہودیوں نے بلا اطیمنان حفاظت قبر مسیح کی کیونکر اپنے ذمہ کے لی اور کس لیے گم شدہ لاش کو یہودیوں اور رومیوں نے برامد نہ کرایا۔

یوں یہ قیامت مسیح برہان قاطع وحجت ساطع درخود رکھتی ہے۔ خداوند نے ایسے شریروں کو جو ادھر تو آسمانی قدرت کے معجزات زمین پر دیکھتے تھے اور پھر آسمانی نشان طلب کرتے تھے واجباًدکھانے معجزات سے آیندہ کے لیے انکار فرمایااور جو اس کے قتل کے ناحق پیرو تھے ان سے کہا کہ آیندہ کے لیے انکار فرمایااور جو اسے قتل کے ناحق پیرو تھے ان سے کہا کہ آیندہ زمینے معجزہ بھی انکو صرف یونس کے معاملہ کا سا دکھایا جائے گا کہ جن آنکھوں سے وہ یونس کا مچھلی سے پیٹ سے زندہ نکل آنا دیکھتے ہیں انہیں آنکھوں سے مسیح کا قبر جی اٹھنا دیکھیں گے تاکہ انکو غرض ہو تو ایمان لائیں مگر خداوند کو غرض انکی ترغیب دہی کی آیندہ نہ ہو گی۔

معجزات کا ہجوم اتنا تھا کہ خداوند بعض اوقات انکی چرچا کو بھی منع فرماتا تھا اسلیے کہ چرچا اس کے اصلی کام نجات بخشی میں ہارج ہوتے تھے اور تعلیم دہی میں روکتے تھے اور اگر شیطان کو یہ معلوم ہو تا کہ موت مسیحی فتح ابدی رحم الہی کی کنجی ہے تو حتی المقدور اسے وہ مرنے بھی نہ دیتا۔

دفعہ ۳۲۔

مسیح خداوند کو در خود ختنہ اور بپتسمہ کی حاجت مطلق نہ تھی لیکن پنتیکوسٹ کی دن تک نئی شرع مسیحی کی اجرا کی تیاری ہی ہوتی تھی لہذا پرانے کی حفاظت ضرور تھی۔ پینتیکوست یعنی نزول روح قدس بر حواریان کے دن آفتاب و مہتاب و ستارے کلیسیا سلف کے زوال پال گئے اور آفتاب صداقت چمک آیااور جو جوٹھ موٹھ کی روشنی بنی اسرائیل میں بعد پینتیکوست کے باقی رہے بھی تھے وہ بربادی یروشیم از دست رومیان میں تمام ہو گئی۔

تیری اظہار شریعت مسیح کے واسطے معلم اول درکار تھے اور بنی اسرائیل سے بہتر معلم اس معاملہ میں دوسرے ہو نہیں سکتے تھے اسلیے نبوتوں کے پہلے سے امسانتدار وہی لوگ ہی تھے یہ سبب تھا کہ خداوند نے اپنی رسالت کو اول مختص بہ بنی اسرائیل کیا تھااور جب یہ حاجت رفع ہوگئی تو یہ قید خصوصیت کی بھی دور فرمائی گئی۔ بمقابلہ فرزندان بنی اسرائیل کے دوسروں کو خداوند نے کتابہی فرمایا ہے مگر ایسے ہی وہ فرزند ہیں کہ جن میں سے بہت سے جنہم کے وارث ہوئے اور ایسے ہی وہ کتے ہیں کہ جن میں سے پورب اور پچھم اوتر دکھن سے ابراہام کی گود اور جنت میں ابد کے لیے داخل ہوگے اور ہوئے غرض کہ یہ خطاب فرزندی قدوسی وبرگزیدگی اور کتے وغیرہ سب فانی ہی تھے باقی ایمان اور بے ایمان متعلق عقبیٰ ہی کے ہے۔

دفعہ ۳۳۔

یحییٰ باوجود واقف ہونے کے مسیح کا اقرار اسکے دعویٰ ہونے مسیح موعود واقف ہونے کے مسیح کا اقرار اسکے دعویٰ ہونے مسیح موعود کا چاہتا ہے اس لیے کہ بدون دعویٰ تسلیم دعویٰ بھیجا ہے اور مسیح بحوالہ تکمیل نبوت اشعیا و معجزات و تعلیمات اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے۔ خداوند قدما میں یحییٰ کو سب بڑا نبی بحجت علم نبوت سلف کے فرماتا ہے اور اُخرا میں سب سے چھوٹے کو بھی اس سے بڑا اس لیے فرماتا وہ تکمیل نبوت سے بھی آگاہ ہے۔

دفعہ ۳۴۔

خداوند ایسے معجزات کے تکذیب کو جو مصدق پاک تعلیمات کی ہوں روح القدس کے بر خلاف گناہ قائم فرماتا ہے کہ جس کی معافی دارین میں ممنوع فرمائی گئی۔

دفعہ ۳۵۔

متی کے باب ۱۷ میں جو خداوند نے فرمایا کہ دیو دن پلید روحوں کے نکالنے کا ایمان زہد و نماز بدون کارگر نہیں ہوتا۔ یہاں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معجزہ بخش خوس جڑ اعمال نیک کی ہے۔ مرقس کے باب ۱۶ میں جو ایمان یک جا کر دئے گئے ہیں اسکی وجہ یہ کہ شاگردان خداوند نے جب معجزہ قیامت خداوند کے ماننے میں کمزوری دکھائے تو بعد تنبیہ پدری کے ان کی ایمان کو تقیویت بخشی بھی مناسب نظر آئی لہذا بمعرفت خاص حواریان یہ وعدہ عام ہوگیا کہ ایماندار کو طاقت معجزئی بھی روح قدس سے ملے گی اسی کے مطابق ہے کہ یحییٰ کے شاگردوں کو روح نہ ملی تھی جب تک حواریوں نے انکے سر پر ہاتھ نہ رکھے تھے اور کرنتھیوں کے خط میں پولوس حواری حوالہ دیتا ہے کہ تھوڑا بہت ایک نہ ایک قسم کا معجزہ سب مومن اس لے زمانہ میں کر سکتے تھے۔

ایمان معجزہ بخش تو بمعرفت خاص حواریان ہی کے ملتا تھا مگر بخش کی بابت یہ حکم ہے کہ جہنم کے پھاٹک اسے کبھی بند نہ کر سکیں گے یعنی کبھی وہ موقوف نہ ہوگا ارنہ ایسا کوئی زمانہ آئے گا کہ جب سارے جہنمی ہی ہو جائے گو کالعدم سا ان کا عدد ہو جائے جو مومن جنتی ہوگے۔

دفعہ ۳۲۔

خداوند نے پطرس کے اس اقرار پر کہ اسے خداوند کو زندہ خدا کا بیٹا کہا فرمایا کہ اے پطرس تجھے میں کلیسا کی چٹان بناؤں گا اور تیرا کھولنا اور باندھنا زمین پر آسمان پر منظور ہو گا اور تجھے آسمان کی کنجیاں عطا ہونگی کہ جس کے گناہ تو بخشے جائیں اور جس کے نہ بخشے جائیں۔ الفاظ بالا کا مطلب صاف صاف یہ ہے کہ پطرس کلسیا مسیح کی بنیاد کا پتھر ہو گا جسکے کونے کا پتھر خود خداوند ہے اور بمعرفت پطرس جزا انجیل بمعرض تحریر آئے گا جو قانون کھولنے اور باندھنے اور بخشنے اور نہ بخشنے گناہان کا ہے اور یہ کنجی آسمانی بھی انجیل ہی ہے اور نہ یہ معنی اس کے ہیں کہ پطرس کو شریک خدا فرمایا گیا تھا اور پھر عطیات بالا مختص بہ پطرس بھی نہ تھے بلکہ کل حواری اس معاملہ میں یکساں ہیں بلکی بعض امور میں دوسرے شاگرد بھی شامل ہیں جیسے لوقا و مرقس جنکی معرفت انجیل کے اجزا باقاعدہ تحریر ہے پطرس بسبب کلانی عمر اور سادگی طبع کے مخالف و مخاطب الیہ خداوند سے تو اکثر ہو تا تھا اور یہ اسکی کلانی پر ایما ضرور ہے مگر یہ معاملہ ایسا نہیں کہ باپ مرنے والا ہو اور فرزند کلان اسکا جانشین ہونے والا بلکہ یہاں تو دائم زندہ قادر و عالم صاحب ارادہ کامل کے سب مسیحی بیٹے پوتے ہیں کہ جس میں شریک وارث تو سب ہیں مگر تخت حکومت باپ ہی کو حاصل ہے اور کسی دوسرے کو نہیں۔ پطرس جیسا بڑا تھا یوحنا ویسا ہی پیارا تھا اور پولوس ویسا ہی شجاع اور عقیل بیٹا تھا یہوداا سکریوتی ناخلف بھی ان میں تھا جو قائن کی خو رکھ کر پولوس کو بجائے خود اٹھا گیا غرض کہ اس پاک کف میں بھی سر رشتہ دنیا نظر آتا ہے کہ ہر رنگ موجود ہے۔

رومن کتھولک کس قدر غلطی اپنی غرض پرستی کے لیے کرتے ہیں جو پطرس کو جانشین مسیح کا بنا کر پوپ کو جانشین پطرس کا بناتے ہیں۔ خداوند مسیح کہاں گیا ہے۔ جو اس کو پطرس کی حاجت ہو اور اگر نشان مرئی کا یہ حساب ہے تو اس کے کیا معنی ہیں جو خداوند فرماتا ہے کہ میرا جانا ہی بھلا ہے تا کہ روح قدس آئے کیا بھلائی اس میں تھی کیا یہی نہیں کہ وجود مرئی محدود ہر ایک بشر کی پہنچے لائق نہیں تو پھر محدوس پطرس کیونکر سبکو بھیج سکتا تھا اور پوپ کجا۔ اصل بات تو یہ ہے کہ غرض نفانی نے تمام پوپ صاحبان کو ایسا اندھا بنا رکھا ہے کہ خداوند کی رضا کے عین برخلاف ان کی رضا ہو رہی ہے چنانچہ خداوند تو فرماتا ہے کہ میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں گو میری پاک اجازت یا حکم بدون کوئی شے ظہور نہیں پا سکتی مگر پوپ کہتے ہے کہ ہاں ہے اس دنیا کی بادشاہت بھی اسی کی ہے تا کہ ان کو جانشینی خداوند کا حصہ ملے۔ پر خداوند تو فرماتا ہے کہ میرا جانا ہی پہلا ہے تا کہ روح قدس بجاے میرے کام کرے وہ کہتا ہیں کہ روح قدس نہیں بلکہ ہم بجائے خداوند کے راج کرے گے۔ اور ایسے ایسے غرض آلودہ شرحات پر طرہ دعویٰ لم یزلی شرح کا بھی اپنے سر پر لگائے ہوئے ہیں بلا ثبوت الہام یا مادہ عقل زائید از عام بتائید خود۔ اتفاق باہمی بھی وہی خوبی بہرا ہے جو بازادگی ذبلا جبر ہو اور نہ ایسا کچھ جیسا پوپی اور محمد یوں کا ہے کہ جو نہ مانے وہ مارا جائے۔ زمانہ سلف میں بادشاہ اور حکومتیں والدین کلیسیا اس واسطے قرار دی گئی تھی کہ شریعت رسماتی کی حفاظت ان کے ذمہ تھی مگر جب صاحب نشان ان رسمیات کا مسیح خداوند ظاہر ہو گیا تو اسے صاف یہ فرما دیا کہ میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں۔ کلیسیا سلف میں بھی صرف دو عہدے خدمات دینی کے ہم دیکھتے ہیں یعنی سردار کاہن و کاہن خداوند مسیح نے بھی وہی نقشہ در ذات پاک خود دو حواریان خود دکھا پولوس حواری نے بھی تیمتھیس اور طِطس کو بجائے خود بھیج کر وہی نمونہ دیا پھر نہ معلوم کہ اسقفون اور کُلسیوں ماسوا پوپ اور کار دنل اور آرچ بشپ اور دیکن اور آرچ دیکن دینی کام میں کہاں سے گھس آئے بجز نفسانیت کے جو شان و شوکت دنیاوی کو خیالات دینی پر فوق دیتے رہتے ہی نمونہ انجیلی میں بادشاہ بھی عضویت کلیسیا سے تو باہر نہیں مگر حکومت اور شان دنیا کی پوشاک

حسن بے دینے کی بجائے فروغ کس قدر بے حسن ہی کرتی ہے گو نفسیات اس شان دنیاوی کو چھوڑنا ہر گز نہیں چاہتی لیکن وہ دن چلے آتے ہیں کہ خواہ نخواہ دلوں سے خود بخود یہ نفانیت دور ہو جائے گی کیونکہ بہتر کے ظہور دلوں سے خود بخود یہ نفسیانیت دور ہو جائے گی کیونکہ بہتر کے ظہور پو ناقص ٹک نہیں سکتا۔

دفعہ ۳۷۔

خداوند نے آیندہ طلاق بدون علت زنا کی مناہی فرمادی کیونکہ کثرت مناکحت کی بھی حفاظت نسل موعود کے لیے حاجت نہ رہی تھی جو سخت دلی پیدا کرتی تھی۔ البتہ جو شخص بحجت مسیحی ہونے اپنے جوڑے کے اس کو چھوڑتا ہے وہ طرف ثانی کو بھی اپنے قید نکاحمیں نہیں رکھ سکتا اور بہت جوروں والا نو مسیحی اسقف یا قسیس ہی نہیں ہو سکتا چھوڑنا کسی اس کو ضرور نہیں مطلقہ ناجائز کے ساتھ نکاح ثانی بھی ناجائز ہے۔

دفعہ ۳۸۔

نہ بچوں کو علی العموم خداوند شبہ بہ ورثا خدا کی بادشاہت کے فرماتا ہے تا کہ ثابت ہو کہ مقبولیت منحصر بر قبولیت خداوند کے نہیں بلکہ نارد کرنا خداوند کا اس معاملہ میں کافی امر ہے۔

دفعہ ۳۹۔

خداوند نے ایک ریاکار خود فریب جو انکو قایل الوہیت خداوند یہ کا نہ تھا اول تو فرمایا کہ تو مجھے اچھا کیوں کہتا ہے جبکہ اچھا بجز خدا کے کوئی نہیں دوسرے فرمایا کہ اگر تو نجات چاہتا ہے دولت دنیا کا پیار چھوڑ اور میرے پیچھے ہو لے کیونکہ دولت اور خدا کو اکٹھا پیار کوئی نہیں کر سکتا مگر وہ اونٹ پن اپنا چھوڑتے نہیں خدا کو اکٹھا پیار کوئی نہیں کر سکتا مگر وہ اونٹ پن اپنا چھوڑتے نہیں چاہتا تھا لہذا اس سوئی کے ناکے سے اسے نکالنا محال ہو گیا اس لیے دولت کو پیار کرتا تھا۔

دفعہ ۴۰۔

خداوند نے مزدوروں کی مثالیں آخیر تائب تک صلہ نجات کا وعدہ بخشا ایسا کہ ظرف چھوٹا ہو یا بڑا خوشی ابدی سے بلب کیا جائے گا۔

دفعہ ۴۱۔ خداوند نے یروشلیم سے اپنے انتقام کی خبر دی ہے کہ وہ دن ایسے عنقریب ہیں کہ ہمعصروں کا طبقہ بغیر دیکھنے اس کے اٹھ نہ جائے گا اور اس روز باقی رہا ہوا فروغ بھی سورج اور چاند اور ستاروں یعنی نامداروں بنی اسرائیل کا دور جاتا رہے گا اور یہ معاملہ تغیر قیامت کا سا ہو گا کہ جس میں ان کا طبقہ الٹ جائے گا کہ کوئی ملک اور جہتی بندی انکی نہ رہیگی۔ خداوند فرماتا ہے کہ میں بادلوں پر آئے گا یعنی دل انسانوں کے وسیلے اور دانیال کے ستر ہفتہ کی نبوتوں کا ضمیمہ یاد دلاتا ہے بایں مراد کہ یہ انتقام بوسیلہ لشکر غیر قوم کے ان سے لیا جائے گا قتل مسیح کے واسطے اور فرماتا ہے کہ سچی

مسیح کو تو انہوں نے قتل کرایا ہے اب جھوٹے مسیح آئے گے اور انہی کے ہاتھ سے جن کے ہاتھ سے انہوں نے سچے مسیح کو قتل کرایا ہے۔ وہ انکو قتل کرادے گے۔ چنانچہ یہ جھوٹھے مسیح شمعون اور یوحنا تھے جنکا ذکر یوسیفس یہودی مورخ نے کیا کہ جنہوں نے یہودیوں یا بنی اسرائیل کو وعدہ خلاصی از حکومت رومیان کے دیا اور جن کی باتیں لگن دلی کے سبب معجزہ ہو کر ان کو لگیں۔ خداوند اس روز کی سختی ایسی بیان فرماتا ہے کہ نظیر ندارد یعنی درجہ رغائت کی۔ یوسیفس لکھتا ہے کہ تلوار نے اتنے نہ مارے تھے جتنے بھوک نے مار ڈالے کہ ماؤں نے بچے بھون کھائے اور جو بچے سو ااس وقت میں پڑے کہ کثرت کے سبب غلامی میں بھی انکو کوئی نہیں خرید تا تھا۔ خداوند اپنوں کی بابت فرماتا ہے کہ میں اپنے فرشتے بھیج کر ان کو نکال لوں گا۔ چنانچہ یہ فرشتے رومی لشکر تھے اور جدھر جدھر جدھر عقب یہودیوں کے یہ جاتے تھے۔ یہودی مسیحوں کو اپنے درمیان سے دھکے دے کر نکال دیتے تھے بایں خیال کہ وہ رومیوں کو آخیر مغلوب کر لے گے اور نہ ہو کہ مسیح اس فتح میں حصہ پالیں یوں جو مقرر ہوا تھا پورا ہوا اور شیاطین نے فرشتوں کا کام کیا۔ قیامت مسیح سے ۳۶ سال بعد یہ واقع پورا ہوا اور ہمعصر مسیح نے یہ معاملہ بچشم خود (اپنی آنکھوں سے) دیکھا جیسا کہ حکم تھا کہ یہ طبقہ بغیر دیکھے اس کُل ماجرہ کے اُٹھ نہ جائے گا۔

دفعہ ۴۲۔

خداوند نے ایک توڑے والی عقل کو ہدایت فرمائی کہ تھوڑی عقل کو کالعدم (معدوم ،ناپید، گویا کہ ہے ہی نہیں) سمجھ کو بیکار نہ چھوڑے، بلکہ اس سے کم از کم اسری (رائی) کا بیوپار کر کے ایسوں کی اسری پڑھ کر جو حساب سمجھاتے رہیں اور نہ یہ کہ بقالب (انسانی جسم) بزرگان ٹھگ یا فریب خوردہ خود ہی ہوں۔

دفعہ ۴۳۔

لوقا کے باب ۱۴ میں نادانستگی کے خطا سے مراد ارد تاًنادانستگی سے ہے اور کم زیادہ سزا باعتبار پیانہ فرمائی ہے اور نہ نسبت زمانہ جو اصغر و اکبر گناہ کی سزا یکساں دائم (ہمیشہ، قائم) ہے۔ اکثراوقات کلام الٰہی میں مبالغہ مجاز بھی استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ہیچ(نکمّا) بمعنی ہیچ وار اور غائیت (مطلب، انجام) بمعنی کثرت بہت ہے مقامات سے ظاہر ہوتا ہے ایسی ہی یہ نادانستگی در خبر د ہے اور نہ در کل۔

دفعہ ۴۴۔

خداوند غیروں کو بھی دیو (بدروح) نکالنے سے منع نہیں کرتا جب تک وہ ساحران (جادوگر) مصر کی مانند شیطنت ہی کے گھر میں خلل انداز ہیں ۔ مگر جب تعلیم اُن کی مضر (نقصان دہ) مشیت (خواہش، ارادہ) ہونی چاہتی ہے تو الماس جادوگر کی طرح روک دی جاتی۔

دفعہ ۴۵۔

لوقا کی انجیل میں جو خداوند نے فرمایا تھا کہ اُس کے شاگرد آئندہ کے لئے تلوار خرید لیں اس سے مراد حفاظت معجزئ (معجزہ کی تانیث) سے نکل کر حفاظت خود اختیاری سیکھنے کی ہے۔

دفعہ ۴۶۔

خداوند نس (رگ) پھل انجیر کے سکھانے میں دکھ کسی کو نہیں دیتا، مگر نس پہلی کا نتیجہ سب کو جتاتا ہے کہ ہمیں سو ختنی بنایا جائے گا۔

دفعہ ۴۷۔

خداوند نے جو ایک اپنے ہم صلیب کو فرمایا کہ "آج میرے ساتھ فردوس میں ہو گا" اس فردوس سے فردوسیوں کے عالم ارواح مراد ہے کیونکہ اصل جنت و جہنم جاوقت بعد حشر نشر مقرر ہوا ہے۔

دفعہ ۴۸۔

یحییٰ نے جو کہا کہ میں وہ نبی یہی نہیں وہ سے مراد ایک خیالی نبی یہودیوں کا ہے، کہ جس کو نبوت مسیح میں دُکھ اُٹھانے یوالا سلطنت کرنے والے سے علیحدہ سُوچتے تھے۔ یحییٰ نے اُنکی غلطی کی اصلاح ضرور نہ جانے مگر اُنکے سوال کا جواب صرف دیدیا۔

دفعہ ۴۹۔

یر دن میں یحییٰ بپتسمہ اس لئے نہیں دیتا تھا کہ غوطہ ضروری امر ہے۔ جب کہ یہی یحییٰ نبوت کرتا ہے کہ مسیح خداوند آگ سے بپتسمہ دے گا اور وہ آگ کا بپتسمہ بروز پنتی کوست صرف پیشانیوں پر دیا گیا تھا اور نہ کُل بدن پر۔ یہ بھی غلط ہے بپتسمہ وہی پاسکتا جو ایمان لانے کے قابل ہو، جب کہ کلسیوں کے باب (۲) میں صاف لکھا ہے، کہ بپتسمہ بجائے ختنہ رکھا گیا ہے۔ بدلے میں نفس کے سر کاٹ ڈالنی کی نفسانیت کو دھوڈالنا کر کے اور ختنہ آٹھ دن کے بچہ کے بھی ہوتی تھی۔ عشا بجائے فسح کے ہے اور فسح وہی کھا سکتا تھا جو خود کمر بستہ ہو کر بدون (علاوہ ازیں) مدد غیر کے ملک (حق) آزادگی کو جانے پر تیار ہو۔ لہٰذا عشا بچوں کو نہیں دے سکتے مگر بپتسمہ دے سکتے ہیں۔ بچوں کا بپتسمہ جب وہ بڑے ہو جائیں کا نفرمیش (استحکام) بھی ضرور چاہتا ہے کیونکہ بچپن کا بپتسمہ بجائے اسم نویسی سپاہی زادوں ہی کے ہے کہ لایق کار ہونے تک غذا روح ان سے محروم نہ کئے جائیں اور جب لایق جنگ ہو جائیں۔ تب اُن سے خود اپنا اقرار ضرور ہے، تب ہی وہ مستقیم متصور (سوچا ہوا) ہوتے ہیں اور جس لڑکے کے ماں باپ یا بڑا بھائی یا کوئی اور قریبی پیش کرنے والا بپتسمہ کے لئے نہ ہو۔ اُس کے لئے کوئی ماں یا باپ جو اس میں خوشی مناتا ہو دینی بھی ضرور ہے۔ سوائے بپتسمہ اور عشا کے انجیل میں کوئی ساکرامنٹ (پاک رسوم) نہیں یعنی ایسی بات جو پُرانے نشانوں کو نشان رکھا گیا ہو۔ بیاہ ساکرامنٹ نہیں کہ جس کا کرنا اور نہ کرنا اختیاری امر ہے، مگر دنیاوی عہد بھی یہ محض نہیں کیونکہ اس عہد میں خدا کو ہر دو فریق ضامن دیتے ہیں اور خاص برکتوں کا وعدہ پاتے۔

دفعہ ۵۰۔

یوحنا کے باب (۸) میں جو مقدمہ زانیہ کو بعض الحاقی (شامل ہونا) سمجھتے ہیں۔اصول تو اُس کا موافقِ انجیل کے ہے کہ مارنے سے بچانا افضل ہے اور نسب (نسل سلسلہِ خاندان) کی حفاظت بھی اب ضرور نہ تھی۔

دفعہ ۵۱۔

خداوند نے ایک اندھے مادرزاد (پیدائشی اندھا) کو چنگا کر کے فرمایا کہ اندھا ہونا اُس کا کسی کے گناہ کے سبب نہ تھا یہاں سے یہ تعلیم نکلتی ہے کہ خداوند اپنے خوبی اور جلال بہت سے ایسے امور میں دکھلا سکتا ہے جن میں دینا کے نادان سزا کا خیال کر لیتے ہیں۔

دفعہ ۵۲۔

خداوند نے جو فرمایا کہ یہ میرا نیا حکم ہے کہ خدا کے لوگوں کو اور لوگوں سے زیادہ پیار کرو یہ اخلاق میں بہت سا مٹ گیا تھا۔اس لئے نیا کہلاتا ہے ورنہ دراصل اخلاقی ہی ہے۔

دفعہ ۵۳۔

خداوند نے اصول دعا دین و دنیا کی حاجات رفع کرنے والی مختصر میں سکھلادی اور کہا کہ آیندہ دعا کو بوسیلہ میرے مانگا کرو کیونکہ اور انتظار آمد خداوندی باقی نہ رہا تھا اور بدون (علاوہ ازیں) وسیلے خداوند کے وسیلہ قبولیت اور کوئی بھی نہ تھا۔

دفعہ ۵۴۔

خداوند نے حواریوں اور شاگردوں خاص اپنوں کو فرمایا کہ یروشلم سے باہر نہ جانا تم پر روح القدس نازل ہو گا جو اور کُچھ نہ کہے گا، مگر میری باتیں تم کو یاد دلائے گا۔وہ تم میں اب بھی ہے مگر دنیا اُسے دیکھ نہیں سکتی اور تم اُسے دیکھو گے یہ پنتی کوست کی خبر ہے۔

خاتمہ فصل اوّل

اُن امور کا شرح (تفسیر) کرنا ہم نے ضروری نہیں سمجھا جو درخود صاف تھے اور نہ تکمیل اُن نبوتوں کی بھی جو محض خداوند کے تولد و جائے تولد حال قال وغیرہ سے علاقہ رکھتی ہیں۔مرکوز کتاب ہذا کا اندرونہ بائبل کو دکھلانا ہے اور نہ اُس سمندر کو طے کرنا جس کی بابت یوحنا مقدس واجباً کہتا ہے کہ اُس کے کاموں کی تفصیل دفتر دنیا بھی نہیں سما سکتی۔اس لئے خدائے بے حد کے کام بھی بے شمار ہیں۔

فصل دوئم

در خلاصہ وشرح اعمال

دفعہ ۵۵۔

پہلا عمل حواریوں کا بذریعہ قرعہ اندازی مِتیاس کی بجائے یہوداسکریوتی مردود (لعنتی، نکمّا) کے چننے کا تھا اور از اں (سا، سے) جاکہ یہ عمل اُن کا قبل از نزول روح القدس کے تھا اور کہیں اُس نے منظوری الہٰی حاصل نہیں کی اور فی الحقیقت خداوند نے یہ عہد پولوس کو بخشا تھا۔ لہٰذا یہ عمل کو نیک نیتی سے ہوا مگر دراصل غلط تھا۔ کیونکہ خداوند نے حد قوم اور غیر قومیت کو آپ توڑ ڈالا تھا۔ پس تیرہویں (۱۳) حواری کی ضرورت کُچھ نہ تھی اور بارہواں خداوند نے خود ہی مقرر فرمادیا۔ بارہ کا عدد چار سمت دنیا میں تثلیث کو کامل کرتا ہے اور اس لئے یہ عدد متبرک فرمایا گیا ہے۔

دفعہ ۵۶۔

پنتیکوست کے دن علم زبانوں کا اس لئے بخشا گیا تھا کہ ہر زبان میں دعوت دین مسیحی کی دی جانے اور قید قوم غیر قومیت کی دور ہوجائے اور پہلے کے آفتاب و مہتاب اور ستارے یعنی نمودار عہدے کلیسیا کے مدھم فرمائے جائیں، کیونکہ پو پھٹ آئے اور دورہ آفتاب صداقت کا شروع ہو گیا ۔سواب تصویر سے کُچھ کام نہ رہا، کیونکہ صاحب تصویر ظاہر ہو گیا۔ پطرس حواری کے وعظ پر آج کے دن ہزار ہا یہودی مسیح ہو گئے تھے اور کرنیلیس کا خاندان غیر قوموں میں سے بھی پہلے پہل پطرس کے وسیلے مسیحی ہوا تھا۔ سو بعض اُس کو بھی کھولنا اور باندھنا پطرس کا تصور کرتے ہیں پہلے کلیسیا میں بھی غیر قوم کو دخل بخشا گیا تھا اور خداوند مسیح نے ایک صوبہ دار رومی کے ایمان کی بھی تعریف فرمائی تھی جس کے بیٹے اُس نے با ت سے اچھا کیا تھا۔

دفعہ ۵۷۔

پطرس کی ایک کمزوری کو پولوس اصلاح دیتا ہے تاکہ ظاہر ہو کہ کلام الہٰی سے سوا کسی کا عمل پیمانہ نہ بنایا جائے۔

دفعہ ۵۸۔

مسیحی ہونے پر بہر حال یہ لازم نہیں آتا کہ اُسکا مال متاع عامہ بجائے کیونکہ ایسا حکم کہیں نہیں مگر تقاضائے وقت اس نمونہ کا بلاشک متقاضی ہو سکتاہے جو زمانہ حواریوں میں پیش ہوا۔

باقی

اس کتاب میں اعمال ِ حواریاں کاذکر ہے کہ کیا کیااُنہوں نے کیا، تاکہ ہم سیکھیں کہ خداوند کے لوگوں کو جنگ دینی میں کیسا سرگرم ہوناچاہئے۔

فصل سوئم

درخلاصہ وشرح خطوط پولوس مقدس بکلیسیائے

روم ، کرنتھس ، گلتیہ ،اِفسِس ، فلپی ، کلسےاورتھسلینکے

تمہید

یہ سات کلیسیاعنوان کے بمقابلہ سات کلیسیا مکاشفات کے چنے گئی ہیں تاکہ عدد کمال کا ہر دو میں مساوی نظر آئے۔ کلیسیا ہر دو گروہ یعنی یہودی یا بنی اسرائیل اور ماسوا قوموں میں سات سات ہی بروقت ان خطابوں کے نہ تھے، بلکہ بہت زیادہ اُن سے تھے مگر عدد سات میں کمال اور کُل آجاتا ہے۔اس لئے سات کے عدد پر اکتفا کیا گیاہے۔ باقی خطوط پولوس حواری کے اشخاص مخصوص کے نام پر ہیں یا عام بنام عبرانیوں لہٰذا وہ مقتبس(اقتباس کیا گیا) سے کُچھ علاقہ نہیں رکھتے۔

خلاصہ تعلیمات خطِ رومیوں

دفعہ ۵۹۔

رومیوں کے خط میں تعلیمات ذیل میں یعنی۔

(۱)۔ایمان بر کفارہ مسیح سے نجات ہے اور نہ اعمال شریعتی سے۔

(۲)۔ناپاکی اعمال سے جب کہ کفارہ مقدس بچانے آیا ہے تو پھر اسی ناپاکی میں جانے کی اجازت کیوں کر دے سکتا ہے ؟

(۳)۔نجات مسیحی ایسی ہی عامہ (سب لوگوں سے منسوب) ہے کہ جیسی تاثیر گناہ آدم کی بنی آدم پر عامہ ہے، کہ ہر ایک بنی آدم کا امتحان گناہ آدم کے سبب سخت تر ہو گیا ہے۔تاہم فضل بڑھ کر ہے اس لئے کہ گناہ آدم نے تو امتحان ہی بنی آدم کا سخت تر کر دیا تھا۔مگر فضل مسیحی نے نجات عقبیٰ (عاقبت، آخرت) کی راہ سب گناہ گاروں کے واسطے کھول دی جو دیدہ و دانستہ اس کو رد نہیں کرتے۔آدم کا اثر خداوند مسیح نے اس لئے دور نہیں فرمایا کہ وہ ایک فانی امر تھا اور خداوند مسیح بقا کی خوبی کے لئے آیا تھا سو یہ ہر دو کا کام متضادہ نہ تھا کہ ایک کے ہوتے دوسرا نہ رہ سکے۔

(۴)۔خداوند نے ظرفِ عزت اور بے عزتی کی تو ایک ہی لوندے سے بنی آدم میں بنائے مگر توڑ ڈالنے کے واسطے کوئی برتن نہیں بنایا۔یعنی تقدیرِ ارادی کی مطابق خوبی کا حصّہ تو کم و بیش ملا ہے۔مگر ناانصافی کسی سے نہیں ہوئی خوبی کسی کا حق نہیں،ورنہ خوبی بھی وہ نہیں رہ سکتی بے عزتی سے یہاں مراد کمینہ (پیچ ذات) عہدہ سے ہے۔جیسے سر کی بہ نسبت پاؤں کا عہدہ ہے یا کھانے کی برتن کی بہ نسبت پاخانہ کا برتن ہے اور نہ دکھ ذلت سے۔

(۵)۔شرارت بھی فرعون کی بجز؟ حکمت جلال افزونی خداوند کی اجازت نہ پائی تھی اسی طرح بدی کی اجازت بھی جلال الٰہی کے واسطے ہے جیسے نیکی کا حکم۔

(۶)۔وسائل پہچانی کلام الٰہی کی انسانوں کو بہر حال موقوف بر انسان نہیں رکھی گئی۔بلکہ یہ کام خاص روح الٰہی کا ہے۔

(۷)۔بادشاہوں کی نیک نیتی سے اطاعت کرو کیونکہ وہ نیکی کی جزا اور بدی کی سزا کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔

خلاصہ تعلیمات خطوط کرنتھیوں

دفعہ ۶۰۔

خطوط کرنتھیوں میں تعلیمات ذیل ہیں یعنی۔

(۱)۔ مسیحی ہو کر پولوس اور اپلوس کے نہ کہلاؤ یعنی تفریق نہ ڈالو۔

(۲)۔ کلیسیا کو گھاس پھوس سے تعمیر نہ کرو کیونکہ ہر ایک کے کام کو آگ امتحان کی آزمائے گی اور جس معمار کا کام قائم نہ رہے گا۔ شرمندگی اُٹھا کر بچے گا۔ یہ نصیحت خادم و بنیان کے لئے ہے کہ بدون صادق کے کسی کو شریک کلیسیا الٰہی کا نہ کریں۔

(۳)۔ زانی اور متوالے اپنے مذہب سے ملت نہ رکھو جب تک وہ درستی پر نہ آئیں، کیونکہ وہ تمہارے دین پاک کی عار (شرم، لاج) میں۔

(۴)۔ وقت کا تقاضا دیکھ کر شادی کرو کہ جسم کا دکھ نہ بڑھالو۔ لیکن ہوئی شادی کو از جانب خود نہ چھوڑو ہاں فریق ثانی اگر تمہارے ایمان کے سبب نہیں چھوڑدے تو تم بھی آزاد ہو۔

(۵)۔ کمزوروں کی رعایت ساتھ نثار معیشت جائز تک کرو مگر گناہ کرنے میں نہیں۔

(۶)۔ نمودار ہونے کے لئے رواجوں کو نہ بدلو جیسے مرد کو سر ڈھانپنا اور عورت کو کھولنا جب دینی مجلس میں جمع ہوں۔

(۷)۔ عشاء ربانی کو شکم سیری (پیٹ بھرنے) کی بات نہ سمجھو بلکہ روح کی سیری سمجھو۔

(۸)۔ نہ سب حواری ہیں نہ سب نبی اور نہ سب معلم مگر عضو یک دگر سبب میں اور مسیح سب کا سر ہے۔

(۹)۔ قیامت دانہ غلہ کی مانند مر کر جی اُٹھنا ہے (کوئلے کی مانند) بے عزتی میں دفن ہوتا ہے (ہیرے کی مانند) عزت میں اُٹھتا ہے یا برخلاف اس کے جیسے اس کے اعمال ہوں۔

(۱۰)۔ پولوس اپنے الہام کی ذلت روانہ رکھ کر دعوے کرتا ہے کہ وہ کسی حواری سے کم نہیں۔

خلاصہ خط گلتیوں

دفعہ ٦١۔

شریعت رسوماتی مسیح کی رہنما تھی جو بچوں کو بخشی گئی تھی۔ لہٰذا بعد ظہور مسیح اُس کی قید ناجائز ہے۔

خلاصہ خط افسیوں

دفعہ ٦٢۔

فانی خطاب اسرائیلی ہونے کا فخر نہ کر وایمان مسیحی بدون (علاوہ ازیں) نجات نہیں۔

خلاصہ خط فلپیوں

دفعہ ٦٣۔

خواہش نیکی کی تم کرو اور توفیق اُس کی خدا نے ملتی ہے۔ تمہاری خواہش بدون خدا توفیق نہ دے گا اور بدون خدا کی توفیق کے تم نیکی نہ کر سکو گے۔

خلاصہ خط کلسیوں

دفعہ ٦٤۔

بپتسمہ مبادلہ ختنہ کا ہے اور عید اور نئے چاند اور ہر قسم کی سب سایہ وجود خداوند مسیح کے ہیں۔

خلاصہ خط تھسلینکیوں

دفعہ ۶۵۔

خبر دار ہو جاؤ ہلاکت کا فرزند آتا ہے جو اپنی آپ کو جانشین خداوند قرار دے گا اور پاک روایات کے بر خلاف اپنے غرض آلودہ روایات گھڑے گا اور تاریکی کے فرزندوں کے لئے سحر کلام ہو گا (دیکھوم کاشفات کا باب ۱۲ وغیرہ)۔

فصل چہارم

در شرح و خلاصہ

خطوط بہ تیمتھیس و طِطس و فلیمون از پولوس مقدس

دفعہ ۶۶۔

تیمتھیس اور طِطس کو ہدایات ہو تیں ہیں کہ قسیس (دین انصاریٰ کا عالم) اور ڈیکن ایسے شخصوں کو بنادیں جو علم و عمل اور حال و قال سے مخالف کا مُنہ بند کر سکیں۔ دو جوروں والوں میں سے نہ ہوں۔ یعنی جس قدر سبکدوش (بری الذمہ، آزاد) ہوں بہتر ہے۔ عمر رسیدہ ہوں اور پہلے سے عزت دار تاکہ یہ عہدہ امتحان غرور اور عزت دنیاوی کا نہ بن جائے۔ تاہم جو شخص خدمت دینی کا عہدہ چاہتا ہے وہ مضاعف (دوگنا، دوچند) عزت پانے کے لائق ہے۔ جب وہ اس عہدے پر مامور ہو۔ اس لئے کہ یہ عہدہ درخود پدرانہ ہے، متنبہ (خبر دار، آگاہ) فرمایا جاتا ہے، کہ اخیر زمانہ میں بدعت ، پاک نکاح کے بر خلاف اُٹھے گی (یعنی بدعت پوپی) ہدایت ہوتی ہے۔ ایسی بیوہ کا بھار کلیسیا اپنے اوپر لے، جو (۶۰) برس کی عمر میں ہو اور جس نے ایک ہی شوہر اپنی عمر میں کیا ہو۔ یعنی جو کمانہ سکتی ہو اور صرف بے جا سے تنگدست نہ ہوئی ہو۔ ہدایت ہوتی ہے جن باتوں کا نجات سے کچھ علاقہ نہ ہو اُن کو خبر نجات بھی نہ پایا جائے (نجات کی باتیں صرف ذیل ہیں)۔

(۱) باپ، بیٹے اور روح القدس کو واحد خالق و مالک کل اشیا محدود کا جانو۔

(۲) نجات بدون کفارہ مسیح مظہر الہٰی در انسان یسوع محال سمجھو۔

(۳) کفارہ مسیح میں پیوند ہونے کے لئے قدرت روح القدس کی ضروری مانو اور جو اُن کی لازمی باتیں ہیں۔ باقی فائدہ مند باتیں تو بہت ہیں مگر نجات سے اُن کا علاقہ نہیں صرف روح کی تازگی اُن سے مراد ہے سو بجائے تازگی کے جھگڑے بن کر افسردگی وہ نہ بنی چاہئیں۔

دفعہ ٦٧۔

فلیمون سے درخواست محبتی ہے کہ وہ اپنے غلام کی خطائے مغروری معاف کرے۔ آزادگی کی تلاش کی اُس میں مناہی نہیں مگر فساد کے باعث ہونے کی مخالفت ہے۔

فصل پنجم

در شرح و خلاصہ خط عبرانیوں

دفعہ ٦٨۔

اس خط میں پولوس حواری رسمیات موسوی ونشانات سلف کی تعبیر مسیح اور اُس کی کلیسیا میں کرتا ہے تاکہ اصول سبق عہد جدید کا بآسانی ذہن نشین ہوجائے اور وہ قوم اور غیر قوم کا حواری ثابت ہو اور یہ ایک نہایت جلال بھرا خط ہے۔

فصل ششم

در خلاصہ و شرح خط یعقوب مقدس

دفعہ ٦٩۔

ایمان بلااعمال (عمل کے بغیر) شیطانی اور مردہ ہے۔یعنی زندہ ایمان کانشان حسنہ اعمال ہیں۔دینی مجلسوں میں دولت مندوں دینا کو سبب اُن کی دولت کے صدر نشین نہ بنایا جائے۔

فصل ہفتم

در شرح وخلاصہ خطوط پطرس مقدس

دفعہ ۷۰۔

انبیاسلف نے بھی وعظ مسیحی کیاہے۔پولوس مقدس کی باتیں حکمت الٰہی سے بھرے ہیں۔ساراالہام مرد خدا کے فائدہ کے لئے ہے۔باقی نصائح(نصیحت کی جمع)عام پدری (باپ سے ورثے میں ملی ہوئی)ان خطوں میں ہیں۔

فصل ہشتم

در شرح وخلاصہ خطوط یوحنامقدّس

دفعہ ۷۱۔

خدامحبت ہے اور خوبصورت اللہ (یعنی انسان) کوپیار نہیں کرتا اُس کا دعویٰ اللہ کے پیار کا باطل ہے۔باقی نصائح۔

خط اول کے پانچوں باب میں جو الفاظ تثلیث لکھے میں بعض اُن کو الحاقی سمجھتے ہیں بدووجہ یعنی۔

اوّل۔یہ کہ قدیم نسخوں میں نہیں ملتے۔

دوئم۔اگر قدیم انجیل میں ہوتے توبدون بحث از قدما بھی نرہتے ہماراجواب یہ ہے کہ ان الفاظوں کو چھوڑ کر بائبل میں تثلیث بھری ہے گو نفظ تثلیث کہیں نہیں لکھا چنانچہ موقعات پر ہم نے بدھی (مخالفت) نشاں کر دی ہے۔

فصل نہم

در شرح و خلاصہ خط یہوداہ مقدّس

دفعہ ۷۲۔

خبر دار فرمایا جاتا ہے کہ روح دجالی (مخالف ِ مسیح) پیدا ہوگئی ہے۔ حنوک کی نبوت زمانہ سلف (بزرگوں کا دور) کا حوالہ بہ حواری بہ سند الہام خود دیتا ہے۔

فصل دہم

در خلاصہ و شرح کتاب مکاشفات

دفعہ ۷۳۔

باب (۱) سے (۳) تک تنبیہات (آگاہی) پدرانہ ونصائح (نصیحت) نبوت امیز خداوند سات کلیسیاؤں ایشیا کو کرتا ہے کہ ہوشیار اور بیدار رہوں۔ اس لئے کہ وقت امتحان آرہا ہے۔ سات سے مراد کل ہے جیسے ہفتہ میں کام و آرام کل آجاتے ہیں۔ لہٰذا سات کلیسیا سے مراد کل ممالک کی کلیسیا ہے۔ سمرنا کے کلیسیا دس سال کی سختی بھوگ کر ہنوز قائم ہے۔ جیسا کہ نبوت میں گبن بے ایمان کے دانت کھٹے کرنے کو لکھا گیا تھا۔

دفعہ ۷۴۔

باب (۴) و (۵) میں لکھا ہے کہ تخت خداوند کے آگے (۲۴) تخت نشین نظر آئے، یعنی بارہ خاندان بنی اسرائیل کے اور بارہ حواری۔ اُٹھانے والے اُس تخت کے انسان، شیر، عقاب اور بچھڑا تھے۔ یعنی انسان بطاقت شیر و سرعت (تیزی) عقاب و ثابت قدمی بچھڑا کے اور اُن حمالوں (حمال کی جمع، بوجھ اُٹھانے والا) کے چھ چھ پر تھے۔ دو اُڑنے کے، دو تیاری در حکم ثانی کے اور دو ننگ پوشی (جسم ڈھانکنا) کے (یہ دو دو پر حزقی ایل کی نبوت سے زیادہ ہیں) پروں میں آنکھیں تھیں۔ یعنی پر گو خود نہ دیکھ سکتے تھے مگر اندھے اتفاق سے اُنکی حرکات و سکنات نہ تھی بلکہ وہ مشیت

(خواہش) خداوند کو پورا کرنے تھے۔ کبریا (خداتعالیٰ کا ایک صفاتی نام) تخت نشین کی شکل ہیرے اور لعل کی سی تھی، یعنی سفیدی صلح اور سرخی قہر کے لئے ہوئی۔ قوس مدور (گول) اُس کے تخت پر تھے۔ یعنی امان و طوفان یاد دلانے کو تخت کے آگے برہ خدا سات تاج اِن کلیسیاؤں کے سا تھ نبوت آیندہ باتوں کے کھولنے پر تھا۔ خود ہی تخت نشین تھا اور خود ہی برہ اور خود ہی ہیرا تھا اور خود ہی لعل رحم و قہر پیش کئے ہوئے کہ جس کی خو ہش ہو حاصل کرے۔

دفعہ ۷۵۔

باب ۶ سے خاتمہ کتاب تک یہ صورت ہے کہ نبوت ایک اژدہا کو دیکھاتی ہے، کہ جس کے ایک جباڑہ اور پچھلی شمولی (شمولیت) تنہ کا تو ایک سلسلہ نبوت کا ہے اور دوسرا جباڑہ اور پچھلے شمولی تنہ کا دوسرا سلسلہ غرض کہ تنہ تو اُن کا واحد ہے اور جباڑے دو ہیں۔ پھر وہ کلیسیا سے لڑتی ہے اور کلیسیا بمد شوہر خود یعنی خداوند مسیح کبریا کی اس پر فتح پاتی اور اس فتح میں نجات فتح عقبیٰ (عاقبت، آخرت) ہے۔ چنانچہ

سِلسِلہ اوّل

دفعہ ۷۶۔

باب (۶) سے (۱۱) تک یہ شکل ہے کہ مجملہ سات مہروں نبّوت کے جو پہلے توڑے گئے۔ تو اُس سے سفید گھوڑا نکل یعنی کامیابی دین مسیحی کے پھیلانے کو دوسرے توڑے تو اُس سے لال گھوڑا نکلا، یعنی کلیسیا میں خونریزی کرنے کو تیسرے توڑے گئے تو اُس سے کالا گھوڑا نکلا یعنی تاریکی اور قحط عضواں (اجسام) دینی نمودار کرنے کو، مگر اُس میں حکم ہوا کہ تیل اور مے کو ضرر پہنچے۔ یعنی عاشقان الٰہی گو تھوڑے رہ جائیں مگر نور عرفان الٰہی سے منور اور نشہ حق سے سرشار رہیں۔ چوتھے توڑے گئے تو اُس سے پھیکا (زرد) گھوڑا نکلا یعنی اُداسی اور نراسی (مایوسی) پھیلانے کو۔

یہ چار گھوڑے ویسے ہی ہیں جیسے حزقی ایل اور زکریاہ کی رویات میں انقلاب پیدا کرنے کو نمودار ہوئے تھے ان میں تفاوت (فاصلہ، دوری) صرف یہ ہے کہ ان میں سفید گھوڑا پہلے نمودار ہوتا ہے۔ جب کہ ان میں یہ آخر نمودار ہوتا تھا اور چاہئے بھی یوں ہی تھا۔ اس لئے کہ ان میں دین مسیح کا ظہور مابعد تھا اور ان میں اول ہی مرادروئت اُن گھوڑوں کی ظاہر ہے یعنی یہ کہ دن مسیحی پھیلے گا اور اس پر آگ امتحان کی بذریعہ تلوار اور بھوک کے پڑے گی اور اس تکلیف بدنی کے سبب قحط عضوں کلیسیا الٰہی کا پڑے گا۔ جس کے سبب کلیسیا میں اُداسی اور نراسی سے پھیل جائگی مگر جو بچے گا وہ نور ونشہ ٔحق میں منور اور سرشار بھی ہوگا۔ پانچوں مُہر توڑی گی ٔتو اس سے خون شہیدان کی فریاد آسمان کی طرف بلند ہوئی اور وعدہ انتقام خدا نے کیا۔ چھٹی مہر توڑی گئی تو بھونچال آئے اور اجرام سماوی (آسمان) بدل گئے۔ ساتویں مہر توڑی گئی تو آدھی گھڑی چین ہوا اور سات فرشتے نرسنگوں والے آموجود ہوئے۔ یہاں تک تواریخ کلیسیا مسیحی کا پہلا حصّہ ہے جو نبوت میں بیان ہوا۔ یعنی شروع دین مسیحی سے لے کر زمانہ قسطنطین تک یہ

تو ار یخ ہے۔ چنانچہ پہلے تو سفید گھوڑا قحط عضوان کلیسیا مسیحی (مسیحی کلیسیا بدن کی طرح ہے) اور ظلمات پھیلانے والا آیا۔ پھر پھینکا (زرد) گھوڑا ہر طرح کی بے مزگی، تلوار، قحط اور اداسی کا آیا اس پر آہ شہید ان سُنی گئی اور قسطنطین کے زمانہ میں غازیان (غازی کی جمع، فتح مند) الٰہی کو کُچھ آرام بخشا گیا۔ اس سے بعد دوسرا حصّہ تواریخ کلیسیا کا نبوّت میں شروع ہوا اور صورت جنگ بدل گئی۔ یعنی غیر قوم کے آفتاب و مہتاب اور ستارے توز لزلہ سلطنت اور زوال ان کے سے بدل گئے، مگر دوسرے اُن کی بجائے جو قالب دین میں آئے وہ بھی بے دین دراصل تھے۔ لہٰذا ان میں متفرق قسم کے آفات نمودار ہوئے۔ چنانچہ پہلے فرشتے نے نرسنگا پھونکا تو خون آلودہ اولے زمین پر گرے بمشابہ (کی مانند) اولوں مصر کے جو سرخ آگ میں لپٹے ہوئے تھے۔ دوسرے فرشتے نے پھونکا تو آگ برسی جیسے الیاس نے برسائی تھی۔ تیسرے نے پھونکا تو پانی تلخ ہو گئے جیسے پانی مارہ کے باعث کڑکڑاہٹ بنی اسرائیل کے تلخ ہو گئے تھے۔

چوتھے نے پھونکا تو آفتاب و ماہتاب اور ستارے بے فردغ ہو گئے۔ جیسے پہلے حصّہ اس تواریخ نبوتی میں اور بروقت بربادی یروشلیم بعد ظہور خدا مسیح کے ہوئے تھے۔

خلاصہ ان چار آفت کا یہ ہے کہ بعد ظہور قسطنطین کی مخالفت غیر قوم نے کی تو دور ہو گئی تھی مگر بجائے اُس کے بدعات بے دینی کلیسیا میں گھس آ ئی کیونکہ طنطنہ قسطنطین کو دیکھ کر شان و شوکت پرست دنیا کے دین میں گھس آئی اور ان میں غضب دار جلن جھگڑے پیدا ہوئے اور استخیر کٹ ٹھپ کر مٹ گئے یہ تھے وہ خون ا لودہ اولے جلن اور حسد کے جو نام کے مسیحیوں اور اصل کے فرعونیوں پر پڑے جو اُن کے اعمالوں کے سبب یخ (برف، بہت ٹھنڈا) میں آگ لگا رہے تھے اور یہ تھے۔ وہ آتش غضب و غصہ کے جو باہم اُن کے دستے کے دستے غارت کر رہے تھے اور یہ تھے وہ تلخ کامی (ناپسندیدہ کام) جو بگڑے ہوئے اسرائیلیوں نے باہم حسد اور کینہ کے پیدا کر رکھے تھے۔ حتٰی کہ اُن کے نمودار سردار مارے گئے۔ مگر انہوں نے ہنوز اپنی بدیوں سے توبہ نہ کی اور اس لئے کہ یہ آفات تشبیہی تھی اور سخت سروں (سرکش) میں نہ سمائی۔ لہٰذا بدترین آفات کو اجازت ہوئی کہ اُن کی تادیب و تلقین کریں۔ چنانچہ دوسرا حصّہ بھی مطابق پہلے حصّہ کے ہے یعنی تین سو برس کے قریب اور تواریخ کلیسیا اس حصے کے واسطے بھی دیکھی جائے کہ کیا ٹھیک ٹھیک درست آتی ہے۔ غرض کہ ہر دو حصّے قریب تین تین سو برس کے ہیں۔ یعنی ایک تو زمانہ مسیح سے قسطنطین تک اور دوسرا قسطنطین سے ساتویں صدی کے شروع تک ہر دور صحیح صحیح پورے ہوتے ہیں آگے اس سے اسی سلسلہ کا تیسرا حصّہ خوفناک آتا ہے۔

دفعہ ۷۹۔

جب پانچویں فرشتے نے نرسنگا پھونکا تو اس میں سے بڑے افسوسوں کا پہلا افسوس اس طرح پیدا ہو کہ آسمان سے ایک ستارہ گرا جس کو قعر اسفل (نہایت نچلی گہرائی) السافلین (کمینہ) کی کنجی دی گئی تھی۔ جس کے کھولنے پر بڑے بھٹے کا سا دھواں نکلا جس سے ریح (ہوا، باد) اور آفتاب منغض (گدلا) ہو گئے۔ پھر اُس دھویں سے ٹڈیاں نکلیں جن کے دانت ببر کیسے تھے اور بال عورتوں کے سے اور سروں پر سنہری تاج تھے اور بدن پر لوہے کی بکتر اور دموں میں بچھوؤں کے سے ڈنگ تھے اور جن کے پروں کی آواز ایسی تھی۔ جیسے جنگی گھوڑے گاڑیوں کی ہوتی ہے۔ اُن ٹڈیوں

کو اجازت ہوئی کہ اُن کو ہلاک کریں جن کے ماتھے پر خدا کی مُہر نہیں۔ لیکن درختوں اور گھاس کو ہلاک نہ کریں مگر اذیت دیں۔ ان دنوں لوگ موت کو ڈھونڈیں گے مگر موت ان سے بھاگے گی اُن ٹڈیوں کا ایک بادشاہ تھا ہلا کو نام (یہ نام دوزبانوں میں تبدیل ہے یعنی عبرانی اور یونانی میں) پانچ ماہ اِس ٹڈی کی عمر کے ہوں گے (یہ عمر بھی دو دفعہ بتلائی گئی ہے۔)

اب سلسلہ تواریخ نبوت کا اس آفت کو زمانہ بنی عرب میں صاف صاف لے ڈالتا ہے یعنی ساتویں صدی میں اور جائے تناسل (افزائش نسل) ٹڈی بادیہ (صحرا) عرب معروف ہے۔ چنانچہ شامی لوگ ٹڈی کو عرب بھی اس لئے کہتے ہیں یعنی بلائے عرب خروج کے باب (۱۰) میں موسیٰ نے جو مصر پر ٹڈی منگائی تھی سو بھی شرق (مشرق) سے منگائی تھی۔ یعنی عرب سے اور سورۃ قصاص کی آیت ۴۴ میں جو لکھا ہے کہ موسیٰ غرب (مغرب) میں تھا۔ جب اُس کو پیغام پہنچا تو اس سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ عرب کو شرقی ملک عام کہتے تھے۔ حلیہ ان ٹڈیوں کا نیز (اور ابھی) عرب سے ملتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ بال اُن کے عورتوں کے سے تھے، کیونکہ وہ بلوچوں اور لومڑیوں اپنے ہمسایوں کا سا سارا سر رکھتے تھے اور سورۃ قارعہ کی آیت ۱۵ و ۱۶ میں جو لکھا ہے کہ ہم مخالفوں کو کھینچیں گے ان کی چوٹی سے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کی سی چوٹی عرب لوگوں کے سروں پر ضرور ہوتی تھی (لفظ ناصیہ کا ترجمہ مولوی عبد القادر نے چوٹی درست کیا ہے کیونکہ پیشانی میں کوئی جائے گرفت کی بھی نہیں ہوتی) اور سورۃ فتح میں جو لکھا ہے کہ مومنین مکہ میں خوش ہونگے بال منڈواتے اور کترواتے ہوئے تو اس سے بھی کچھ ایما (اشارہ) ایسی نکلتی ہے کہ مکہ بالو ں کی بھیٹ (نذرانہ) اتارنے کی جگہ تھی جیسے ہند میں بھی بعض خانقاہیں (درویشوں اور مشائخ کے رہنے کی جگہ) اسی امر کے واسطے مخصوص ہیں۔ دانت ببر کے سے سورہ العمران الفاظ واغلاط (خطا) علیم میں دیکھی جائیں۔ جن میں لکھا ہے کہ منکروں پر تندخوی (بدمزاجی) کر۔ سروں پر سنہری تاج اشارہ بطرف ابریشمی لنگیوں کے بھی ہو سکتا ہے۔ جو سونے کی طرح چمکتی ہیں اور جس ریشم اور سونے کے اہلعرب ایسے شائق تھے کہ:

أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا

ترجمہ: بہشت میں بھی سونے کی کنگن اور ابریشمی پوشاک کا اُنہیں وعدہ ملا ہے ماسوا شراب وکباب حور (بہشت کی خوبصورت عورت) وغلمان (بہشت کے خوبصورت لڑکے) کے (سورہ کیف آیت (۳۰)۔ میں ذکر وعدہ سونے کے کنگنوں اور ریشمی پوشاک کا ہے۔

ویسا ہی سورہ حج کی آیت (۲۳)

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ

جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے خدا ان کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں بہہ رہیں ہیں۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور موتی۔ اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہو گا۔

سورہ صافات آیت (۴۲)

عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ

ترجمہ: بہشت میں شراب مزید ارااور عورتیں بڑی آنکھوں والیاں انڈوں کی مانند خوبصورت کا ذکر ہے۔

سورہ ص کی آیت (۵۲) یعنی بہشت کی عورتوں کی عمر محفوظ کی گئی ہے)۔

وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ

ترجمہ: اور ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی (اور) ہم عمر (عورتیں) ہوں گی۔

سورہ فصلات کی آیت (۳۱) میں لکھا ہے کہ بہشت میں سب کچھ ہے جو چاہو۔

نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ

ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں)۔ اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی)۔

سورہ طور کی آیت (۲۰ تا ۲۲)

وَأَمْدَدْنَاهُم بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ

میں لکھا ہے کہ بہشتیوں کو کنواریاں بڑی آنکھوں والیاں ملیں گی اور میوؤں اور گوشت ہر قسم کی ریل پیل لگ جائے گی اور چھوکرے موتی سے بھرتی ہوں گے اور شراب کے دور چل رہے ہوں گے۔

سورہ رحمان کی آیت (۵۶و۷۰) میں لکھا ہے

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ

ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں۔

سورہ واقعات کی آیت (۱۷) تا (۳۶)

عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ وَحُورٌ عِينٌ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرُبًا أَتْرَابًا

(لعل و یاقوت وغیرہ سے) جڑے ہوئے تختوں پر آمنے سامنے تکیہ لگائے ہوئے نوجوان خدمت گزار جو ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہیں گے ان کے آس پاس پھریں گے یعنی آبخورے اور آفتابے اور صاف شراب کے گلاس لے لے کر اس سے نہ تو سر میں درد ہو گا اور نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جیسے (حفاظت سے) تہہ کئے ہوئے (آب دار) موتی یہ ان اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے وہاں نہ بیہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ ہاں ان کا کلام سلام سلام (ہو گا) اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں) ہیں (یعنی) بے خار کی بیریوں اور تہہ بہ تہہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور پانی کے جھرنوں اور میوہ ہائے کثیرہ (کے باغوں) میں جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی روکے اور اونچے اونچے فرشوں میں ہم نے ان (حوروں) کو پیدا کیا تو ان کو کنواریاں بنایا (اور شوہروں کی) پیاریاں اور ہم عمر۔

اے سلطنت ہر کہ ومہ کے سر میں بہرے تھے یہ بھی سنہری تاج سروں پر تھے کیونکہ اہل عرب کسی کی ملازمی میں نہیں لڑتے تھے۔ بلکہ شریک سلطنت ہو کر لڑکے تھے۔ دُم میں نیش عقرب (بچھو کا ڈنک) تلوار برراں آویزاں وخمیدہ تھے۔ موت کی جلن پیدا کر رہے تھے صورت گھوڑوں جنگی گھوڑا گاڑیوں کی سی پرہ (صف) ہائے لشکر سواروں میں دیکھی جاے سورہ توبہ کی آیت (۹۳ و ۹۴) میں لکھاہے، کہ جہاد سے وہی معذور ہیں جو بدن میں لاچار یابدون سواری کے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتاہے کہ لشکر عرب کل سواروں کا تھااور سورہ عادیات میں ہانپتے گھوڑوں کی قسم بھی کھائی گئی ہے۔ کرتی لوہے کی وہ سرابیل ہیں جن کی تعریف سورۃ نحل میں کی گئی ہے۔ غرض کہ سوائے زمان ومکان کے حیلہ بھی موافق ہے ۔اب بڑی بات یہ ہے کہ یہ ستارہ آسمان سے گرا کون ہے اور کیوں اُس کو آسمان سے گرا لکھاہے۔ سورہ حج میں تسلیم کیاگیاہے کہ جس نے خدا کو شریک لگایاوہ گویا آسمان سے گرااور یہ قول قرآن کا بہت درست بھی ہے مگر ظاہر ہے کہ شریک لگانادو قسم کاہے یعنی ایک تو یہ کہ ا ُس کا ثانی غیر اس کو ماننااور دوسری یہ کہ اِس کو ہو ُاہُوانہ ماننااور اپنی خواہش یاخیال کی گھڑت (ہاتھ کی کاریگری) کو بجائے اُسکے ماننا۔ مولف مکاشفات یہی دوسرے قسم کاالزام شرک کا بنی عرب پر لگاتاہے کہ اُس نے ماہئیت الٰہی میں روح القدس اور ابن کا انکار کیاہے۔ چنانچہ لکھاہے کہ اس ستارہ کو اسفل السافلین (اتھاہ گڑھا) کی کنجی دی گئی جس کو اُس نے کھولا اور اس میں سے بھٹے کا سادھواں نکلا کہ جس سے ریح وآفتاب تاریک ہوگئے اب ریح اور روح عبرانی نبی کے خیال میں ایک ہی لفظ مستعمل ہے یعنی رواخ۔ اور آفتاب ایک نام مسیح ابن اللہ کاہے چنانچہ ملاکی بنی اس کو آفتاب صداقت کہتاہے اور انجیل یوحنا باب (۱) میں اُس کو نور جہاں تاب لکھاہے۔ اب سورہ نساء کی آیت (۴۶) میں تو لکھاہے کہ خدا شریک لگانا نہیں بخشتااور سب کچھ بخشتاہے اور (۱۶۹) میں تعبیر اُس کی یوں کی گئی کہ مت مانو تثلیث مگر توحید پھر سورہ مائدہ کی آیت (۱۹) میں لکھاہے کہ جو مسیح کی الوہیت مانتاہے وہ کافر ہے اور اسی سورہ کی آیت (۷۶، ۷۷، ۸۱) میں لکھاہے کہ مسیح کی اُلوہیت اور تثلیث کو ماننا کفر ہے۔ اور نجات کے بارہ میں سورہ بقر کی آیت (۴۷) میں لکھاہے کہ قیامت میں بدلہ اور سفارش ناکارہ باتیں ہیں اور سورہ انعام کی آیت (۱۶) میں ہے، کہ نیکی کا درجہ دس گُنا ہے اور بدی کا اُتناہی جتناوہ ہو۔ غرض کہ ثابت ہوا پوری پوری طرح سے یہ امر کہ یہ ستارہ باشارہ مکاشفات کے بنی عرب ہے۔ اس لئے کہ اسی نے روح الٰہی اور آفتاب صداقت کو منغض (گدلا) کیاہے۔ دوسرا خاص نشان نبی اس کا یہ دیتاہے کہ ان دنوں لوگ موت کو ڈھو نڈھیں گے اور نہ پائیں گے اور یہ ایک بڑی تعجب کی بات ہے، کہ اُس ستارہ کا نام توہلاکو بتایا گیاہے پھر موت اُس کے دنوں میں گم ہوجائے مطلب یہ ہے کہ دل خواہ موت بھی لوگوں کو اُس کے دنوں میں نہ ملے گی۔ بھلا جن لوگوں کو جوروان اور بیٹیاں، مائیں اور بہنیں پیرواں محمدی حرم اور بد ون نکاح کے حلال سمجھیں اور دین عزیز اُن کا اُس نے بجبر چھڑایا جائے اور مال دولت سب چھین لیاجائے۔ اُن کو منہ مانگی موت کہاں سے آئے ۔ سورہ نساء میں عام محمدیوں کے واسطے ایک وقیمتیں چار منکوحہ عورات (عورت کی جمع) اور بلا تعداد لونڈیوں کی اجازت ہے۔ (بذریعہ طلاق پھر جب چاہیں اُن کو بدل بھی سکتے ہیں اور سورہ احزاب سے معلوم ہوتاہے کہ لونڈیوں کی دو قسم ہیں۔ یعنی ایک تو ملکت یمینک خاص ہیں یعنی ملکیت دست راست یعنی خرید کی لونڈیاں۔ دوسری ممّا افاک اللہ علیک یعنی جو ہاتھ لگادے تجھ کو اللہ یعنی لوٹ کی عورات ماسوا ان کے جو خرید اور لوٹ کی لونڈیاں ہیں وہ کیاہیں۔ جن کا بیاہ بولایت غیر کے ہوتاہے اور اُن کا کچھ اختیار نہیں چلتا۔ داناؤں کی نظر میں تووہ بھی لونڈیاں ہی ہیں جیسا کہ سورہ بقر کی آیت (۲۳۷) میں اس ولایت کا ذکر ہے جہاں طلاق مردوں کا اختیاری امر رکھا گیاہے۔ سوراہ العمران کی آیت ۶۱ میں لکھاہے کہ غا زیوں کو جو ان میں خوبی دنیا کی چاہے گا وہ بھی پائے گا اور جو عاقبت کی خوبی چاہے گا سو بھی ملے گی۔ یوں مزے میں جو چاہو سولو۔ سورہ ممتحنہ میں ایک آیت ہے کہ جو عورت ایمان لانے والی ہو وہ اُس کے بے ایمان شوہر کو واپس نہ کی جائے۔ مگر اُس کی قیمت دی جائے۔ سورہ العمران میں

ایک فقرہ ہے کہ غیر منکوحہ عورات تمہارے لئے جائز نہیں تاوقت یہ کہ تمہاری ملک نہ ہو جائیں۔یعنی حرم بلا فیصلہ حرام ہے۔ نبی عرب نے سورہ احزاب میں اپنے لئے تو تعداد عورات اور سلوک باعورات کچھ قید نہیں رکھی مگر سورہ نساء میں اپنے پیروں کو یہ کہا تھا کہ چار نکاح تب کرو جب سب کو برابر دیکھ سکو ورنہ عورت ایک ہی اور لونڈیاں جتنی چاہو اور پھر اسی سورہ میں یہ بھی کہہ دیا تھا کہ کہ بہت کو تم ایک نگاہ سے ہر گز نہ دیکھ سکو گے ۔مگر عابد ان پاک کب ایسی قید کو مان سکتے ہیں کہ برابر دیکھیں ورنہ ایک ہی نکاح کریں۔معبد فروسی با مید حور۔ بجز چار و ناچار (مجبوراً،زبردستی)باقی نفور(نفرت کرنا)اور سورہ بقر کی(۱۹۳)۔آیت میں لکھاہے کہ

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ جہاد تب تک ضرور ہے جب تک کُل دین اللہ محمد کا ہو جائے۔یہی حکم سورہ انفال کی آیت (۴) میں ہے اور سورہ توبہ میں لکھاہے کہ کلام سن لینے تک مخالفوں تک فرصت دی جاسکتی ہے کہ مانیں یا مریں۔سورہ فتح میں بھی لکھاہے کہ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ یعنی تم(یاتو) جنگ کرتے رہوگے یاوہ اسلام لے آئیں گے۔ایک عجوبہ یہ بھی ہے کہ جبر کے ساتھ ایمان تو مقبول ہے مگر انکار خدا جو جبر سے کرایا جاے وہ لائق غضب الٰہی کے نہیں جیسا کہ سورہ نحل کی آیت (۱۰۸) میں لکھا ہے۔غرض کہ یہ سبب تھا جو موت حسب دل خواہ نہ ملتی تھی جیسے بچھو کے ڈسے کی موت تڑپ تڑپ کر بُری ہوتی ہے۔

تیسرا بڑا عجوبہ نشان یہ دیا گیاہے کہ اس ٹڈی کو حکم نہ تھا کہ درختوں اور گھاس کو ہلاک کریں(مگر اذیت دیں یہ لکھاہے)۔بلکہ صرف اُن لوگوں کو ہلاک کریں جن کے ماتھے پر خدا کی مہر نہیں۔یہ اوصاف ہے(صفت کی جمع) کہ درخت اور گھاس سے یہاں مراد اُن لوگوں سے ہے جو مقابلہ دوسروں کی مہُر خدا کو اپنے ماتھے پر رکھتے ہیں۔یعنی یہ مہُر دار لوگ اہل کتاب میں پُرانے درخت یہودی اور نیا اور نرم سبزہ نصاریٰ ہیں۔یہ توپیچ ہے کہ سورہ بقر کی آیت (۲۰۴) میں کہنیاں (بازو) اُجاڑنے والوں کو بھی فسادی کہاہے۔مگر سورہ حشر کی آیت (۵) میں یوں لکھاہے کہ جو درخت کھجوروں کے تم نے کاٹ ڈالے وہ بحکم خدا ایک امر تھا واسطے رسوائی مخالفوں کے۔غرض کہ یہ گھاس اور درخت بھی اور ہیں اور یہ ٹڈی بھی اور کچھ۔سورہ توبہ کی آیت (۲۹) اس خبر کی پوری تکمیل کرتی ہے جس میں لکھاہے کہ جو سچا دین قبول نہ کرے اُسے مار ڈالو، مگر کتاب والے جزیہ دے کر اور ذلیل رہ کر بچ سکتے ہیں۔یعنی اہل کتاب متثنیٰ ہیں اس حکم سے کہ یا مانیں یا مریں۔کیوں اس لئے کہ خدا نے بموجب اس نبوت کے قتل اور قید سے ان کو محفوظ کر دیا تھا مگر ذلت سے نہیں۔یہ جو بعض صاحب کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ نبوت درست نہیں آتی کہ اُس نے اہل کتاب بھی بہت مارے ہیں اُن کا جواب یہ ہے کہ بموجب اس آیت سورہ توبہ کے تکلیف دینے کے واسطے نہیں مارے ملک سلطنت دنیوی کے واسطے لڑائی میں مارے ہیں۔جیسے اہل کتاب خود بھی تو آپس میں جنگ سلطنت کے واسطے لڑا کرتے ہیں لہٰذا یہ اعتراض اُن کا معقول نہیں ٹھہر سکتا۔

چوتھا نشان اس ستارے کا نام ہلاکو ہے جو عبرانی اور یونانی ہر دو زبان میں بتایا گیاہے، کہ دنیدار اور عاقل جھٹ(جلد) پہچان لیں کہ یہ کون شخص ہے۔یعنی وہی جس کی صفت ہلاک کرنا ہو اور جب تعلیم اس کی یہ ہے کہ یا اُس کی بات کو لوگ مانیں یا مریں تو اسلام وہ اپنا نام کیوں نہ رکھے بقول آنکہ (ان کے) برعکس نہ ہند نام مشک زنگے کافور۔اور کیا کبھی کوئی بُرا بھی اپنا نام بُرا رکھتاہے بجز اُس کے کہ اُس میں بھی کچھ تعریف ہو۔

پانچواں نشان اس ستارے کی عمر کا ہے جو اُس کے نام کی طرح تکرار پانچ ماہ کی بتائی گئی ہے کہ بالیقین (یقین کے ساتھ) ایسا ہی ہے کیونکہ تکرار برائے تاکید آتا ہے۔ ان پانچ مہینوں کی دو شرح کی گئی ہیں۔ یعنی ایک تو یہ کہ پانچ مہینے کے ایک سو پچاس دن سالانہ ہوتے ہیں اور جہاد محمدیوں نے ڈیرہ سو برس کے بعد نہیں کیا۔ جیسے کہ شارل میں شاہ فرانس سے شکست کھائی بعد اُس کے جو لڑائی اُنہوں نے کی ملک گیری کی توکی ہے، مگر دینی جہاد کے نہیں کی دوسرے نے معنی یہ ہیں کہ نیچر لسٹ فلاسفر ٹڈی کی عمر در کُل پانچ ماہ کی لکھتے ہیں۔ راقم کی نظر میں یہ پچھلے معنے زیادہ مطابق تشبیہی ٹڈی کے ہیں۔ گو ان میں تعین وقت خاص کا پتا نہیں۔

ازاں جا کہ بدعت محمدی ضد کثرت بتان (بت) پوپی سے نکلی ہے ناقص وکامل کثرت کو مٹا کر تو اصلی عمر بھی اس کی وہی معلوم ہوتی ہے جو اس کے چشمہ پوپی کی ہے۔ یعنی ظہور مسیحی سے لے کر (۲۳۰۰) برس تک جیسا کہ ان ہر دو کے نشان میں دانیال کے باب (۸) میں دکھایا ہے باب (۱۹و۲۰) مکاشفات میں لیلا (برہ) دوسینگا (دو سینگوں والا) روح جبر دفریب بدعت پوپی کا ہے جس کو بھی جھوٹھا نبی کہا گیا ہے اور ایک اور جھوٹھا نبی بھی ہے بلا تعریف بلفظ وہ کی اس سے اشارہ بطرف بدعت محمدی کے ہے اور حقیقت حال یہ بھی ہے کہ بجز نام وشکل ظاہری کے اصل ان ہر دو بدعات کی ایک ہی ہے۔ (الولد سّر لابیہ) کے مطابق اور ضد ان میں صرف دھوکا ہے کیونکہ ہلاکت اصل مرام (مقصد) ہر دو کا واحد ہے یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ پیرواں بدعت پوپی ومحمدی کے ساری جہنمی ہی ضرور ہیں۔ مگر یہ ہر دو بدعات قبیحہ (بُری) اور لائق پورے الزام کے ضرور ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۳ کتاب ہذا کو)۔

دفعہ ۸۰۔

چھٹے فرشتے نے پھونکا تو دوسرا افسوس بڑا والا ظاہر ہوا کہ جس میں حکم ہو کہ اُن چار فرشتوں کو جو دریائے فرات پر بندھے ہوئے ہیں کھول دو تاکہ ایک ساعت اور ایک دن اور ایک مہینے اور ایک سال تک اپنا کام کریں۔ اب ساعت بنوتی سال سالانہ دنوں کی ہوتی ہے یعنی (۳۶۰) برس کی بشر طیکہ بالمقابل ویسی ہی دوسرے سال کی نہ آئے۔ ورنہ وہ ایک سال ہی سہاوک رہ جاتی ہے۔ جیسے دن جو ساتھ صبح شام کے نبوت میں لکھا ہو یا شام یا صبح سے شروع کرئے تو (۲۶) گھنٹہ کا شمار ہوتا ہے ورنہ ایک سال کا۔ پس یہاں ساعت (معین وقت) بمعنی ایک سال کے آئی ہے، کیوں کہ دوسرا سال یہاں موجود ہے اور یوں جملہ اس ساعت ودن وماہ دسال کا (۳۹۱) سال ہوئے جو ۱۲۸۱ مسیحی سے ۱۶۷۳ مسیحی تک ترکوں نے ایشیا کو جنگ پر جنگ وجدل کیا اور غالب آئے۔

چار فرشتے اُن کو باعتبار چار ہوائی دنیا کا ٹھہرا کر بھی کہا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ مکاشفات کے باب (۲۰) میں انہیں یاجوجیوں (جوج ماجوج، مکاشفہ میں یہ علامتی طور پر دنیا کی سب بے دین اور ملحد قومیں مراد ہیں) کو چار ہوائی کہا گیا ہے اور باب (۳۸و۳۹) حزقی ایل میں گروہوں سے بے شمار اُن کو لکھا ہے۔ پھر لکھا ہے کہ سر اُن کے گھوڑوں کے شیر ببر کی مانند تھے اور اُن کے منہ سے آگ اور سنبل ور گندھک نکلتی تھی۔ یہ رویت توپ خانہ کی ہے کہ جس میں وہاتے توپوں کے گھوڑوں کے درمیان ببر کے سر جیسے دکھائی دیتے ہیں اور اُن میں سے جب وہ سر ہوتے ہیں آگ اور گندہک کا شعلہ اور سنبلی دھواں نکلتا ہے اور توپخانہ کے پہلے اُستاد ترک ہی مشہور ہوے ہیں جو چیں کی طرف سے بارود لائے تھے

دُم اُن کے گھوڑوں کی سانپ جیسی لکھی ہے یعنی اُن کا جنگ جہاد دینی کا گونہ تھا جو بچھو کی طرح خلقت کو تڑپادے مگر زہر تعصب سنے بھرا ہوا تھا جو لقت کو سلادے۔ اگر ایک ساعت اور ایک دن اور ایک مہینے اور ایک سال کے پورے عدد لئے جائیں تو (۷۵۱) ہوتے ہیں اور ۱۲۸۱ مسیحی سے اُن کو ملا یا جاے۔ تو ۲۰۳۴ء تک اُن کا قائم رہنا تصور ہوتا ہے اور بموجب باب (۸) دانیال کے در نشان دجال عمر دجال در کل (۲۳۰۰) کی ہونے والی ہے۔ تو اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خاتمہ بدعت پوپی اور محمدی کے لک بھگ ہے اُنکا بھی زوال ہونے والا ہے اور حزقی ایل اُن کا خاتمہ بڑا خوفناک آخیر زمانہ میں لکھتا ہے پس یہ تو ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ بلا رفع (چھوڑنا) کب ہو گی مگر اتنا صاف ہے، کہ بقا اُس کو نہیں اور چونکہ یہ بھی ایک ضمیمہ (وہ شے جو کسی اور شے پر بڑھا کر لگائیں) دین محمدی ہی کا ہے۔ اُسی کے پانچ ماہ کے اندر جو عمر ٹڈی کی ہے۔ یہ حشرات الارض (کیڑے مکوڑے) بھی دفع ہو جائیں گے۔ یعنی نقص ان کا رفع ہو جائے گا اور انسان سے خدا کو دشمنی نہیں۔ قتال (قتل کرنے والا) اتراک با خلیفہ بغداد کی خبر بھی محمد صاحب نے انہیں مقامات نبوت سے لی ہے جو بغداد مرکوزہ دارا سلطنت محمدی سے ہو کر قرات (پڑھنا) پر پہنچنے والے تھے اور مشہور غارت گر (لوٹ مار کرنے والا) اور خونی لوگ یہ ترک (چھوڑنا) ہیں۔ مکاشفات کے باب (۲۰) میں پھر بھی بعد صلح موعود کے کوئی غلبہ عظیم ترکان یا جوجی (جوج ماجوج کا مخفف) کا ہونے والا لکھا ہے، لیکن اُس کا علاقہ بدعت محمدی کے ساتھ کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ٹڈی کی عمر مکرر معین (طے شدہ وقت) ہو چکی ہے۔ لہٰذا پھر وہ جی نہیں سکتی۔ پس وہ غلبہ کسی اور بدعت مسیحی کا معلوم ہوتا ہے جو بعد صلح موعود کے آنے والا ہے۔ جس کو آسمانی آگ صاف کرے گی جو صرف کھوٹ کو کھالے گی اور خاص سونے کو نہیں اور بعد اُس کے حقیقی قیامت ہے۔

دفعہ ۸۱۔

اسی چھٹے فرشتے کے نرسنگے میں جس کا ذکر دفعہ (۸۰) میں ہو چکا ہے کچھ مختصر سی تواریخ آیندہ سلسلہ نبوت کی بھی بیان ہوئی ہے۔ یعنی اوّل سات گرجیں ہوئیں جو سات پیالیوں میں قہر سے بھری تھیں اور لکھا ہے کہ پھر وقت نہ ہو گا، یعنی ماقبل صلح موعود کے بدعات مخالف کا جس کو پہلے قیامت تعبیر کیا گیا ہے۔ جو جی بلا بعد صلح موعود نمود ہو گی مگر جبر اس کا بمعہ اُس کے فریب کے آگ آسمانی سے فی الفور صاف کیا جائے گا اور ضرور اُس کا مقدسوں کو نہ پہنچنے پائے گا۔ سات کا عدد کمال کا ہے جو قہر کامل کا نشان سات گرجوں میں رکھا گیا ہے۔ یہ فرشتہ جس نے قسم کھائی کہ پھر وقت نہ ہو گا بادل کو اوڑھے تھا۔ یعنی دل انسانوں میں پوشیدہ اپنی مشیت (خواہش) کے کام فرمارہا تھا اور دھنک اُس کی سر پر تھی۔ طوفان اور امان چتانے (نصیحت کرنا) کو کہ جو جس کا طالب ہو۔ آفتاب سا منور تھا یعنی خود آفتاب صداقت مسیح خداوند منور پتیل کے سے اُس کے پاؤں تھے۔ یعنی ستون ہیکل الٰہی کے بنے ہوئے تھے۔ بر و بحر (خشکی اور پانی) پر قدوم (قدم) رکھے تھا۔ یعنی مالک بر و بحر خود ہی تھا۔ اس فرشتے نے احوال گرجوں کی تحریر سے یوحنا کو برائے چندیں تامل (اتنی سوچ بچار) میں ڈالا اور ایک کتاب دی کہ اسے کھا جائے اور وہ اُس کے منہ میں میٹھی اور پیٹ میں کڑوی ہو گئی۔ اس لئے کہ اُس کتاب میں آیندہ بدعت خانگی (گھریلو) کا ذکر آتا ہے، جو خبر کی طرح تو مٹھاس در خود رکھتی تھی اور اپنے مضمون کی طرح کڑواہٹ ہے آیندہ بدعت کے ایام میں آگاہ کیا جاتا ہے کہ دو گواہ زیتون کی مانند موجود رہیں گے یعنی تیل حق سے بھری کافی گواہ کہ جس کا دیا (چراغ) بجھتا نہیں۔ (۴۲) مہینے یا (۱۲۶۰) سالانہ دن یا زمان وزمانیں و نصف زمان یا آدھے ہفتہ تک زور اس بدعت آیندہ مذکور شدنی (ہونے والی بات) کے لکھے ہیں۔ جو (۶۱۰ء) مسیحی سے شروع ہوئے جب فوکس قیصر نے بونیفس پوپ کو روناو بمر ڈی اور اٹلی کا تخت دیا اور (۱۸۷۰ء) میں

ختم ہوئی جب وکٹر عمانوئیل شاہ اٹلی نے خاتمہ حکومت پوپی کا کر دیا تھا۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ (۱۲۶۰) سال صرف اُس کے جبر ہی کے ہیں اور نہ جبر وفریب ہر دو کے کیونکہ کلام اُس کو چھنال (بے شرم ،بدکار فاحشہ عورت) پیشہ سے تشبیہ دیتا ہے، کہ جس کے اصغر اور اکبر سنے (سال) کے ایا م چھنالہ کی عمر سے ماسواہیں۔ کل عمر اس چھنال کی زمانہ ظہور خداوندی سے لے کر (۲۳۰۰) برس ہیں۔ جیسا کہ اس کے نشان میں دانیال نے اپنے باب (۸) میں دکھائی ہے اور یہوداہ مقدس اپنے خط میں واقع ہونے اس کی پیدائش کا ذکر کرتا ہے۔ چھنال اس کو اس واسطے کہا ہے کہ یہ اپنے شو ہر خداوند مسیح کے ساتھ وفادار نہیں رہی اور غیروں کو بھی اس نے اُس کے برابر کر لیا۔ اس بدعت کے ایام زور میں لکھا ہے، کہ گواہی حق موت کیسے سکتہ (ایک بیماری جس میں آدمی مردے کی مانند بے حس وحرکت ہو جاتا ہے) میں پڑ جائے گی، لیکن پھاٹک جہنم کے جنت کی راہ پر غالب کبھی نہ آنے پائیں گی۔ ان گواہوں کو نشانات موسوی اور الیاسی سے مزین (آراستہ) لکھا ہے، کہ اولے اور آگ برسا سکیں اور بارش کو چاہیں تو بند کر دیں۔ یعنی خداوند اُن کی ایسے ہی سنتا ہے جیسے موسیٰ اور الیاس کی تاکہ فرعونی بت پرست جان لیں کہ انہیں کے ہاتھوں مغلوب ہوں گے۔ یہاں تک تمہید سلسلہ دوئم کا سلسلہ اولین میں ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ تنہ (درخت کا دھڑ) ہر دو سلسلوں کا واحد ہی ہے گو جباڑے علیحدہ علیحدہ

سِلسِلہ دوئم

دفعہ ۸۲۔

ساتویں فرشتے نے نرسنگا پھونکا تو ایک عورت سورج کو اوڑھے چاند پر بیٹھی ہوئی بارہ تاجوں کے ساتھ دکھائی دی یہ عورت کلیسیا مسیحی ہے جو آفتا ب صداقت کو اوڑھے اور سلف (بزرگوں) کی کلیسیا پر بنیاد ڈالے ہوئے بارہ حواریوں سے مفخر (فخر کیا گیا، معزز) تھے۔

اس عورت کو دردزہ لگے اور بامید رفاہیت بخشندہ کے یہ اینٹھ (اکڑ) رہی تھی، یعنی تکلیف کے ایام میں بامید رفاہیت انٹھیتے تھے۔ پھر ہر ایک سُرخ اژدہا نظر آیا۔ جس کے سات سر اور دس سینگ اور سات سروں پر اُس کے تاج تھے۔ یہ خونی شیطان بقالب (انسانی جسم) سلطنت بت پرست روم سات ٹیکروں (انبار) والے دار الخلافہ کا ہے کہ جب خود سر ہو کر کمال اپنے زور کا پیچ بھرتا تھا اور دس سینگ اس کے وہ دس مملکتیں تھیں۔ جو پہلے بالقوہ (ازروئے قوت) رہیں اور بعد میں بفعل (کام) آئی یعنی (۱) فرانس، (۲) دندال، (۳) ویزیگاتہ، (۴) لبمروی، (۵) اوسترو گاتہ (۶) ہا رولیز (۷) سوی، (۸) الد، برگندی، (۱۰) کیپیدی۔ اس اژدہا نے تہائی (تیسرا حصہ) ستارے آسمان کے گرادئے، یعنی جزو نمایاں مقدسان (مقدسوں) کو شہید کیا اور منہ پھاڑ کر اس عورت کے آگے آیا کہ جب وہ جنے تو اس کے بچے کو نگل جائے۔ مگر اس عورت کو عقاب کے پر دئے گئے کہ آدھے ہفتے تک جنگل کو اُڑ جائے اور وہاں اس کے رحم کے بچے کی پرورش اور تربیت ہو۔ یہ وہ حال ہے کہ جب قسطنطین کے ظہور تک سا ڑھے تین سو برس تک کلیسیا ہاتھ ظالموں سے بڑی تکلیف میں تھی، کہ ظاہر ہو کر مسیحیوں کا جینا مشکل ہو گیا تھا اور اکثر پہاڑوں اور جنگلوں میں مسیحی گذر کرتے تھے۔ آدھا ہفتہ یہاں صدیوں کے دنوں کا ہے کیونکہ قرینہ (طور طریق) ایسا ہی ظاہر کرتا ہے اور دن خداوند کے کبھی سالوں کے ہیں اور کبھی سینکڑوں اور ہزاروں سالوں کے۔ پھر لکھا ہے کہ جب وہ عورت جنگل میں اُڑ گئی تو وہاں بھی اژدہا نے عقب (پس پشت) اس کے

گرِل پھینکی کہ اُسے بہائے۔ لیکن زمین وہ گرِ ل سوکھ گئی۔ مراد یہ کہ جب شیطان نے دیکھا کہ مسیحی لوگ جنگل اور پہاڑوں میں پھیل گئے تو اُس نے بذریعہ رومیوں کے اپنے لعابی (چیپ) پیغام بھیجے کہ سبھوں کو مارڈالو کیونکہ یہ ہماری دیوی اور دیوتاؤں کی بیری (دشمن) ہیں۔ مگر جنگل اور پہا ڑ کے لوگوں نے ان کو بے آزار (بغیر تکلیف) دیکھا اور ان کے مخالفوں کی باتوں کو پی گئے۔ کچھ عمل اُن پر نہ کیا۔ پھر لکھا ہے کہ وہ عورت فرزند نرینہ جنی جو مقرر ہوا تھا کہ لوہے کو عصا سے قوموں پر حکمرانی کرے۔ یہ نائب خداوند قسطنطین ہے جس کو کلیسیا نے جنا اور نہ مسیح جس نے کلیسیا کو جنا جیسا کہ بعضوں نے غلط سمجھا ہے۔

یہ ہے وہ موقع جس میں حواری دیکھتا ہے کہ اس اژدہا کا ایک سینگ ٹوٹ گیا، جو بدو نظر میں مہلک نظر آیا۔ مگر جلد ہی وہ زخم اندمال (زخم بھرنا، تسلی) پاکر چنگا (تندرست) ہو گیا۔ یعنی یہ زخم وہ تھا جو بوسیلہ قسطنطین کی سلطنت مسیحی ہونے کا لگا اور شروع میں مہلک نظر آیا اور اندمال اس کا اس طرح ہو گیا کہ شیطان نے قالب (خواہش) بُت پرستی کا چھوڑ دیا اور جھٹ پٹ قالب مسیحی میں آگیا۔ جیسا کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ بوسیلہ قسطنطین کی سلطنت مسیحی ہو گئی تو کچھ تو اُن میں سے جن کے دل پہلے سے مسیحی دین کی سچائی کے قائل تھے اور دبے بیٹھے تھے مسیحی ہو گئے اور بہت سے شان اور شکم (پیٹ) پرست اس میں آگھسے اور ناپاکی قدیمہ اپنی اپنے ساتھ لے آئے۔ یوں حق و باطل نے مل کر پہلا طبقہ بت پرستی کا تو اُلٹ یا تھا مگر وہ زخم اژدہا کا یوں چنگا ہو گیا کہ صورت تو تبدیل ہوئی مگر اصلیت میں چنداں (تھوڑا سا) فرق نہ ہوا۔

دفعہ ۸۳۔

بعد اُس کے حواری رویت میں دیکھتا ہے کہ ایک حیوان چیتے جیسا پھرتیلا اور بھالو جیسا بے رحم اور قوی دست اور شیر جیسا پر زور نمودار ہوا اور دس سینگ اس کے سر پر کفر کے ناموں سے بھرے ہوے تاجدار ہیں اور اُس اژدہا نے اپنی طاقت اس کو حوالہ کر دی۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ اژدہا کے تو سروں پر تاج تھے اور اس حیوان کے سینگوں پر تاج ہیں کیونکہ بُت پرست روم تو خود سر تھے اور یہ حیوان بہت سادر خود نہیں رکھتا، بلکہ دوسر ے سروں کی اسری حکومت کرتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یہ حیوان بُت پرست روم نہیں، بلکہ بدعتی مسیحی روم ہے اور سوائے اس حیوان کے حواری نے ایک اور لیلا (برہ) دو سینگا دیکھا جو بڑے غرور سے تعریف اُس اژدہا کی کرتا تھا اور اس حیوان کو بچاتا تھا۔ یہ وہ روح جبر و فریب کی ہے جو حکومت و دین کے قالب میں تائید اس حیوان اور اژدہا کی کرتی ہے۔ ایک تائید بواسطہ اور من ضد بھی ہوتی ہے یہ صورت ہو تو یہ لیلا دین محمدی ہے کہ جس کی غیرت نے بدعت پوپی کوا َور بھی بڑھایا اور اصول ہر دو کے مقدس کشی میں ممد (مدد کرنا) یک دیگر بھی ہیں۔ کفر کے نام اس حیو ان کے سینگوں پر درج ہیں۔

(۱) دعویٰ لم یزلی شرح بائبل کا ہے۔ بلا تائید الہام یا عقل مزید از عام (۲) بخشنے اور نہ بخشنے گناہوں کا ہے جو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں کر سکتا (۳) تبدل (بدلنا) روایات کلام الٰہی، روایات نفسانی (۴) دعویٰ نیابُت الٰہی در دین دُنیا بلا وجہ مطلق۔

دفعہ ۸۴۔

فرشتہ خدا کا بتاتا ہے کہ یہ حیوان کون ہے جو با شکل چھنال (بے شرم) ارغوانی اور قرمزی شاہانہ جوڑا کی پوشاک میں جواہرات سے لدے ہوئے، پانیوں پر بیٹھی نظر آئی اور خون شہیدان الٰہی سے سرشار (نشے میں چور) تھی۔ یعنی روم جو بابل اور صدوم بوضع روحانی کہلائے۔ جس کو دیکھ کر حواری بھی دنگ ہوا اس لئے کہ قالب (خواہش) تو پیشوائے دِین کا اس میں بھرا تھا اور فعال خونی اژدہا کے اس میں تھے۔ فرشتہ اس کو آٹھواں (۸) مخالف کلیسیا الٰہی کا بتاتا ہے۔ یعنی پہلا تو مصر تھا، دوسرا سریانی سلطنت، تیسرا بابل، چوتھا فارس، پانچواں یونان، چھٹا غیر قوم کا اٹلی، ساتواں کا بتک جرمن جو برائے چندے آنے والا بتایا گیا ہے اور آٹھواں یہی سلطنت پوپی۔ چھٹے کی بابت فرشتہ کہتا ہے یہ ہی جو فی الحال راج کر رہا ہے، یعنی غیر قوموں کے اٹلی اور ساتویں کی بابت کہتا ہے کہ برائے چندے ہی آئے گا مگر بڑے ہی خون خوار مسیحیوں کے یہ لوگ تھے۔ بعض آٹھ یوں کہتے ہیں۔ اوّل بادشاہت، دوئم کونسل، سوئم ڈکٹیٹر، چہارم دلیموز، پنجم ملٹری ٹریبون، ششم ایمپریل، ہفتم شاہت، ایمپیریل ہشتم مقدس رومن ایمپایر برعکس نہ ہند نام مشک زنگی کافور۔

عدد نام اس حیوان کے (٦٦٦) بتائے گئے ہیں جو سہ کرر کر کے دنیا کا عدد ہے۔ یعنی دنیا دنیا دنیا و ہیچ۔ عبرانی میں "بلعام" کے نام کے بھی یہی عدد ہیں۔ جو مردود نبی تھا یونانی میں لفظ "لاٹنیاس" کے بھی یہی عدد ہیں جس کے معنی لاتینی کا آدمی ہے۔ جس نے بائبل کو "لاٹن" زبان میں قید کر ڈالا اور لائٹس نے زبان میں "وکرس فیلد ائ" کے بھی یہی عدد ہیں۔ جس کے معنی نائب خدا ہیں اور جو خطاب پوپ نے اپنا بنا رکھا ہے۔ یوں جو زبان اصلی نبی کی تھی اور جس میں اُس نے مکاشفات کو لکھا اور جس میں شخص مرکوز سمجھے یہ نام پتا دیتا ہے۔ جس کے کان ہوں سُنے اور آنکھ ہو دیکھ لے۔

دفعہ ۸۵۔

اس بدعت کے ایام میں حکم ہوا کہ فرشتے ہنسوا (درانتی) لگائیں اور نالائق انگوروں کو کاٹ ڈالیں جن کا خون (۱۶۰۰) فرسنگ (تین میل سے زائد کا فاصلہ) تک بہا۔ یعنی چار سمت دنیا میں بہت سے چار دفع اور اس بحر احمر (بہت سرخ دریا) خون ناپاکان (ناپاک کی جمع) سے پار ہو کر (۱۴۴۰۰۰)۔ یعنی بارہ حواریوں سے جو بارہ بارہ ہزار بنے تھے، یعنی بہت بہت سے بارہ دفع موسیٰ خدا کے بندے کا راگ گائیں گے اور تخت اس حیوان پر تاریکی چھاجائے گی اور عفرات کلان (وسیع) بھی خشک ہو جائے گی یعنی سات دفع ہونے بدعت پوپی کے بدعت محمدی کا چشمہ بھی جو سلطنت ترکان (ترکی) میں جاری ہے سوکھ جائے گا۔ جو دوسرے افسوس میں جاری ہوا تھا۔ شرق (مشرق) کے بادشاہ اِن ہر دو بدعات پر غالب آئیں گے۔ یعنی پیرواں (پیروی کرنے والے) آفتاب صداقت کے فرات سے وہ تین روحیں مینڈکوں کے دور ہو جائیں گے۔ یعنی اژدہا اور حیوان اور جھوٹھے نبی جن کا ذکر ہو رہا تھا۔ ہر مجدون (ایک وادی کا نام) میں بڑی جنگ ہو گی جہاں دبورہ اور بارک نے لشکر مجموعی مخالفوں کو شکست دی تھی۔ ان باتوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی قسطنطین ثانی اور بھی آنے والا ہے کہ جس کے ساتھ کلیسیا ہو گی اور اس کے ساتھ مقابلہ دجال (مخالف مسیح) کا اخیر ہونے والا ہے اور اس مقابلہ میں بہت سا قتلان (قتل وغارت) مخالفوں کا ہو کر خاتمہ ہو جائے گا۔

دفعہ ۸۶۔

پھر لکھا ہے کہ اخیر وہی دس سینگ جو اس بیسوا کو مدد کرتے تھے اس کی مخالفت کریں گے اور اس کے کسد بازاری (معمولی شخص) پر اس کے ساہو کار روئیں گے۔ یہ خدا کی شان ہے کہ ایک روز تو وہ تھا کہ جو شخص اس حیوان کا نشان اپنے اوپر نہ رکھے مار ڈالا جائے۔ یا انجام یہ ہے کہ اس سے نفرت کلی ہے۔ بدعتوں کی جڑ پر کلہاڑا بجر رہا ہے جس کی آنکھ ہے سو دیکھ لے۔

دفعہ ۸۷۔

خاتمہ دجالان (دجال کی نسبت) مذکور پر صلح موعود کا وعدہ ہے۔ جس میں جبر وفریب مخالف حق کا ہزار سال تک دور ہو جائے گا۔ خداوند بوضع روحانی ساری دنیا میں راج کرے گا۔

ہزار سال سے مراد بہت کی معلوم ہوتی ہے جو دہا (دہائی کا ہندسہ) کہ کو ٹھہرایا گیا ہے۔ شکل صلح موعود کی مشابہ بقیامت رکھی ہے جس میں مردے جی اُٹھیں گے یعنی روح الٰہی سے مردہ روحیں دین داری میں جی اُٹھیں گے اور گناہ کی مردگی دور ہو جائے گی اور پہلا وقت نہ رہے گا۔

دفعہ ۸۸۔

بعد صلح موعود کے پھر ایک اکٹھ بڑا بھاری کسی یاجوجی بدعت کا ہونے والا ہے۔ جو بدعات مذکورہ سے سوا ہو گا کیوں کہ یہ بدعات پھر کر جینے والی نہیں اور اس بدعت کی صفائی آگ ِ آسمانی سے ہو گی۔ یعنی اس قہر سے جو صرف کھوٹ کو جلادے گا اور زر خالص کو صرف جِلادے گا۔

دفعہ ۸۹۔

باب (۲۱ ، ۲۲) میں حسب ادراک (فہم) انسانی بقا کا نظارہ ہے۔ جس میں خالص اور سدا کا سکہ ساتھ بھرپوری کے محبان (دوست کی طرح) حق کے لئے ہے اور بالعکس (برعکس) اسکے مخالف ِ حق کے لئے۔

دفعہ ۹۰۔

موسیٰ نے ابتدائے انسان سے شروع کیا اور یوحنانے انجام اُس کا دکھایا۔ کلام الٰہی بعلاقہ نجات آخری کی صرف کلام کرتی ہے وہی نجات راقم (تحریر نویس) کو مطلوب ہے جس کے واسطے دعا راقم یہ ہے کہ اے دُلہا جلد آ اور مجھے ساتھ میروں (پیشوائے دین) کے بچا۔

ضمیمہ اوّل

دربحث علم سیکالوجی ونیچرل تھیالوجی یعنی

علم روح انسانی ومعقولات الٰہی

بابِ اوّل

دربحث علم سیکالوجی یعنی ورحِ انسانی

فصل اوّل

درتمیز ورح ازعناصر

عناصر (عنصر کی جمع، اصلی اجزاء) میں نہ توصفت علم کی ہے اور نہ ارادہ کی۔ لہٰذا علم وارادہ کسی ترکیب عناصری میں پیدا بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جو شئے کسی کی ذات میں نہ ہووہ کسی ترکیب میں کہاں سے آئے۔ یہ کہنا کہ شاید بالقوہ ہوتب ہی تسلیم ہوسکتا ہے کہ جب ہر فرد عنصر میں کوئی کس قدر بہ فعل بھی لاکر دکھاسکے والا فلا۔ کیونکہ ہم شکل اجناس (جنس کی جمع) ترکیب دہ (کسی چیز کو ملاکر چیز بنانا) کی تو نتیجہ پیدا ہوسکتا ہے۔ مگر غیر جنس نہیں ہوسکتا تقریر بالاسے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ علم وارادہ والی شئے ماسوائے عناصر ووجود عناصری کا ہے اور اُسی کو ہم روح کہتے ہیں، وجود عناصری کی قید میں پڑکر یہ روح ظہور اپنی بہ قید حسجات (محسوس کرنے کی قوت) جسمانی اس لئے کرتی ہے کہ آئین مقررہ اپنے خالق کو توڑ نہیں سکتی۔ جیسے سمتیں تو چاروں یکساں ہیں مگر مقناتیس (آہن رُبا، چمبک پتھر) کو حکم نہیں کہ سوائے شمال کے اور طرف رخ کرے ویسے ہی روح بھی درخود تو جوہر فرد ہی ہے مگر اپنے ظہور میں محتاج اجازت خالق اپنے کی ہے۔

حقیقی تغیر (تبدیل حالت) بجزعدم ووجود کے جوہر فرد میں اور قسم کا محال ہے۔ تقسیم ِجوہر فرد کی تعلیم باطل ہے۔ خواہ عناصر میں ہو یاارواح میں اس لئے کہ جب تقسیم جائزرکھی گئی تو جب تک کوئی خبر سمتوں میں موجود ہے۔ تقسیم پذیر بھی ہے اور تقسیم کسی جز کو فنا نہیں کرسکتی پس ضرورہے کہ تقسیم شئے بے حد کو محدود کردے اور محدود کو بے حد۔ بے حد میں تقسیم حد ڈالتی ہے اور بے حد حصے مکان محدود میں سمانے

(رچنا،بسنا) کے لائق نہیں رہ سکتی،کیونکہ ہر ایک حصّہ جب کہ کچھ مکان چاہتا ہے تو بے حد حصّے بے شک بے حد مکان لیں گے غلط فلاسفر جس کو تقسیم کرکے دکھاتے ہیں وہ دراصل تفریق فردات (فرد کی جمع) مجموعی ہی کی ہے اور نہ تقسیم شے واحد کی ماسوا اُس کے کہ تقسیم بے حد کو محدود اور محدود کو بے حد کرتی ہے۔امتیاز (فرق) چھوٹائی اور بڑائی کا بھی دور کردیتی ہے کیونکہ جب چھوٹی اور بڑی شے میں بے حد حصّے ہیں تو وہ ہر دو مساوی بھی ہوئی حیات جسمی (بدنی) اور شئے ہے اور روح اور شئے،حیات آئین جسم کا نام ہے۔جو نباتات میں نشوونما کرتی ہے اور گھٹ بڑھ بھی سکتی ،مگر اس میں علم اور ارداہ نہیں۔

بشپ بٹلر درست کہتا ہے کہ

> جب کہ عناصر جسمی بدل جاتے ہیں اور وہ اپنا تجربہ آیندہ عناصر بجائے خود کو دے نہیں سکتے گو خانہ اپنا جیسا کا تیسا دے جاتے ہیں اور پھر یاد گزشتہ اور اُمید آیندہ نہیں بدلتی تو روح کسی صورت سے جزو عناصر نہیں ہو سکتی۔اور پھر ہر انسان اپنی توحید کا خود ہی عالم و قائل بھی رہتا ہے لہٰذا اسکی فردیت میں کیا شک ہے۔

فصل دوئم

دربحث مظہر اوّل روحی

پہلا مظہر روح کا مدرکہ (وہ قوت جس سے انسان اشیاء کی حقیقت دریافت کرسکے،یعنی عقل اور ذہن) ہے جس سے ادراک خود کے ساتھ خود علمی کے وہ کرتا ہے اور ادراک غیر کا ساتھ مس (چھونے کا فعل) باخود کے۔

ادراک غیر کے باب سات حس (محسوس کرنے کی قوت) بیرونی ہیں یعنے

(۱)باصرہ (دیکھنے کی قوت) جہاں سے کرنوں کے رنگ کا مس ہوتا ہے۔

(۲)سامعہ (سننے کی قوت) جہاں سے ذرات (چھوٹے چھوٹے ریزے جو قابل تقسیم نہ ہوں) آواز کی مس ہوتی ہیں۔

(۳)شامّہ (سونگھنے کی قوت یا حِس) جہاں سے ذرات بو کی مس ہوتے ہیں۔

(۴)لامسہ (چھونے یا مس کرنے والی قوت) جہاں سے گرم و سرد ذرات کا مس ہوتا ہے۔

(۵)ذائقہ (چکھنے کی قوت) جہاں سے لذات شے کی مس ہوتی ہیں۔

(۶)باہ(قوت ِ جماع، قوت ِ مردمی) یہ جہاں سے کیفیت شہوت کی مس ہوتی ہے۔

(۷)جاذبہ (ایک قوت جو اعضاء میں موجود ہے اور اپنے موافق مادہ کو جذب کرتی ہے۔) جہاں سے نرم و سخت کا مس ہوتا ہے۔ ہر ایک حس کا خاص مرکز ہے اور ہر ایک حس در خود مخصوص ہے گو مس اور جذب میں یہ ساتوں آسکتے ہیں۔

تمیز، اثر، ایمان، لف لازمی داخل مدرکہ ہیں چنانچہ ادراِک شئے بدون (علاوہ ازیں) تمیز اس کے غیر کے نہیں ہو سکتا اور شئے مدروک بلا اثر نیک یا بد کسی قدر کے نہیں رہ سکتے اور احتیاج (ضرورت، حاجت) شئے میں مایحتاج (انسانی ضرورت کی چیزیں) اس کا ضرور نظر آتا ہے۔ جیسے صنعت میں صانع (کاریگر) اور اسی طرح کے دیکھنے کو ایمان کہتے ہیں۔ ایمان وہ نہیں جو وسیلہ دکھلانے اپنے کا کُچھ نہ رکھتا ہو بلکہ وہ تو سریع (جلدی کرنے والا) الا یمانی یا وہم ہی ہے۔

آئینات (آئینہ کی جمع، ظاہر، صاف) متعلقہ مدرکہ مفصلہ (کھول کر بیان کیا گیا) ذیل ہیں یعنی

(۱) عکس گیری شئے مدروک میں روح مدرک (سمجھنے والا، دانا) ٹھیک مانند شیشہ فٹ گرافی کرنے کے ہے کہ اگر فاعل و مفعول قائم بتوجہ یک دیگر ہوں تو عکس سالم بر آتا ہے، ورنہ غیر سالم۔ غیر شئے کا درمیان حائل ہونا داخل عکس آجاتا ہے۔ حد سے زیادہ اگر توجہ سمتیں بنی رہیں تو عکس اصلیت سے زیادہ گاڑھا ہو جاتا ہے اور اگر کم رہے تو اصل سے خفیف رہ جاتا ہے۔

خیال و خواہش اکثر حائلیت (روکنے والا) کرتے ہیں اور دور بھی رکھے جاسکتے ہیں۔

(۲) غایت (انجام) مائل (راغب) بہ بے حدی اور اک محدود میں سا نہیں سکتی۔ اجزا نادیدنی در خود کچھ اثر گو کرتے ہوں مگر جب تک مجموعہ اُن کا دیدنی نہ بنے ادراک اُن کا محال ہے۔

(۳) بدون مقابلہ شئے ادراک شئے صاف نہیں ہو سکتا جیسا اندھا مادر زاد باوجود دیکھنے تاریکی کے علم تاریکی بھی صاف نہیں رکھتا۔

(۴) ربط بدون ضبط ادراک جلد تر نہیں ہو سکتا۔

وجوہ (اسباب) سلبیت (جذب ہونا) یا دواشتباہ (دو چیزوں کا یوں ایک ہونا کہ دھوکا ہو جائے) در مشاہدات طفولیت (لڑکپن) آئینات مذکور الصدر ہی ہیں۔ چنانچہ عالم رحم میں مقابلہ اور ربط کُچھ نہ تھا کیونکہ وہاں رحم برائے روح محض قید خانہ ہی تھا۔ لہٰذا علم خود بھی صاف نہ ہو سکا پھر جب رحم سے روح باہر آئی تو جم گھٹ (ہجوم) عجائبات نے اُسے ایسا گھیر لیا کہ پوری توجہ کسی شئے پر بھی نہ ہو سکی۔ لہٰذا گڑبڑ ہی رہی۔ پھر روشنی اور آواز نے حد سے زیادہ توجہ بچے کو اپنی طرف کھینچا لہٰذا اُن کا عکس اصلیت سے بڑھ کر تاریک تر عامی سا ہو گیا اور کم پایہ (کم رتبہ) چیزوں کا عکس

خفیف(تھوڑاسا)تر رہ گیا۔یوں کچھ بلا مقابلہ رہ کر ناصاف رہ گیااور کچھ دقیق(مشکل،نازک)اور رقیق(نرم)تر اصلیت سے ہو کر غیر نظر آنے لگا۔لہٰذا طفولیت کا عالم ناصاف اور مشتبہ ہو گیا بجز کسی ایسے امر کے جو خصوصیت پیدا کر کے مدر کہ پر جم گیا جیسے بعض مخوف(ڈرانے والا)یا مُفرِّح(خوش کرنے والا)خاص شئے بچوں کی ہوتی ہے۔

مدر کہ کل علوم اثباتیہ(ثبوت،دلیل)ونافیہ(درمیان،وسیلہ)اصلی ولازمی خود وغیر کا اکیلا چشمہ ہے۔اس کا خاصہ منوتی(پہلا انسان،آدم)ہے۔اس کا مشاہدہ بلاغرض کا نشنس کہلاتا ہے اس کی آنکھ دھیان ہے اس کی بنیاد واقع ہے اس کا زلزلہ خیال بے جا ہے اور اس کا استیصال(جڑ سے اُکھیڑنا)خواہش فاسدہ(فسادی،خراب)۔

فصل سوم

دربحث مظہر دوئم روحی

دوسرا مظہر روح کا فخرنہ ہے کہ جس میں نقوش مدروک جمع ہوتے ہیں اور اس کے آیات ذیل ہیں۔

(۱)پورا ادراک شئے واحد نما کا اس کا اکارہ ہے گو دراصل وہ اکارہ بہت سی اشیاء کا مجموعہ ہی ہو۔

(۲)شئے مدخلہ فخرنہ کا اخراج طاقت روحی سے باہر ہے۔

(۳)یادوہاں شئے بدون شئے بالقوہ فخرنہ کے بفعل نہیں آسکتی۔

فصل چہارم

دربحث مظہر سوم روحی

تیسرا مظہر روح کا مخیلہ(قوت ِ خیال)ہے جو نقوش ادراک کو فخرنہ سے لے کر بشکل اصلی اور وبیش وپس وپیش کے آگے روح کے لاسکتا ہے۔

امتیاز کار مخیلہ و مدر کہ میں

صرف یہ ہے کہ کار مخیلہ بہ نسبت مدر کہ کے رقیق اور مدہم ہوتا ہے۔ جب کہ کار مدر کہ بہ نسبت مخیلہ کے دقیق اور صاف تر رہتا ہے۔ امتیاز موصوف (جس کی تعریف کی جائے) ماسوائے بمقابلہ اصلی و خیالی اشیاء کے۔ خیالی شئے اصل و محض خیالی میں بھی ظاہر ہے۔ چنانچہ اشیاء سپنی (خواب) و جاگرت (شعور) اور اصلی و خیالی میں عام عقل بھی کبھی دھوکا نہیں کھاتی جب کبھی مقابلہ کرتی ہے تا وقت یہ کہ کسی عارضہ (بیماری، دکھ) یا فریب باطل فلاسفی کے لگن کسی کو نہ ہو۔ دھوکے میں دھوکا جز مموسہ شئے کے دھوکے میں نہیں ہوتا، مگر جز مخیلہ میں صرف۔ مثلاً سُر آب (ریتلی زمین جہاں سورج اور چاند کی روشنی سے زمین پانی کی طرح نظر آتی ہے، دھوکا ہی دھوکا) میں موآجی (لہریں مارنے والا) آب کے بعینہ مشابہ اب کے ممسوس (چھو کر محسوس کرنے کے قابل ہونا) ہی اور اس میں کُچھ دھوکا نہیں۔ لیکن اور صفات آب (پانی) کے ممسوس نہیں بلکہ مخیلہ ہی ہیں لہٰذا سراب کو اب ماننے ہیں دھوکا ہوتا ہے، کیونکہ جز واحد کا مشبہ ہونا کل شئے کو مشبہ بہ نہیں کر سکتا۔ ایسا ہی وہ برج مربع ہے جو دور سے طبقہ ہوائی میں محیط ہو کر مُدّور (دائرہ نما، گول) نظر آتا ہے کہ جس کا بُعد (مسافت، فاصلہ) دور ہونے سے پہلے نظر کا دھوکا متصور ہوتا ہے۔ حالانکہ بُعد پُر از طبقہ ہوئی ہے۔ اس کے دور کا خبر تھا لہٰذا مس میں یہ دھوکا نہیں مگر تبدیل ہوتی حالت میں دھوکا خیال کیا گیا ہے۔

قاعدہ امتیاز مذکورہ بالا علم شئے کو بڑھا تو نہیں سکتا مگر اصول شک پرست سے جو ہر امر میں شک کو گنجایش دیتا ہے بخوبی بچا سکتا ہے۔ کیونکہ شک پرست اس امتیاز کو مٹا نہیں سکتا خواہ کتنا ہی زور لگا دیکھے۔

آئینات مخیلہ ذیل میں یعنی

(۱) جب روح شاغل (مصروف) بواقعات ہے تو مخیلہ باطاعت روح کار بند رہتا ہے۔ مگر جب روح واقعات سے فارغ ہے تو کار مخیلہ بلا قید مطلق ہو جاتا ہے۔

حالات بین بین (متوسط، درمیانی) جاگرت (بیداری) اور نیند میں کار مخیلہ بتدریج (درجہ بدرجہ) ہوتا ہے لہٰذا نقوش مخیلہ ٹکے ہوئے ہونے کے سبب بطور سُپنہ (خواب) کے یاد رہتے ہیں۔ مگر کامل نیند میں مخیلہ بے قید مطلق ہو جاتا ہے اور اس کی سرعت (تیزی) کار کردگی روح کو نقش گیری میں تھکا دیتی ہے لہٰذا روح مشاہدات غیر اشیا سے آرام کرتی ہے اور جب اچانک اُس سے اُٹھائی جائے تو آرام ہی اُس کو یاد رہتا ہے اور نہ عدمیت (نیستی، نہ ہونا) جیسا کہ بعض حکمانے غلط سمجھا ہے۔ سُپنے اور جنوں کے حالات تو واحد ہیں مگر اسباب حالات میں فرق بیشک ہے۔

(۲) بدون سبب متحرک کے یہ صفت یا مظہر خود بخود تحریک نہیں کرتا اور نہ بدون ختم ہونے سلسلہ رواں کے ساکت (بغیر حرکت کے) ہوتا ہے۔

(۳) چنچل (شوخ، بے چین) اور اچپل (چالاک) اس کا سبھاؤ (ڈھنگ) ہے یعنی بیکار رہنے نہیں چاہتا اور سرعت اس کے زمانہ سے کچھ ہی کم ہے۔ اگر حساب کیا جائے مگر نقل سے زیادہ یہ کچھ نہیں کر سکتا اور نہ حد کے اگے بڑھ سکتا ہے۔ تمیز موصوف کے ساتھ یہ صفت ایسی ہی کام کی ہے کہ جیسے کوئی اور صفت بجائے خود ہے مگر بلا تمیز موصوف کے بانی کُل غلطیوں کا بھی یہ مظہر ہو سکتا ہے۔ جیسے خواہش بجاد رخود تو خوبی رکھتی ہے۔ لیکن خواہش بے جا سب بُرائیوں کی جڑ بھی ہے۔ خواہش بے جا اگر غلطی سے موافقت (دوستی، رسائی) کر لے تو بدبدتر ٹھہر جاتا ہے۔

فصل پنجم

در بحث مظہر چہارم روحی

چو تھا مظہر روح کا متف (فرق ہونا) حصہ ہے۔ جو تلاش کرتا ہے معلوم کرنے اس مایحتاج (انسانی ضرورت کی چیزیں) کی جو احتیاج (ضرورت) شئے مدروک میں ناصاف رہتا ہے خواہش جو شعبہ (حصہ، محکمہ) محبت ہے ایک اور شئے ہے اور یہ مظہر اور شئے ہے۔ کیونکہ خواہش شئے معلوم کی ہوتی ہے اور یہ معلوم کرنے شئے نامعلوم کے لئے ہے۔

کیا اور کیوں اس مظہر کے خاص سوال ہیں۔ کیا میں اس کا استفسار (دریافت کرنا) بابت قدیم و حادث (قدیم کی ضد، فانی) جنس و قسم کے ہے اور کیوں میں مضر و مفید کو یہ دریافت کرتی ہے۔ نیز سبب اور نتیجہ ہر شئے ہیں جہاں تک گنجایش نظر آتی ہے۔

آئین اس مظہر کی صرف یہ ہے کہ تلاش مرکوز میں لگا ہی رہے۔ جب تک وہ حاصل نہ ہو لے یا غالب ضرورت غیر روک نہ دیا جائے۔

شک سے یہ شروع کرتی ہے اور یقین میں قرار پاتی تعجب اِس کا خاصہ ہے اور فلاسفی ہر قسم کی یہ ماہی۔

فصل ششم

در بحث مظہر پنجم روحی

پانچواں مظہر روح کا محبت ہے۔ اجواش کل جس کے متفرق شبعے ہیں یا اشکال محض ہیں۔ مثلاً محبت تو لگن ایک خاص شئے کا نام ہے، مگر جب شئے بر خلاف اُس خاص کے وہی لگن ہو تو بہ نسبت اُس خاص کے یہی محبت، نفرت ہو کر نظر آتی ہے۔ پھر نفرت جب شئے ڈراونی کی ہو تو ڈر بن جاتی ہے اور ڈرنے کی ہو تو غصہ ترصد میں اُمید بن جاتی ہے اور لگن امید میں خواہش موقع انتقام نہیں پاتی تو کینہ (نفرت) بن جاتی ہے اور عاجز آتی ہے تو سفینہ (بیاض) وغیرہ وغیرہ۔ آئین اس صفت کی صرف یہ ہے کہ ماضی اور مستقبل سے اس کا کُچھ کام نہیں مگر حال کی بہتری کو یہ ترجیح دیتی رہتی ہے اور اگر حال میں دو مخالف باہمی اشیا میں بہتر کُچھ نظر نہ آئے تو جس کا ارادہ طرف دار ہو اس طرف داری سے ترجیح لیتی ہے۔

فصل ہفتم

در بحث مظہر ششم روحی

چھٹا مظہر روح کا عقل ہے جو ماضی و حال سے کُچھ کام نہ رکھ کر خوبی مال کو صرف ترجیح دیتا رہتا ہے۔

آئینات اس مظہر کے ذیل میں یعنے

(۱) حُجّت قاطع (بحث و تکرار کو کاٹنا یا ختم کرنا) کو بمدد خود اوّل ڈھونڈ ھنا اور اگر وہ نظر نہ آئے تو محفوظ تر کا ہمیشہ پیرو رہنا اور اگر وہ بھی نظر نہ آئے تو تلاش حق کو بطلان اور نا محفوظ تر پر ہمیشہ فوق (سبقت، فضیلت) دیتے رہنا۔

(۲) محبت جو سکان (رہنے والا باشندہ) روح ہے ہمیشہ اپنے قبضہ میں رکھنے کی سعی و کوشش کرتے رہنا، لیکن اگر ہوائے (خواہش) محبت مخالف ہو جا ئے تو ارادہ سے مدد مانگنی اور محبت پر اس کے اتفاق کے ساتھ غلبہ ڈھونڈ ھنا۔

بحث و جوہات اس صفت کا ضابطہ عمل ہے۔

فصل ہشتم

در بحث مظہر ہفتم روحی

ساتواں مظہر روح کا ارادہ ہے جو فیصلہ کرتا ہے مابین (کے درمیان) دو ایسی شئے کے جو مساوی (برابر) الکشش (کھنچاؤ، رغبت) ہو کر ان واحد میں جمع نہ ہو سکیں نہ ہر دو رد ہو سکیں اور نہ قبول۔

یہ ایک فاش (آشکارہ) غلطی ہے جو بعض حکما کہتے ہیں کہ دو شئے مساوی الکشش ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ جب ادراک ہمارا محدود ہے تو محدود میں مکان نظیر (مانند، مثیل) کے ساتھ امکان نظیر بھی کھلا ہے۔ ادراک نافیہ بے حد شئے کا نیز بے شک ہم کو حاصل ہے مگر نافیہ ساتھ اثباتیہ کے کبھی ہم وزن نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے سبک (ہلکا) تر رہتا ہے۔ اور پھر صرف یہی نہیں کہ مساوئین (برابری) اور ضد فی الحاصل کا ہونا ممکن ہی ہے، بلکہ اگر یہ واقعے بھی نہ ہوتا تو علم ندامت ہم کو کیوں کر ہو سکتا تھا؟ جب کہ ارادہ نے محکوم سبب مجبور ہو کر کُچھ حرکت کی ہو۔ نیز علم آزادگی ہم نے کہاں سے پایا؟ جب کہ آزادگی کو دیکھا ہی کبھی نہیں۔ یہ بھی مانا کہ بسا اوقات ہم کو ادراک تفاوت (فرق) کا مطلق (آزاد) نہیں ہوتا گو دراصل تفاوت

اشیاءردوقبول میں واقعی ہے مگر یہ ادراک کانہ ہونا۔ نیز مدد(مددگار)ہماری ہی دلیل کی ہے اورنہ مخالف کی۔ یہ ناممکن مطلق ہے کہ ارادہ آزاد بھی ہواور محکوم(تابع،زیر ِ فرمان)سبب بھی کیونکہ آزادگی اور قید شئے واحد میں مساوات نہیں بلکہ ضد ہیں۔البتہ روح واحد میں محبت وعقل کا پابند سبب متحرک کارہنااور ارادہ کا آزاد مطلق ہوناضد نہیں مگر مساوات ہے لہٰذا جائز اور تسلیم۔

سکان(رہنے والا باشندہ)روح ارادہ نہیں بلکہ محبت ہے جو خوبی حال کو ترجیح دیتی ہے اور اگر محبت وعقل میں نااتفاقی ہو جائے تواُن کو فیصلہ ارادہ آزاد کرتا ہے اور طرفداری بلا سبب ارادہ کے محبت کے لئے سبب ترجیح کے ہو جاتی ہے یوں آزادگی اور ترجیح ایک روح میں تو نمایاں ہوتی ہیں مگر ایک صفت روح میں نہیں۔عزم اس مظہر کے فعل کا نام ہے اور آزادگی اس کی آئین(قانون،ضابطہ)ہے۔

فصل نہم

دربحث مظہر ہشتم روحی

آٹھواں مظہر ردح کاذات ہے بضرورت جامعیت صفات کے نظر آتا ہے جس بدون ہر مظہر علٰحدہ علٰحدہ ہو کر نفی ٹھہر جاتا ہے۔

فصل دہم

دربحث مظہر نہم روحی

نواں مظہر روح کاکونت(تشخص)ہے کیونکہ اگر کوئی شئے ہے توضرور ہے کہ کہیں ہو۔

فصل یازدہم

دربحث مظہر دہم روحی

دسواں مظہر روح کازمانیت(دور)ہے کیونکہ اگر کوئی شئے ہے توضرور ہے کہ کبھی ہو۔

خلاصہ باب ہذا

چار صفات اولین روح کے درجہ علمی کے ہیں۔ جن کا کام صرف تحصیل علم ہے دو مابعد اِن کے درجہ علمی کے ہیں کہ جن کا کام صرف عمل ہے۔ ایک مابعد اِن کے درجہ ارادی کے ہے جو اس کو ذمہ دار اعمال اپنے کا کرتی ہے۔ ایک مابعد اِس کے عامہ (سب لوگوں سے منسوب) ہے جو ہر وجود میں عام ضرور ہے۔ دو مابعد اس کے شرط وجود ہر شئے کے ہیں کہ ہر ایک وجود کے لئے زمان مکان واحد ہے مکتفی (کافی) ہیں یوں تین درجات اولین روح کے مخصوص ہیں اور باقی عموم (عام) اور سب مل کر دس دراصل ایک پر صفر ہے۔ کیونکہ جو ہر ایک ہے اور ظہور انیک (ان گنت) پس ہر احد سے علیحدہ اور کل داخلی واحد ہے۔

باب دوم

در بحث علم نیچرل تھیالوجی یعنی معقولات الٰہی

فصل اوّل

در ردّ دہریت بہ برہان قطعی بر نبائ اثباتیہ

تمہید

(۱)اشیائے محدود فی المکان فی الواقع موجود ہیں

(۲)اشیائے مذکور اصلی ہیں کیونکہ خیالی سے دقیق اور صاف تر ہیں۔

(۳)یہ اشیاء جز یا صفت کسی دوسری شے کے نہیں کیونکہ در خود ذات وصفات اپنی علیحدہ رکھ کر زمان ومکان جداگانہ میں ہر احدی (اکیلا) موجود ہے۔

(۴)اگر خالق کا ہونا مانا جائے تو فعل خلقت میں نتیجہ سبب کے مساوی یا اُس سے بڑا مانا نہیں جا سکتا کیونکہ بصورت مساوات اسباب ونتائج میں تسلسل یا دور کا ماننا ممکن ہو جائے گا اور ازاں جا کہ جزواحد کل کے خواص مساوی ہی ہو سکتے ہیں۔ گو ضخامت میں اُن کے کچھ فرق ہو تو جیسا ہر تسلسل ودور کے اجزا محتاج یا بغیر یعنی یک دیگر (ایک کے بعد ایک) ہوتے ہیں ویسا ہی کل بھی اُن کا مستغنی (آسودہ حال) الذات نہیں ہو سکتا اور نتیجہ سبب سے بڑا ماننے میں اقل (کم سے کم) نتیجہ کے واسطے سبب اس کا نفی مطلق ماننا پڑے گا جو در خود ناممکن ہے۔

(۵)ہر شئے ضرور ہے کہ در کل خود قدیم ہی ہو یا حادث ہے کچھ کچھ ہر دور کا وہ نہیں ہو سکتی۔

نتیجہ تمہید

دو واقع اولین دافع (دفع کرنے والا) اصول باطلہ (جھوٹ) شک پرست کے ہیں اور پھر دوسرا اور تیسرا دفع بطلان اصول ہمہ اوستیہ (سب کچھ خدا ہے) کے واسطے کافی ہے۔ باقی دو ممد (معاون) تقریر مرکوز کے براہ راست ہوں گے۔

اب شہنشاہ دہریان سے ہمارا

اوّل۔ سوال یہ ہے کہ جس شئے کی ضرورت مطلق صفت ذاتی ہو کہ جس کے سبب اُس کو ضرور الوجود یا قدیم کہا جاتا ہے اُس کو محکوم سبب تصور کر کے ضرورالوجود کیوں کر کہا جا سکتا ہے ؟ جب کہ وہ سبب اُس ضرورت پر حکمرانی کر کے اطلاق اِس کے کو دور کر ڈالتا ہے۔

دوئم۔ جب کہ مکان بذات خود بے حد اور مساوی در خود ہے تو ایسے بے حد اور مساوی مکان میں شئے محدود نی المکان کو حد مکانی بلا سبب کیونکر لگ سکتی ہے ؟

اگر دہریا یہ جواب دے کہ یہ حد بلا ضرورت ہے تو قاعدہ (۵) تمہید کا خطاکار ہے لہٰذا قابل توجہ عقل نہیں اور اگر کہے کہ اِس حد کی بھی کوئی ضرورت ہوگی جو اُس کو معلوم نہیں تو۔

سوئم۔ سوال ہمارا اس سے یہ ہے کہ یہ ضرورت خارجی ہے یا داخلی، اگر خارجی اُس کو وہ مانتا ہے تو یہ بھی مانے کہ شے محدود نے المکان محکوم سبب خارجی کے ہو کر قدیم یا ضرور الوجود نہیں رہ سکتے اور اگر داخلی اُس کو مانتا ہے تو بتائے کہ داخل شئے یہ ضرورت کہاں رہ سکتی ہے۔ اگر کہا جائے کہ داخل اُسی ضرورت کے کہ جس نے ضخامت شئے متنازعہ (وہ چیز جس کی بابت جھگڑا ہو) جو حد زیر بحث لگائی ہے۔ بڑھانا اور گھٹانا ضخامت شئے کا ایک ہی ضرورت کا کام ٹھہرے گا۔ حالانکہ ایک صفت سے متضاد (الٹا) ہے۔ یعنی ضد کرنے والے فعل ظہور نہیں کر سکتے جیسے نور سے روشنی و تاریکی ہر دو ظہور نہیں کر سکتا بلکہ نفی تاریکی کی اثبات روشنی کے بر خلاف نور کو محدود ہی ثابت کرتی ہے۔ ایسا ہی گھٹانا بر خلاف بڑھانے کے یہاں پر ہے اور اگر کہا جائے کہ شئے واحد کے اندر ہی یہ ضرورتیں ہیں۔ یعنی ایک حد متنازعہ تک بڑھانے والے اور دوسرے آگے نہ بڑھنے دینے والے تو یہ ہر دو ایک ہی موقع پر مخالفت کر رہے ہیں۔ سو اگر ہر دو مساوی یک دیگر ہیں ماسوائے فنا ہونے چاہیں اور اگر کم و بیش ہیں تو بیش ضرور ہے کہ کم کو کہا جائے۔ دو مساوی اور ضد ہو کر حد کو قائم اس لیے نہیں کر سکتے کہ ضرورت مطلق کسی سے ہٹ نہیں سکتے اور حد قائم کرنے کے لیے ضد میں ہر دو کو ہٹنا پڑتا ہے۔ غرض کہ دہریا کو یہاں پر ماننا پڑے گا کہ حد مکانی شے محدود کی اُس کو ضرور الوجود نہیں ہونے دیتی اور جس سبب خارجی نے اُسے ایک حد معینہ لگا دی ہے تو وہ اگر چاہتا یا چاہے اُسی حد کو گھٹا اور بڑھا کر بھی لگا سکتا ہے حتیٰ کہ گھٹاتے گھٹاتے اُسے عدم میں پہنچا دے اور بڑھاتے بڑھاتے کسی وجود محدود میں لا سکے۔ قدامت کا علاقہ تو لاشک (بے شک) زمان ہی سے ہے، مگر ضرورت مکان کو بھی بحث میں ڈالتی ہے۔ جیسا کہ دیکھایا گیا ہے۔ یوں زمان و مکان بعلاقہ ہستی ایسے ایک تانے بانے کی مانند ہیں کہ جن کی تاریں نقطہ میں الگ نہیں ہو سکتی۔

[1] ڈاکٹر ساموئیل کلارک کی نفرنز اس موقع پر ترادف ہے اور اُسکا ڈھنگ بھی کُچھ اور ہے
باب ۱۷ آیت ۴۶۔ اعمال میں اسکا اختصار ہے۔

فصل دوئم

درردِ دہریت بہ برہان قطع برنبای نافیہ

(۱) دہریا پوچھتا ہے کہ کیا شئے ہے ضرورت مطلق بجز جبر فطرتی کے جو حالت حالیہ میں بر خلاف اپنے کو ماننے نہیں دیتا اور پھر ایک خاص حال کو حاوی بر کل عام حال کے تصور کرنا جنون یا ضد نہیں تو اور کیا ہے؟

فاما(رنگ) الجواب۔ جنون اور ضد اِس میں ہے کہ دو اور دو کے چار سے کم یا بیش ہونے کا کبھی بھی انتظار کرنا اور نہ اس میں کہ لا ممکن (ناممکن) کو ممکن کبھی نہ ماننا کیونکہ صدق بھی ہمیشہ ضرورت مطلق ہی میں رہتا ہے۔

(۲) دہریا پوچھتا ہے کہ شروع مطلق ادراک میں کیونکر سماوی (آسمانی) جب کہ عدم محض اسباب وجود کسی شئے کا ہرگز نہیں ہوسکتا؟

فاما الجواب۔ جیسا شروع مطلق ادراک ایک میں نہیں سماسکتا ویسا ہی تا شروع مطلق بھی ادراک میں نہیں سماسکتا۔ لہٰذا ادراک میں نہ سمانا کُچھ دلیل نفی یا اثبات کسی شئے کے نہیں ہوسکتے اور عدم محض تو بے شک اب بنا، وجود کسی شئے کا نہیں بن سکتا۔ مگر حالق کو بھی اگر احتیاج اسباب برائے خلقت ہو تو وہ خالق ہی نہیں رہ سکتا بلکہ جامع (تکمیل کرنے والا) بھی اسباب کا ٹھہرتا ہے۔ اب جب تک دہریا یہ نہ کھلا سکے کہ شئے محدود نی المکان میں ضرورت مطلق اندرونی حد مکانی کی کون سی ہے تو اُس کا اِنکار قدرت خالقہ (پیدا کرنے والا) کا اِسی کی مانند ہے کہ جیسا اندھا مادر زاد بسبب (کیوجہ سے) نہ رکھنے طاقت بصارت (دیکھنے کی قوت) کے رنگوں کا انکار کرتا ہو۔ یعنی وہ قدرت خالقہ در خود نہ رکھ اگر خدا میں بھی اس کا منکر ہوتا اور عدم درک (تمیز، سمجھ) کو درک عدم (سمجھ نا ہونا) بناتا ہے۔

(۳) دہریا پوچھتا ہے کہ جب کہ اجتماع شئین (رسوائی) محال ہے تو خالق بے حد اور مخلوق محدود زمان و مکان واحد میں کیوں کر سما سکتے ہیں؟

فاما الجواب۔ اجتماع شئین ہر حال میں محال نہیں مگر صرف دو حال میں یعنی ایک تو کسیفین (کسف کی جمع، مبہم، غیر واضح) جمع نہیں ہوسکتے کیونکہ کسافت کسافت کے بر خلافی کرتی ہے۔ دوسری جنسیں (نسل، نوع) قسم واحد جمع نہیں ہوسکتے کیونکہ اُن کے جمع ہونے میں دوئی (جدائی) نہیں رہ سکتی۔ اب جب کے خدا کی لطافت (پاکیزگی) ضدی ہے اور نہ نسبتی اور جنس اُس کی ضرور الوجود ہے جب کے اشیاء محدود کی جنس ناضرور الوجود تو خالق خدا کو کونسا ملا ہے، جو ہمہ جا (ہر جگہ) ہونے سے روکے کیونکہ سبب لطافت (پاکیزگی) ضدی کے وہ بنا چھید کے باندھ سکتا ہے اور سبب غیریت (اجنبیت، بیگانگی) جنس کے سب سے ضرور ہے کہ بے لاگ (صاف ستھرا) اور الگ رہے۔ زمان و مکان درخود کچھ شے نہیں گو شروط (عہد و پیماں) وجود ہر شے کے ضرور ہیں۔ لہٰذا اُن کے علاقہ کی خصوصیت بھی کسی واحد شئے سے متعلق نہیں ہوسکتے۔

(۴) دہریا پوچھتا ہے کہ کیا خدا اپنے آپ کو بھی فنا کر سکتا ہے اگر نہیں تو اُس کی قدرت بے حد کیوں کر مانی جائے اگر کر سکتا ہے تو وہ ضرور الوجود کیوں کر ہوا؟

فاماالجواب۔ صفت واحد سے قسم واحد سے قسم واحد ہی کے کام لیے جاسکتے ہیں اور نہ اقسام متفرق کے۔ اب کہ قدرت خدا صرف ممکنات ہی کے بالقوہ (ازروئے قوت) سے بفعل لانے والی ہے۔ اُس سے غیر ممکنات کا ممکن بنانا طلب کرنا جیسا خود کو فنا کرنا ہے، ایسا ہی ہے کہ جیسا کوئی روشنی سے تاریکی کا کام طلب کرے اور بجائے حق کے حماقت ہی اپنی دکھادے۔ ماسوا اِس کے اِس امر کو بھی غور کرنا چاہئے کہ ناممکن درخود کیا شئے ہے کیا یہ دوسرا نام بطلان یا نقیض (مخالف، الٹ) ہی کا نہیں، کہ جس کے واسطے گھاٹا صداقت کا ہی کافی ہے۔ بجائے ضرورت کسی قدرت کے لہٰذا اعتراض متعرض (اعتراض کرنے والا) یہ ہوا کہ جس کمال میں نقص نہیں وہ کمال بھی ناقص ہے جو عقل نہیں بلکہ خبط (دیوانگی، جنون) ہے۔

(۵) دہریا پوچھتا ہے کہ مستغنی (آسودہ حال) الذات کو احتیاج بنانے خلقت کا کونسا تھا؟

فاماالجواب۔ آزاد مطلق کو بنانے خلقت سے کون روک سکتا تھا اور کیا استغناء (بے فکری، بے پرواہی) اور آزادگی باہم ضد بھی ہیں۔ دہریا خود ہی جواب دے۔ ماسوا اِس کے جہاں علم و قدرت بے حد الوجود ہیں اور ارادہ پاک اُن کے ساتھ ہو تو ضرورت فعل میں بھی استغنا کا کیا بگڑ سکتا ہے دہریا دیکھاوئے۔ بس خلقت کو کیوں بنایا یہ سوال غلط ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ کیوں نہ بناتا جب کہ وہ آزاد تھا۔

(۶) دہریا پوچھتا ہے کہ جہاں علم و قدرت وارادہ کامل جمع ہوں تو نتیجہ مرکوز پیچھے کیوں کر رہ سکتا ہے اور جب کے خالق میں یہ ہر سہ (۳) صفات ہمیشہ موجود ہیں تو مخلوق خالق سے مابعد میں کیوں کر ظہور پاسکتا ہے؟

فاماالجواب۔ متعرض یہاں لفظ ارادہ کے معنی بجائے فعل خود صفت ارادہ کے کرتا ہے، یا فعل کو خاصہ سے تعبیر کرتا ہے، کہ جیسے حرارت خاصہ آتش ہمیشہ آتش کے ساتھ رہتا ہے اور یہ ہر دو اِس کے غلطیاں (غلطی کی جمع) ہیں۔ اِس لئے کہ صفت اور شئے ہے اور خاصہ صفت اور شئے، فعل پر فاعل کو ہمیشہ تقدیم (مقدم، فضیلت) ہے۔ مگر خاصہ پر شئے نہ تقدیم نہیں۔ لہٰذا صفت علم و قدرت وارادہ کے جمع ہونے سے خلقت ہم زمان خالق نہیں ہو سکتے مگر ہم زمان فعل ارادہ ضرور ہو جاتی ہے یعنی بعد فاعل۔

(۷) دہریا پوچھتا ہے کہ علم شئے بدون شئے اور وجود شئے بدون علم کہاں سے آئے؟

فاماالجواب۔ محتاج بالغیر کا البتہ علم بھی محتاج غیر کا ہے۔ جیسا کہ اس کا کل ہی محتاج ہے۔ لیکن مستغنی (آزاد، آسودہ حال) الذات بھی اگر کسی امر میں محتاج ہو تو وہ مستغنی نہیں رہ سکتا۔

(۸) دُکھ میں خوبی کونسی ہے اور بنانی دکھ سوائے خدا کے کون ہو سکتا ہے؟

فاماالجواب۔ دکھ تین قسم کے ہو سکتے ہیں یعنی تعلیمہ، امتحانیہ، سزائیہ۔ تعلیمہ تو وہ ہے جو ساتھ مقابلہ اپنے کے سُکھ کو صقل دے۔ چنانچہ بدون مقابلہ کے کسی شئے کی قدر ہم کماحقہ (بخوبی) نہیں جان سکتے۔ بلکہ اُس کا ہونا اور نہ ہونا مساوی ہو جاتا ہے۔

امتحانیہ وہ ہے کہ جس میں بدون کشش مساوی دوطرفہ اور دُکھ اس کشش کے امتحان محال ہے۔

سزائیہ وہ ہے کہ جس بدون سزا اور قدوسی عدل ہونا محال ہے۔ اب کہ دُکھ تعلیمہ تو مین مطابق خوبی خالق اُس کے ہے اور امتحان یہ مطابق ارادہ پاک اِس مالک کے جس کے روکنے کی وجہ کوئی نہیں اور سزائیہ مطابق عدل پاک اُسی مقدس کے تو اعتراض کی گنجایش بجز خیال فاسد (ناقص، فسادی) یا خواہش بد کے اور نہ معلوم کہاں ہے۔

امتحان پر متعرض اعتراض ذیل کرتا ہے۔

(الف) امتحان وہ کرے جو نتیجہ امتحان سے بے علم ہو۔

(ب) علم ابھی امتحان سے بدل نہیں سکتا۔

(ج) خود محبتی پر امتحان غالب نہیں آسکتا۔

(د) امتحان میں استرضا (خوشنودی، رضامندی پوچھنا) امتحان دہندہ کی ضرورت ہے اور ہا مید جنت خطرہ جہنم میں کوئی نہ پڑے گا۔

(ہ) اگر اصول امتحان سچ ہے تو اعمال میں کامیابی کیوں نہیں نظر آتی۔

اجوبہ (دلیل)۔ (الف) امتحان نتیجہ معلوم کرنے ہی کے لئے صرف نہیں ہوتا بلکہ بالقوہ سے بفعل لانے کسی امر کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔

(ب) علم خالق متحرک (حرکت کرنے والا) فعل مخلوق نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا علم مانع (منع کرنے والا) امتحان بھی کسی صورت سے نہیں ہوتا۔

(ج) امتحان نیچر میں کُچھ انقلاب بد پیدا نہیں کرتا جب کہ محبت خالق کو بجاے اصل اور خود محبتی کو بجائے فرع (شاخ، وہ جس کی اصل) یا ثمرہ اس کی رکھتا ہے۔

(د) استرضا امتحان دینے والے کی تب ہی درکار ہے جب وہ امتحان لینے والے کا کُچھ دہاڑتا (شوروغل) نہ ہو، یا سزا کامیابی کی جزا کامیابی سے بڑھ کر ہو، یا جبر دفریب غیر بھی مد (معاون) ناکامیابی ہوا ہو۔

(ہ) امتحان صرف ایک ہی امر میں نہیں بلکہ پوری عمر میں ہے۔ لہٰذا ہر ایک امر عمری میں گرنا اور قائم رہنا مساوی ممکن ہے اور جب کہ خدائے رحیم نے خاتمہ امتحان بر اعمال نہیں چھوڑ دیا، بلکہ جو رحم الٰہی کو رد نہ کرے وارث اُس کا بنایا جاتا ہے۔ تو رحم فتح اعمال سے بہت بڑھ کر فضلیت رکھتا ہے لہٰذا امتحان بھی خوبی الٰہی سے خالی نہیں۔ مگر یہ بھولنا نہ چاہئے کہ خوبی اگر کسی کا قرضہ ہو تو وہ خوبی بھی نہیں رہ سکتی تاہم وعدہ کی پابند ضرور ہے۔

آدم کے وسیلے سختی امتحان تو دنیا میں ضرور آئی ہے مگر کوئی چوتھے قسم کا دُکھ اِس سے نہیں بڑھا کیونکہ آدم کے گناہ کے سبب نہ تو کوئی جہنمی ہوا ہے اور نہ انصافاً ہو سکتا ہے۔ اس سے کہ بھلائی بلا استرضا سابقہ خود تو ہم ہاتھ غیر سے لے سکتے ہیں مگر بُرائی نہیں تقدیر علمی کسی کے اعمال پر موثر نہیں ہو سکتی اور تقدیر ارادی وہاں ہی ظہور پا سکتی ہے، کہ جہاں ارادہ سب طرح سے آزاد مطلق اپنے فعل میں ہے۔ لہٰذا تقدیر بھی کسی کو کسی طرح کا

دُکھ نہیں بڑھادیتی، ہر جنم کی تعلیم نہ تو ندامت یاد گناہ کی اپنے ساتھ رکھتی ہے کہ دکھ سزا اٹھہرے اور نہ گناہ اصغر تک اِس میں سزا کافی نظر آتی ہے۔ چوگھاٹہ کو بھردے لہٰذا سراسر خبط ہے ازروئے عقل۔

(۹) دہریا پوچھتا ہے کہ رحم نے تقاضا عدل کیونکر پورا کیا جو راہ نجات گناہ گار ان کے لئے کھلے۔ کیا فعل گناہ شدسے نہ شد بھی کسی طرح ہوسکتا ہے؟ یا وقت مخالفت درعبادت کا عیادت (بیمار پرسی، بیمار کی خبر پوچھنا) بھی کرسکتا ہے۔ تاکہ وقت ضایع شدہ کی تلافی (معافی) کی جائے یا خدا کسی کے بدلہ میں خود بھی دُکھ مَسہ (چھونا) سکتا ہے جو دکھ سہنے سے پاک ہے یا کسی اور مخلوق کو بدلہ گناہ گار میں بلا جبر وفریب کے سزائے ابدی سہنے کے لئے برخلاف اِس کے خود محبتی (شفیق) کے راضی کرسکتا ہے، یا سزائے ابدی کو کسی طرح تقسیم کرکے نا ابدی بھی بنا سکتا ہے؟

فاما الجواب۔ جہاں علم وقدرت بے حد موجود ہوں وہاں رحم کے ظہور پر ایسی حدیں بھی نہیں لگ سکتے کہ ظہور کے راہ ہی کوئی نہ چھوڑیں اور نہ نجات کے لئے یہ کُچھ ضرور ہے کہ اس راہ کا ہم کو علم بھی ہو جس راہ سے رحم تقاضائے عدل کو پورا کرے۔ کیونکہ علم نجات نہیں اور پھر اگر رحم کے ظہور کی کوئی راہ نہ ہوتی تو ہم گنہگار ہو کر کسی طرح کی خوبی بھی کیوں کر دیکھ سکتے تھے۔ الہام اِس مشکل کو یوں حل فرماتا ہے کہ خداے ابدی وازلی نے سارے گناہوں کے سزاوجود انسانی یسوع مسیح پر لاد کر ختم کردے اور وہ جورو(چہرہ) بابد سزا تھی۔ بمقابلہ ازلی اور ابدی قدرت کے خاتمہ پاگئی کیونکہ وہ روبابد ہی صرف تھی اور ازلی وابدی قدرت کے مقابلہ میں رواں نہیں رہ سکتے تھی۔ مسیح انسان نے بھی اس کا خاتمہ دیکھ کر تن بہ رضادے دیا۔ یوں پاک انسانیت مسیح نے اس سزا کو اٹھالیا اور قدرت بے حد نے اُٹھوادیا۔ پس ذخیرہ نجات مسیح میں موجود ہے کہ جو خود اس دین کو نہ بھر سکے مسیح کے ذخیرہ کو اپنے احتیاج کے واسطے رونہ کرے اِس راہ میں نہ تو عدل کی کُچھ ذلت ہوتی ہے اور نہ ظہور رحم میں کوئی نقص یا دقت عائد ہوتی ہے۔ سوا اس کے اور کوئی راہ ایسا بے نقص رحم کرنے کا نہیں کیونکہ گناہ جب سبب ٹھہرا راہ خوبی الٰہی بند کرنے کا ثواب سبب ہی درکار ہے، کہ پھر اس راہ کو کھولے اور راہ یہی ہے کہ جو نقصان گناہ نے کیا ہے بھر دے یا بھرادے۔ گناہ درخور تو چنگارہ محدود کی مانند ہے مگر عدل بے حد کو چھیڑ کر قہر بے حد کو بھڑ کا دیتا ہے۔

یہ غلط بات ہے کہ فعل گناہ درخود سزار کھتا ہے، بلکہ صحیح یہی ہے کہ جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ بھی نہیں۔ لہٰذا سزا اِس کی شریعت وہ سے آتے ہے اور اِس لئے بدلہ اس کا کوئی دوسرا بھی دے سکتا ہے اگر قابل دینے کے ہو۔ ہم ایک کے گناہ کی سزا دوسرے کسی کو اِس لئے نہیں دے سکتے کہ دوسرا اپنے بوجہ سے خالی نہیں اور ہماری سزا سزا یہ بھی نہیں بلکہ انتظامیہ ہے، کیونکہ ہماری سزا میں بدلہ پورا نہیں ہوسکتا بلکہ صرف انتظام دنیا مد نظر رکھا جاتا۔ فرض قرض ہے قرض خواہ کو اِس میں حجت نہیں کہ قرض دار خود ادا کرے یا دوسرا کوئی اِس کے واسطے وفا کرے اگر سکتا ہو مگر روپیہ کی کوڑیاں بنانا کسی ساہوکار کو پسند نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا تقسیم سزا بہتوں پر بھی ایسا ہی عدل کو ذلیل کرتا ہے اور بلا پورا کرنے تقاضائے عدل کے نیز رحم عدل سے نقیض (مخالف، الٹا) ہی کرتا ہے اگر مخالف عدل کے جائے۔

ضمیمہ دوئم

در اظہار توافقات تواریخیہ بتواریخ بائبل

اوّل

ہند وشاستروں(ہدایت کرنے کا آلہ ،ہندوؤں کی مذہبی کتاب) میں خلقت کا حال یوں لکھا ہے کہ پہلے ایک ناراین تھا(ناراین کے معنی پانی میں رہنے والا ہیں اور ہم اِس کو نوح فرض کرتے ہیں)اِس سے تین شخص ہوئے ایک زندگی کا بخشنے والا، دوسرا حفاظت کا کرنے والا اور تیسرا موت کا دینے والا۔جو برہما وشن ومہش کے نام سے معروف ہیں(نوح کے سام وہ بیٹا تھا جس کی نسل سے حیات ابدی بخشنے والا مسیح ہوا یافت وہ ہوا جو سام کے ڈیروں کا محافظ کرکے لکھا ہے یعنی کلیسیا مسیحی کا محافظ اور حام کو غلامان غلام کرکے لکھا ہے جو غلامی موت کے مشابہ ہے۔

جس کی آنکھ ہو دیکھ لے

کہ ہنود(ہندو کی جمع)تواریخ اپنی نوح سے شروع کرتے ہیں یا نہیں، چینی طوفان سے پہلے دس بادشاہ ہزار ہزار سال کے اپنی تواریخ میں لکھتے اور اس کو آدم سے نوح تک دیکھا جائے کہ قریب قریب ہیں یا نہیں۔

دوئم

بھاگوت گیتا وغیرہ میں لکھا ہے کہ سامبل کے نگر میں وشنو بشن برہمن کے گھر میں کلکے اوتار ہونے والا ہے جو سفید گھوڑے کا سوار ہوگا جو پہلوان کی بُدھ کو نرمل(بالکل صاف)کردے گا اور جو بُرائی کو نہ چھوڑے مار ڈالے گا اور دوئی(مخالفت)کو دور کردے گا۔ بائبل میں لکھا ہے کہ سام کے بل کے نگر میں یعنی نسل سام میں وشنویشن برہمن کے گھر میں یعنی خدا کے ثناء خوان عارف اللہ خاندان میں خداوند مسیح تاج مظہرات الٰہی کا ظاہر ہوگا جو سفید گھوڑے کامیابی اور صلح پر سوار ہوگا اور مخالف کو زیر کرکے نور پھیلا دے گا اور ایک گلہ اور ایک گڈریا دنیا میں ہو جائے گا۔

سوئم

شاستروں میں کرن کا قصّہ یوں لکھا ہے کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوا اور پیدائش سے زرہ اس کے بدن پر تھے جس کے سبب کرن اِس کا نام رکھا گیا اور کوئی اِس کو مار نہ سکتا تھا۔ تاہم وہ ایسا سخی مرد تھا کہ دشمن کی درخواست پر اس نے اپنا سر دے دیا۔یہ قصّہ مسیح کو تواریخ سے ملایا جائے جو بن باپ کے پیدا ہوا اور وہ قدرت الٰہی رکھتا تھا، کہ کوئی اُس کو مار نہ سکتا تھا مگر سخی بھی ایسا تھا کہ دشمنوں کے بدلے اُس نے اپنی جان خود ہی دے دی۔

چہارم

گیتااور مہابھارت وغیرہ میں کرشن کا قصّہ یوں لکھاہے کہ وہ طفل (لڑکابچہ) کش زمانہ پیدا ہوا۔ علیٰ ہذالقیاس (اسی طرح) کرایسٹ (یسوع مسیح) نیز پرورش غیروں کے ہاتھوں میں پائی (کرایسٹ کے بھی باپ تو تھاہی نہیں اور ماں بھی اس قسم کی تھی کہ جس کو اُس نے فرمایاکہ اے عورت میرا تجھ سے اصلی کیاعلاقہ ہے۔) رنگ اُس کا کالا تھایعنی جفریاہمہ مردمک (کرایسٹ نیز ظاہر خوبی سے معرالکھاہے اور خدائے ہمہ بین کرکے) مشغولہ (شغل) زندگی اس کا صرف گوپیوں (گوالن) سے تھا۔ (کرایسٹ کا نیز کلیسیااپنی عروس (دلہن) سے) مگر شہوتانہ (جنسی خواہش) نہیں اِس لئے کہ جمنانے ایک دفعہ گوپیون کو اسی لئے راستہ دے دیاکہ کرشن نے شہوتانہ کبھی اُن کو مس نہ کیاتھا۔ (کرایسٹ بھی کلیسیاکو کبھی بیٹی اپنی بھی فرماتاہے) سولہ کلاسپورن بھی یہی اکیلا اوتارہے۔ دوسرے سب اِس سے نیچے ہیں (کرایسٹ نیز کمال وجمال وجلال الٰہی سے بھرپور کرکے لکھا ہے۔) کالے ناگ سوسری کے اوپروہ کوداجمنادریامیں لکھاہے (کرایسٹ نیز اِس خونی ناگ کے سرپر کوداجوبہت سے سردانائی کے رکھتاہے اور ساگردنیامیں رہتاہے) باقی پالیے کرشن تھا، توگلّہ بان کرایسٹ۔

پنجم

تیکابھاگوت اور مابھارت میں لکھاہے کہ

> شب جی نے بدسلوکی سورج پر جواُس نے مہاراج کے شیوک ودہن مالی راکشش کے تھے سورج کے رتھ کو کاشی میں بموقع لولارک دے ماراتھااور ادبھت راماین لکھاہے کہ ایک دفعہ ہنومان جی نے سورج کو پھل سمجھ کر نگانے کااقدام کیاتھا۔

اِن واقعات کا سُراغ ہم مصر کی تاریکی معرفت موسیٰ اور وقت صلیب کے تاریکی مسیح سے ملانے چاہتے ہیں۔

ششم

مہاتم بھاگوت میں لکھاہے کہ گوکرن رکھے نے اپنے بھائی دہندکاری کے گتے کے واسطے سورج کو کھڑاکرلیاتھا (اِس واقع کو ہم یشوع بن نون کے معجزے یااشعیابن عاموص کے معجزے سے موافق کرانے چاہتے ہیں۔

ہفتم

کازاینڈکیور مصنفہ ڈاکٹر نیلسن امیریکائی کے باب ۴ میں لکھاہے کہ

زمانہ یاہو بادشاہ کے (جو ہمعصر یشوع بن نون تھا) ایک روز سورج کا کھڑا رہنا تواریخ چین میں ایسا لکھا ہے کہ خوف بھسم ہو جانے دیتا تھا اور اویڈ ایک لاٹن شاعر بزمانہ بادشاہ مائیٹن کنعان کی فنشش کے لوگوں سے (جو یشوع بن نون سے لڑتے تھے) روایت کرتا ہے کہ ایک دن کھویا گیا تھا

گو مضحکہ ہی میں یہ کہتا ہے۔

ہشتم

سلسَس و تھالسَس و فلیکن وغیرہ رومیوں نے صلیب مسیح کے وقت تاریکی کا تذکرہ کیا تھا۔

نہم

باب ۱۹، ۲۰، ۲۱ کا زانید کیور میں بحوالہ طال مود یہودیاں و اعمال پیلاط معجزات مسیحی کا تذکرہ علی العموام کیا گیا ہے۔

دھم

مینو کی تواریخ مصری میں پہلوٹھوں کے مار جانے کی یادداشت مصریوں میں مدت دراز تک رہی ہے۔

نتیجہ

توافقات (مطابقت) شاستر ان ہنود میں ہمارا مطلب وہی ہے۔ جو ایرن وٹنس پروفیسر کرشنا موہن بانرجی کا ہے کہ مخرج (خارج ہونے کی جگہ) برہمنان ملک شام و مصر سے ہے۔ جس کے واسطے وہ شامی جی اور مصر جی کہلائے اور تواریخ اِن کی بھی تواریخ بائبل کا اِس لیے متبع (پیروی کرنے والا) بہت سا کرتی ہے۔ پروفیسر موصوف رگ وید میں لفظ "یہوا" کا دکھلاتا ہے کہ جس کا مخرج کسی لفظ سنسکرت سے کُچھ نہیں اور لفظ اسوراسی اسوری برہمنوں کو ثابت کرتا اور جس نے اِس مضمون کی بڑی ہی معقول کتاب لکھی ہے۔ روایات قدیمہ بقید تحریر آنے سے جدید نہیں نہ بن جاتی سو تحریر پُرانوں کی تاریخ اُن کے شروع کی متصور نہیں ہو سکتی۔

سوائے تحریری توافقات کی تعمیری اور تعمیل رسمی کی توافقات بھی بہت ہیں۔ مگر طوالت یہاں مد نظر نہیں۔

ضمیمہ سوم

دراظہار اصلیت دعویٰ قرآن مروجہ حال

سب سے پہلا سوال دین محمدی سے یہ ہے کہ کیا کسی نئی تعلیم کی دنیا میں لانے کا بھی اس کو دعویٰ ہے اگر ہے تووہ نئی تعلیم اُس کی کون سی ہے ؟

جواب قرآن

سوال بالا کی بابت یہ ہے کہ نئی تعلیم اِس میں کوئی نہیں چنانچہ۔ سورہ بقر کی آیت (۱۳۵) میں لکھاہے کہ دین محمدی طریقہ ابراہیمی ہے اور وہ کل انبیاءوکتب انبیاء سلف کو مانتاہے۔ پھر سورہ انعام کی آیت (۱۶۱،۱۶۴) میں بھی یہی مضمون ہے کہ دین ابراہیمی ہی بنی عرب کو سکھایا گیا ہے۔ سورہ یونس کی آیت (۹۴) میں لکھاہے، کہ اگر تجھ کو شک ہواس کلام میں توتوپوچھ لے اُن سے جو تجھ سے آگے پڑھتے ہیں۔ کتاب سورہ نمل کی آیت (۴۶) میں ہے کہ قرآن یادداشت کتب انبیاسلف کی ہے۔ سورہ مومنوں کی آیت(۵۴) میں لکھاہے کہ سب نبی تمہارے دین کے ہیں واحد دین پر اور اسی سورہ کی آیت (۶۹ اور ۷۰) میں لکھاہے کہ کیادھیان نہیں کرتے کیا کوئی نئی بات بھی ہے جو اس کو غیر سمجھتے ہیں۔ سورہ عنکبوت کی آیت (۴۳) میں لکھاہے کہ کتاب والوں سے جھگڑانہ کربندگی اُن کی اور تمہاری ایک ہی اور اہل کتاب قرآن کو سچاجانتے ہیں۔ لکھاہے کہ ہم تجھے وہی کُچھ کہتے ہیں جو کہہ دیاہے پہلے رسولوں سے

یہ تنقیح اس موقع پر بے جاہے کہ

کہ قرآن نے فی الواقع وہی کُچھ سکھلایاہے کہ نہیں جو انبیاسلف کی تعلیمات ہیں کیونکہ یہاں دریافت طلب صرف یہ امرہے کہ دعویٰ قرآن اس بارے میں کیاہے۔

ہم یہ توبخوبی جانتے ہیں کہ یہ دعویٰ بھی بہت سچ نہیں چنانچہ۔

(۱) بائبل میں کہاں لکھاہے کہ نجات بدون کفارہ مسیح ممکن ہے اور عقل کب مانتی ہے کہ نیکیاں دس گناہ ہوکر بُرائیوں کو کھاجائیں گی۔ جیسا کہ قرآن میں لکھاہے کہ گویاادائے جزوکل کے واسطے کافی ہوجائے گا۔

(۲) بائبل میں کہاں لکھاہے کہ جبر سے سچاایمان پیداہوسکتاہے اور عقل ایسے خلاف واقعہ کو کب تسلیم کرسکتی ہے جیسا قرآن وسیلہ ایمان جبر دنیاوی اور خوف جسمانی کو ٹھہراتاہے۔

(۳) بائبل میں کہاں لکھاہے کہ تقدیر ارادی حاوی بر کل امور ہے۔ جیسا کہ سورہ العمران کی آیت (۱۵۵) میں ہے کہ جو پوچھتے ہیں کُچھ بھی کام ہے ہمارے ہاتھ تو کہہ دے سب کام ہیں اللہ ہی کے ہاتھ یعنی تمہارے ہاتھ کُچھ نہیں پھر سورہ نسا کی آیت (۷۷) میں لکھاہے کہ ایک راہ پر خدا سب کو اِس لئے نہیں کرتا کہ دوزخ بھی بھرنا ہے۔

(۴) بائبل میں کہاں لکھاہے کہ بہشت شراب وکباب حور وغلمان سے بھرا ہے جیسا کہ قرآن نے بہشت کو جسمانی بنادیا ہے۔ بلکہ انجیل میں تو صاف صاف یہ لکھاہے کہ بہشت میں نہ کھاناہے نہ پیناہے نہ بیاہ بلکہ فرشتوں کی مانند پاک رہناہے اور عجوبہ یہ بھی ہے کہ قرآن حوروں کی بڑی تعریف کرتاہے کہ وہ سوہنی ہوں گی۔ مگر مومن مردوں کی تعریف کُچھ نہیں کرتا جواُن کے جوڑے ہوں گے۔ سویوں بہشت بھی اُن جانوروں کی واسطے جن کا گوشت کھایاجائے گااور اِن حوروں کے واسطے جن کو عرب کے بادیہ نشین اور شیدی (حبشی) بہت سے ملیں گے کیاانصاف ہوا۔

(۵) بائبل میں وہ عجوبہ قسمیں کہاں ہیں جو قرآن میں بھری ہیں کہ خالق مخلوق کی قسمیں کھاتاہے کہ جن میں مطلب بھی قسم کاپورا نہیں ہوتا جو یہ ہے کہ قسم جھوٹی ہوتو شئے قسم خوردہ کی مار قسم کھانے والے پر پڑے۔ چنانچہ سورہ ص کی پہلی ہی آیت میں لکھاہے کہ قسم ہے قرآن کے سمجھنے والے کی منکر غرور میں ہے سورہ زخرف کی آیت (۸۸) میں لکھاہے کہ قسم ہے رسول کی اِس کہنے کی کہ اے رب یہ لوگ نہیں مانتے سورہ ذاریات میں لکھاہے قسم ہے بکھیرنے والوں کی، اڑاکر پھر اُٹھانے والیاں، بوجہ کو پر چلنے والیاں، نرمی سے پر بانٹنے والیاں، حکم سے بیشک خدا کا وعدہ سچاہے۔ سورہ طور میں لکھاہے کہ قسم ہے طور کی اور لکھی کتاب کے کشادہ اوراق میں اور آبادگھر کے اور اونچے چھت کی اور اُبلتے دریا کے بے شک عذاب تیرے رب کا ہوناہے اور اِسی سورہ میں آگے چل کر لکھاہے کہ تو نہیں اپنے رب کے فضل سے پریوں والایا دیوانہ گویااِن قسموں سے یقین اِن باتوں کا دلایا گیاہے۔ سورہ نجم میں لکھاہے کہ قسم ہے تارے گرے کی بہکا نہیں تمہارارفیق۔ سورہ قلم میں لکھاہے کہ قسم ہے قلم کی اور جو وہ لکھتی ہے تو نہیں اپنے رب کے فضل سے دیوانہ۔ سورہ الفطار میں لکھاہے کہ قسم ہے پیچھے ہٹ جانے سیدھے چلنے دبک جانے والوں کی اور رات کی جب اٹھان کرے اور صبح کی جب دم بھرے مقرر یہ کلام ہے۔ غریت والے کا سورہ فجر میں ہے کہ قسم ہے فجر کی اور اُس رات کی اور جفت وطاق کی اور جس رات کو چلے یہ قسمیں پوری ہیں۔ عقلاً کے واسطے تو نے نہ دیکھا کیا کیا تیرے رب نے عاد (ایک قوم جس کے پیغمبر حضرت ہود علیہ اسلام تھے) سے۔ اب اِن قسموں کو دیکھ کر انشاءاللہ خان کے قسموں کو کیا کہیں جو لکھتاہے، کہ لوناچماری (نمکین موچن) کی قسم اور کلوابیر (کالاجن) کی۔ پہلے تلے کے بُھتنے (بھوت کی تصغیر، ناپاک روح) یعنی شیطان کی قسم۔ کیاوہ زیادہ اِن سے ہنسے معلوم ہوتے ہیں اور کونسی شئے باقی ہے جس کی قسم قرآن نے نہیں کھائی جب کہ دیدنی اور نادیدنی اشیائے کل قسم بھی ایک اس میں ہے (سورہ حاتعہ آیت ۳۸، ۳۹)۔

یہ بھی غلط ہے کہ ایسے ایسے اختلافوں سے یہی ثابت ہوتاہے کہ بائبل محرف (بدلنے والا) کتاب ہے۔ قران ایسے واہیات (بے ہودہ) نتیجہ کو خود بھی نہیں مانتا اور یہ نتیجہ بھی درخود (بذات خود) ناممکن ہے کہ ایسے اختلافوں پر جمہور (لوگوں) کا اتفاق محض بے فائدہ کے واسطے ہو جائے۔ قرآن یہ تو کہتاہے کہ بعض اہل کتاب زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے ہیں کہ گویا وہ کتاب الہٰی میں لکھاہے حالانکہ وہ نہیں ہے کتاب اللہ میں (العمران آیئت ۷۷) یعنی سچ میں جھوٹ اپنے کلام میں ملاتے ہیں مگر کلام اللہ میں نہیں اور سورہ انعام کی آیئت (۳۳) میں لکھاہے کہ کلام اللہ کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

(۶) بائبل میں کلام مجازی تو بولی گئی ہے کہ جیسے سورج کا نکلنا اور سورج کا چھپنا۔ اجرام سماوی اور وجود ہائے ارضی کا جلال الٰہی ظاہر کرنا مگر یہ فلاسفی قرآن کی بائبل میں کہاں ہیں کہ غروب آفتاب کا دلدل کی ندی میں ذوالقرنین نے دیکھا ہے جیسا کہ سورہ کہف کی آیت (۸۶) میں ہے یا یہ پہاڑ میخیں بنادئے گئے ہیں تاکہ زمین ڈگمگائے نہیں۔ (سورہ نمل آیت ۱۵) یا زمین کناروں سے گھٹتی چلی آتی ہے (سورہ رعد آیت ۴۱) یا آسمان میں خدا کی کونسل کرنے کے برج ہیں جن میں سے اگر شیطان کُچھ لے اڑتا ہے اِس کے پیچھے تارہ ٹوٹ کر انگار سا پڑتا ہے (سورہ حجر آیت ۱۸) یا ہم نے جنوں کو بے دھویں کی آگ سے بنایا ہے (سورہ حجر آیت ۲۷) وغیرہ وغیرہ۔

سوال دوئم

یہ ہے اگر دین محمدی میں نئی بات ہی بقول قرآن کوئی نہیں تو اِس کے نازل ہونے کا کیا فائدہ ہوا؟

وغیرہ اس سوال کا یہ ہے کہ جب نبیوں کا توڑا پڑ جاتا ہے اور لوگ آپس میں جھگڑا ڈال لیتے ہیں۔ تب فیصلہ خدا کی طرف سے آیا کرتا ہے اور قرآن کے نازل فرمانے میں یہ بھی مدِ نظر رکھا گیا ہے کہ اہل عرب کے اوپر سے طعن امی کہلانے کا اُٹھ جائے اور کلام الٰہی اُن پر آسان ہو جائے۔ جو غیر زبانوں میں لکھا ہوا تھا۔ یعنی قرآن آخیر اور اصح (بہت صحیح) شرع کتب انبیا سلف کی ہے اور اہل عرب کا فخر آسانی۔ چنانچہ سورہ مائدہ کی آیت (۴۴) میں لکھا ہے کہ محمد توڑا بڑے پیچھے رسول ہو کر آیا ہے اور لکھا ہے کہ قرآن فیصلہ کرنے آیا ہے جس میں جھگڑ رہے تھے سورہ بقر کی آیت (۲۱۳) میں لکھا ہے کہ دین تو سب ایک ہی ہے مگر نبی اور الہام جھگڑا مٹانے آیا کرتے ہیں (وہ جھگڑا یہ تھا جو قرآن مٹانے آیا کہ کتاب والوں میں بعض توحید الٰہی پر اتفاق نہ کرتے تھے دیکھو (سورہ العمران کی آیت ۶۳ کو) اہل عرب کو اہل کتاب امی کہتے تھے بسبب (کی وجہ سے) لاعلم ہونے کلام الٰہی سے دیکھو سورہ العمران کی آیت (۷۵) جس میں لکھا ہے کہ کہہ دے اہل کتاب کو اور اُمیوں کو یعنی جو ماسوا اہل کتاب کے ہیں اور سورہ جمعہ میں لکھا ہے کہ خدا نے اُمیوں میں پڑھتا رسول اُٹھایا۔ یہ بھی واضع ہے کہ سارے اہل عرب فی الحقیقت امی نہ تھے مگر صرف باصطلاح اہل کتاب ہی امی بھی چنانچہ سورہ بقر کی آیات (۲۸۴ و ۲۸۳) میں اہل عرب کو بھی معاملہ معاہدہ میں لکھ پڑھ لینے کی صلاح بخشی گئی ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ لکھنا پڑھنا اہل عرب میں عام معلوم ایک بات تھی اور جو د محمد صاحب بھی لکھنے پڑھنے سے ہمیشہ محروم نہیں رہے گو بچپن میں وہ نہ پڑھتے تھے۔ جیسا کہ سورہ عنکبوت کی (۴۳ آیت سے ۴۹ تک) اس بارے میں ذکر ہے کہ تو اِس سے پہلے لکھنے پڑھنے سے واقف نہ تھا جو جھوٹھوں کو گنجایش شبہ کی ہوتی، بلکہ یہاں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُسی چیز کے لکھنے پڑھنے کی واقفیت پہلے سے اُسے نہ تھی۔ جس میں شبہ ہوتا تھا یعنی کتب انبیا سلف کے اور پہلے ہی ناواقفی لکھنے پڑھنے میں اُن کی تھی مگر آخر میں نہیں لکھا ہے کہ ہم تجھے وہی کُچھ کہتے ہیں جو کہہ دیا ہے سب رسولوں سے تجھے پہلے اگر ہم کرتے اسے اوپری زبان کو قرآن تو کہتے کہ اہل عرب کو غیر زبان سے کیا علاقہ ہے کیونکہ کھولی گئی اس کی باتیں اور سورہ (دخان کی آیت ۵۸) میں لکھا ہے کہ قرآن آسان کیا تیری بولی میں کہ شاید وہ یاد رکھیں۔ سورہ انبیا کی آیت ۱۰ میں لکھا ہے کہ ہم نے اوتاری ہے کتاب (اے اہل عرب) کہ جس میں تمہاری نام آورے (مشہور) ہے پھر کیا تم کو عقل نہیں۔

سوال سوئم

یہ ہے کہ کیاسند دی قرآن نے اپنی شرع کے اصح ہونے کے جو وہ جھگڑا مٹانے کا دعویٰ کرتا ہے کیا معقولات پر اُس کو رجوع کیا یا معجزات پر۔

جواب قرآن

یہ ہے کہ تنازعہ (تکرار) صرف مسئلہ تثلیث پر ہے جو بدعتیوں نے اپنے ذہن سے گھڑ لیا ہے اس کے روک کے واسطے نہ تو معقولات کی حاجت ہے اور نہ معجزات کی۔ کیونکہ وحدت پر ہدائت حکم حق کر رہی ہے اور تثلیث پر ہدائت حکم ناحق ہونے کا کرتی ہے چنانچہ۔

(سورہ العمران کی آیئت ۵۱، ۶۴) میں ہے کہ اے کتاب والو آجاؤ ایک سیدھی بات پر کہ شریک نہ لگائیں اللہ کو پھر اگر نہ مانیں تو وہی ہیں نافرمان اور (سورہ بقر کی آیئت ۴۶) میں لکھا ہے کو اللہ اور روز جزا اور سزا پر ایمان لاے جو اہ یہودی ہوں یا نصارا نڈر رہیں۔

اور معجزات کے بارے میں قرآن کا یہ جواب ہے کہ کون سی بات کے واسطے معجزات طلب کرتے ہو۔ جب کہ نئی بات بھی قرآن میں کوئی نہیں اور پرُانی باتوں کے واسطے معجزات کافی دفعہ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ۔

(سورہ العمران کی آیئت ۱۸۴) میں ہے کہ اگر تمہارا سوال معجزات کا درست ہے تو تم جو معجزات طلب کرتے ہو وہ بھی پہلے بنیوں نے دکھائی تھی پھر ان کو قتل کیوں کیا۔ (سورہ انعام کی ۳۶، ۵۶، ۹۰، ۹۱، ۱۰۹ نعام آیت ۱۱۱) ان آیات میں لکھا ہے کہ معجزہ طلب کرتے ہیں بے سمجھ ہیں۔ کہہ دے جس چیز کی جلدی کرتے ہو اگر میرے پاس ہوتی تو جھگڑا ہی باقی کیا تھا۔ تو جن کو ملی ہے کتاب اور شریعت اور نبوت پہلے سے چل اُن کی راہ پر۔ منکر ناحق اشد قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر کوئی معجزہ آئے تو مانیں گے۔ مگر ہرگز ماننے والے نہیں ہم اُلٹ دین کے۔ اُن کی آنکھیں جیسی زمانہ سلف میں ہوا اور معجزوں پر ہدایت موقوف نہیں کتاب والے خود قرآن کی تصدیق کرتے ہیں۔ اللہ کا کلام کبھی بدلتا نہیں (سورہ اعراف کی آیت ۱۸۸) میں لکھا ہے کہ میں غیب دان بھی نہیں کہہ دے اور نہ مالک اپنے بھلے بُرے کا بلکہ صرف خوشی اور ڈرسنانیو الا ہول۔ سورہ یونس میں لکھا ہے (آیئت ۳۸، ۳۹) یہ قرآن ہے کہ سوائے اللہ کے ایسا کوئی نہیں بنا سکتا (کیوں) یہ تصدیق ہے پہلے کلام اور بیان کتاب۔ کی جس میں شبہ نہیں جہاں کے صاحب سے اوپر اسی سورہ کی (آیت ۹۴) میں لکھا ہے اگر تجھ کو شک ہو اس قرآن میں تو پہلی اہل کتاب سے پوچھ لے۔ پھر (سورہ ہود کی آیت ۱۳، ۱۷) میں لکھا ہے اگر یہ قرآن بناوٹی ہے تو ایسی دس سورتیں بنا کر دکھاؤ نہیں یہ تو گواہی ہے اور پہلے اِس سے کتاب موسیٰ کی ہے۔

(سورۃ نمل) میں لکھا ہے کہ قرآن یادداشت ہے پہلے کتب کی جو معجزات کے ساتھ آئے تھے۔ سورہ بنی اسرائیل میں لکھا ہے (آیت ۵۹) ہم نے اس سے موقوف کیں وہ نشانیات بھیجنے کہ اگلوں نے اُن کو جھٹلایا (وہ سے مراد معجزے ہیں اس لئے کہ لفظ آیت کے معنی قرآن میں نہیں ہیں۔ یعنی نشان قدرتی وفقرات قرآنی و معجزات جھٹلائے جائیں گے۔ قابل معجزات انبیاء سلف ہی متصور (دل میں نقشہ جما لینے والا) ہیں اور آیت (۱۹۰ سے ۱۰۹ تک) اسی سورہ میں اشارات ہیں کہ اِس قرآنی کو معجزات کی حاجت ہی کُچھ نہیں کیونکہ اِس کی حقیقت پر پہلے کے علم والے کافی گو

اہ ہیں۔(سورہ طہٰ کی آیت ۱۳۳)میں لکھاہے کہ کہتے ہیں کیوں نہ اُتری اُس پر کوئی نشانی اُس کی اب سے تو کہ کیا پہنچ نہیں چکے اُن کو نشانیاں پہلی کتابوں میں۔(سورہ انبیاء کی آیت ۵ سے آیت ۸)میں لکھاہے کہ منکر جو پہلے نبیوں کی طرح کی نشانیاں طلب کرتے ہیں تو کہ کیا پہلوں کو مانا ہے جواب مانیں گے۔(سورہ سجدہ کی آیت ۳)میں لکھاہے کہ قرآن بناوٹ نہیں بلکہ اُن کے لئے ہدایت ہے جن کو پہلے ہاوی کوئی نہیں بھیجا۔

البتہ (سورہ اعراف کی آیت ۱۵۷)میں یہ ضرور لکھاہے کہ بنی امی کی خبر توریت وانجیل میں کی گئی ہےاور(سورہ صف آیت ۶)میں لکھاہے کہ عیسیٰ نے احمد نامی کی بشارت دی ہے۔مگر موجودہ توریت وانجیل میں تو ایسی خبروں کا کُچھ پتا نہیں لگتا اگر کہیں ہے تو مدعی ہی دکھلائے۔نیزیہ امر دعویٰ تحریف میں بھی اگر بر خلاف قرآن کیاجائے تو ثابت نہیں ہو گا کیونکہ ایک دعویٰ کی تصدیق صرف دوسرے دعویٰ ہی سے نہیں ہو سکتی۔

خلاصہ

قرآن تو اس وجہ کامل کے ساتھ انکار مطلق ہر طرح کے معجزے سے کرتاہے کہ جب کہ قرآن میں نئی تعلیم ہے کوئی نہیں۔تو نئے معجزے کی ضرورت بھی مطلق نہیں۔مگر پیرواں قرآن اس وجہ سے تسکین نہیں پاتے اور کہتے ہیں، کہ ہاں معجزے ہوئے ہیں۔چنانچہ فصاحت وبلاغت قرآنی خود ہی بڑا معجزاہے کہ جس کا ثانی کوئی مخلوق نہیں بنا سکتا۔اگر اُن سے پوچھیں کہ کہاں سے سارے قرآن میں دعویٰ فصاحت وبلاغت کا کوئی ایک لفظ تک اور پھر اگر یہ فصاحت وبلاغت جدید مطلق شئے ہوتی بھی تو باسبب محتاج ہونے کے تعلیم میں وہ آسانی اِس میں کہاں رہتی۔جو (سورہ دخان کی آیت ۵۷)میں لکھی ہے کہ قرآن آسان کیا گیاہے۔تیری بولی میں شاید وہ یادرکھیں اور پھر اگر فصاحت (خوش بیانی)وبلاغت (حسب موقع گفتگو)اِس کی اُسی درجہ کی ہے کہ جیسے کامل فصحا(خوش بیان لوگ)وبلغا(فاضل لوگ،عالم)میں ہونی چاہئے اور اس سے پڑھ کر ایجاد سے میں کُچھ نہیں تو جن کے وہ نظیر ہے وہی اُس کے نظیر ہیں پھر دعوئے بے نظیری کا کیا معنی رکھتاہے؟

حقیقت حال تو یہ ہے کہ دعویٰ بے نظیری تعلیمات انبیاء سلف کا اس میں صرف کیا گیاہے۔جیسا کہ اوپر دکھلایا گیا لیکن غرض کی اندھوں کو سوائے غرض کے اور کُچھ نہیں نظر آتا اور غرض بھی وہ جو حق سے غرض نہیں رکھتے۔بعض کمال لاعلمی سے پوچھتے ہیں کہ تب جادو صریح منکر کس شئے کو کہتے تھے۔اُن کا جواب (سورہ انعام کی آیت ۷)میں لکھاہے کہ منکر خبر قیامت کو کاغذ پر لکھے ہوئے ٹٹول کر بھی جادو صریح کہتے ہیں۔ایسا ہی (سورہ ہود کی آیت ۷)میں ہے کہ منکر خبر قیامت کو جادو صریح کہتے ہیں ایسا ہی (سورہ قمر کی آیت ۲)میں ہے جس میں لکھاہے کہ قریب ہوئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اگر دیکھیں۔کوئی آیت ٹلا کر کہیں کہ یہ ایک صریح جادو ہے اور چلے اپنی مرضی پر اور ہر کام ٹھہر رہاہے وقت پر۔مرادیہ ہے کہ اُن باتوں کو بھی جو قُرب قیامت کی اُن کو سُنائی جاتی ہیں معمولی جادو کہتے ہیں مگر ہر کام وقت پر منحصر ہے اور اب تو اپنے چاہ میں چلتے ہیں مگر جب سر پر آپڑے گی تب دیکھیں گے۔بعض وہم پرست اِن آیات قمر میں بھی معجزہ شق القمر دیکھتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ نہ تو ان میں کوئی فعل کا فاعل ظاہر ہے اور نہ ایسے وقوعہ (واقعہ)کے کسی دشمن تو بر طرف دوست ہمعصر نے بھی معائنہ (جانچ پڑتال)کی گواہی لکھی ہے اور نہ الفاظ شاعرانہ اس موقع کے امر ماضی اِس وقوعہ کو کُچھ بنارہے ہیں۔جو ہنوز (صرف)انحصار وقت کی شرط ڈال رہے ہیں تاہم وہم پرستی بسبب غرض کے آلودگی کے نہیں چھوڑتے۔

البتہ دانائی اور دلداری کی پیشن گوئیاں اور نامکمل مباہلی تو قران میں بھی ہیں جو پیشن گوئیاں اگر نہ پوری ہوئی تو شرطیہ اُن کو ٹھہرادیا گیا اور مباہلہ (بددُعا کرنا) میں اگر مخالف مقابلہ میں آہی گیا تو کوئی وجہ دے کر ہٹ بیٹھتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ انعام میں جو برخلاف وعدہ شکست محمدیوں کے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے ہی تو بزولی کی خیر تم آزمائے گئے ہو مت ڈرو اور سورہ انعام میں مباہلہ کیا گیا تھا کہ آؤ جھوٹوں پر لعنت کریں۔ مگر سورہ انفال اور ہود میں حب کفار نے ویسے ہی مباہلے پیش کئے تو فرمادیا گیا کہ جب محمد صاحب درمیان کفار کے کھڑا تھا پتھر کیونکہ برستے اور اولاد کفار میں تو امید مومنوں کی بھی ہے پھر کیوں کر لعنت آئے۔

یوں قال اللہ اپنے میں جب محمدی کوئی معجزہ نہ پاسکے تو ناچار قال الرسول میں دوسرے صدی میں جاکر جب ہمعصر محمدی سب مر گئے تھے۔ ہزارہا معجزات بنادے گئے اور صرف یہی نہیں کہ نبی ہی کے معجزے بنائے بلکہ بیخ خشک کے شاخوں کو بھی ایسے پھلوں سے لاد دیا۔ یعنی ولیوں بزرگوں کی کراماتیں ہزارہا احادیث کی طرح پر بن سُنے دیکھے لکھ دیے اور یہ طریقہ بھی محمدیوں نے پوپوں سے سیکھا ہے کہ بعد وفات کسی نامور کے سو پچاس برس بعد اُن کو ولی بنادینا، قتال (بہت قتل کرنے والا) اتراک باخلیفہ بغداد اور نار حجاز کی صرف دو ایسی خبریں ہیں کہ جن کا یہ فخر پیش کیا جاتا ہے کہ بعد تحریر اُن کی تکمیل ہوئی ہے۔ لیکن قتال اتراک کی خبر (حزقی ایل کے باب ۳۸ و ۳۹ اور مکاشفات کے باب ۹ آیت سے خاتمہ باب تک) سے بخوبی نکل سکتی ہے اور یہ ملک حجاز بسبب والی تک ہونے کے ادنیٰ حکیم ایسی خبر دے سکتا ہے اور پھر عجوبہ یہ بھی ہے کہ لاد اجو اس نار حجاز کا بہ کر نکلا ہے اُس کو کپتان برٹن صاحب نے سیر عرب میں دیکھا ہے کہ صرف دو تین میل کے اندر اندر اس کا نشان موجود ہے۔ لہٰذا اقسطلانی اور جمال مستاری کا سراسر نقیض یہ واقع کر رہا ہے۔ کپتان برٹن صاحب دین مسیحی اور محمدی سے کُچھ غرض اس واقع نگاری میں نہ رکھتا تھا۔ بلکہ بقالب محمدیاں صرف سیر عرب ست غرض اس کی تھی۔

سورہ لعمران کی آیت ۷ میں جو لکھا ہے کہ قرآن بعض آیات تو پکی اور جڑ کتاب ہیں اور دوسری ایسی ہیں کہ کئی ظرف ملتی اور اُن کی کُل صرف اللہ ہی بیٹھانی جانتا ہے اور وہ ایمان ہی مومنوں کے لائق سب ہیں سو سوائے حروف مقطعات (وہ حروف جو قرآن شریف کی بعض سورتوں کے شروع میں آتے ہیں) مثلاً الف، لام، میم وغیرہ کے صرف دھوکہ ہی ہے تاکہ کوئی دعویٰ سمجھنے قرآن کا نہ کرے کیونکہ لفظ ضرور ہے کہ اپنے معنی ظاہر کریں اور اس سے کوئی قانون مانع (منع کرنے والا) نہیں ہو سکتا اور ہدایت بھی کیا اُسی کو کہتے ہیں جس کو کوئی نہ سمجھے۔ یہ بھی ایک تعریف ہے مومنوں اپنی پیروی کرنے کو تو قرآن اعتراض کرنے سے البتہ منع کر سکتا تھا جیسا کہ (سورہ مائدہ کی آیت ۱۰۱) میں منع فرمایا گیا ہے کہ بہت سوال مت کرو کہ شاید جواب اُن کے تم کو ناپسند ہوں اور طریقہ بُھلادینے اور منسوخ کر دینے آیات کا بھی ایسے ہی مومنوں کے سامنے قبول ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ (سورہ بقر کی آیت ۱۰۵) میں اصول ڈالا گیا ہے لیکن متلاشی حق ایسی ایسی روکوں سے کب رُک سکتا ہے اور رک کر حق کو کیوں کر پاسکتا ہے عقلمند خود ہی انصاف کر سکتے ہیں۔

غرض کہ نہ جنوں ان دیکھے اور فرشتہ دل پر قرآن اوتارنے والے اور سیر مسجد اقصی و قاب قوسیں اور ادنیٰ کے سوا جن باتوں کا دیکھنا صرف محمد صاحب ہی سے علاقہ رکھنا قرآن میں لکھا ہے اور نہ تو کوئی معجزہ قرآن میں سے اور نہ ایسی کوئی احادیث سن کہ جس کے معانیہ غیر کی بلا واسطہ گواہی ملے اور نہ اصول قرآنی یہ ہے کہ پُرانی تعلیمات کے لئے نیا معجزہ ہونا چاہئے تاہم معجزے ہزار ثبوت نادار۔

سوال چہارم واخیر

یہ ہے کہ تب نبی عرب ختم المرسلین کن معنوں کر کے قرآن میں کہا گیا ہے اور کہ کتب سلف کا جو پیرو اُس کو قرآن میں لکھا ہے تو کونسی طریقہ کا پیرو ہے یہود یا نصارا میں سے۔

جواب قرآنی

تذکرہ مندرجہ ضمیمہ ہذا سے یہ نکلتا ہے کہ ختم المرسلین سے مراد اُس کے آخیر واصح شارح (تفسیر، کھول کر بیان کرنا) کتب انبیا سلف ہی سے ہے گو تائید اُس کی شرح کی نہ کسی معجزہ یا الہام سے ہوتی ہے اور نہ عقل ومعقولات سے اور پیرو وہ اپنے آپ کو طریقہ نصارا کا سمجھتا ہے۔ چنانچہ (سورہ العمران کی آیئت ۵۳) میں لکھا ہے کہ میں رکھوں گا (بروے قرآن خدا کہتا ہے) تابعین عیسیٰ کو غالب منکرین پر دن قیامت تک اور (سورہ نسا کی آیت ۴۶) میں لکھا ہے کہ مسیح پر اُس کی موت سے پہلے سارے فرقے کتاب والوں کے ایمان لادین گئے اور وہ قیامت کے دن سب کا راہ بتانے والا ہو گا یہاں سے ہر ایک اپنی لئے خود ہی انصاف کر لے کہ جب کہ سوائے منکرین اور تابعین کے تیسرا کوئی نہیں تو محمد صاحب کدھر جانا چاہتے ہوں گے اور کس کے مناد اپنے آپ کو قرار دیتے ہیں اور ثبوت مصنف بنی معصوم کس لئے صرف مسیح کو قرآن محتاج مغفرت نہیں کہتا اور دوسرے الوالعزم نبیوں تک کہتا ہے[2]۔

خلاصہ

بنی عرب کو بھی مانند پوپ کے ہم کو مسیحی تسلیم کرنا تو ضرور پڑتا ہے مگر یونی میٹرین فٹیلسٹ مارمن اور پیپسٹ کا کچھ مجموعہ کر کے یونیٹرن بسبب انکار تثلیث کے فیٹلسٹ بسبب مانتے تقدیر ارادی کے ہر مرمیں مارمن بسبب جواز کثرت ازواج وغلامی کے اور پیپسٹ بسبب دعویٰ لم یزلی شرح خود کے اور درحقیقت بدعت اور افسوس اولین (باب ۹ مکاشفات) کا۔ یوں دجال صلح موعود میں مسیح آنے والا ہے روح ہادی یا مہدی کا انتظار صادقوں کو لگا ہوا ہے حق باطل پر سارے اور سدا کو ضرور غالب ہو گا آمین۔

تمام شد

---

[2]۔ حاشیہ دوم کے مغلوب ہونے کے بعد چند سالمین جو چند سالمین جو پھر غالب آنے کی خبر ہے وہ ہی ایمالہ طبع بطرف مسیحیان پر اشارہ ہے۔ بضع کے معنی نو کے اندر اصطلاح زمانہ بنی عرب کسی تحریر اسی زمانہ سے ثابت نہیں۔